Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلِ سنّت، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

سوالیہ پرچہ کے ساتھ

برائے طلباء

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ عالمیہ

2

H_M_Hasnain_Asadi

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی شهادة العالمیه فی العلوم العربیه والاسلامیه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانية للطلاب السنة 2021/ ۱۴۴۲ھ

الورقة الاولیٰ: الصحيح للبخاری

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ١٠٠

الملاحظة: أجب عن السؤالين الاولين ولك الخيار فی الثالث ان تجيب عن أحد الجزئين.

السوال الاول: حدثنا آدم قال حدثنا شعبة حدثنا الحكم عن ذر عن سعيد بن عبدالرحمن بن أبزى عن أبيه قال: جاء رجل إلى عمر بن الخطاب فقال إنی أجنبت فلم أصف الماء فقال عمار بن ياسر لعمر بن الخطاب أما تذكر أنا كنا فی سفر أنا وأنت فأجنبنا فأما أنت فلم تصل وأما أنا فتمعكت فصليت فذكرت ذٰلك للنبی صلى الله عليه وسلم فقال النبی صلى الله عليه وسلم (إنما كان يكفيك هٰكذا) . فضرب النبی صلى الله عليه وسلم بكفيه الأرض ونفخ فيهما ثم مسح بهما وجهه وكفيه .

(الف) شكل كلمات السند مع المتن؟

(ب) عرف السند والمتن؟

(ج) ترجم الحديث الى الاردية

(د) حل الكلمة المخطوطة صرفيا ولغويا

(ه) اشرح باسلوبك الخاص حتى يتضح معنى النفخ؟ 5x8=40

السوال الثانی: حدثنا علی بن عبدالله قال حدثنا سفيان قال حدثنا الزهری عن عطاء بن يزيد الليثی عن أبی أيوب الأنصاری: أن النبی صلى الله عليه وسلم قال (إذا أتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها ولكن شرقوا أو غربوا) قال أبو أيوب: فقدمنا الشام فوجدنا مراحيض بنيت قبل القبلة فننحرف ونستغفر الله عزوجل وعن الزهری عن عطاء قال سمعت أبا أيوب عن النبی صلى الله عليه وسلم مثله .

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(الف) شکل کلمات السند مع المتن؟

(ب) ترجم الحدیث الی الاردیة؟

(ج) حلل الکلمات المخطوطة صرفیا ولغویا

(د) اشرح الحدیث حتی تتضح کیفیة الجلوس فی الخلاء؟ 4x10=40

السوال الثالث: اجب عن احد من الجزئین الأتیین .

الجزء الاول: عن عروة عن عائشة رضی اللہ عنہا: جھر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلاة الخسوف بقراء ته فإذا فرغ من قراء ته کبر فرکع وإذا رفع من الرکعة قال (سمع اللہ لمن حمده ربنا ولك الحمد) ثم یعاود القراءة فی صلاة الکسوف أربع رکعات فی رکعتین وأربع سجدات وقال الأوزاعی وغیره . سمعت الزهری عن عروة عن عائشة رضی اللہ عنہا أن الشمس خسفت علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبعث منادیا الصلاة جامعة فتقدم فصلی أربع رکعات فی رکعتین وأربع سجدات .

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیة؟

(ب) اشرح کیفیة صلوة الکسوف وبین الفرق بین الخسوف والکسوف ؟

10x2=20

الجزء الثانی: (الف) عرف المصطلحات الحدیثیة الأتیة؟ 10x2=20

الاعتبار، المشابهة، الشاهد، المرسل، المدلس، المضطرب، المدرج، المعنعن، الجرح، التعدیل

(ب) اشرح عشرة من الرموز الأتیة المستخدمة فی الصحیح البخاری وکتب الحدیث الشریف وغیرها؟

ك، خ، د، ن، ت، ج، ق، ح، نا، انا، عط، مط، مم، مح، ح، خف .

☆☆☆

درجہ عالمیہ برائے طلباء (سال دوم) 2021ء

پہلا پرچہ: صحیح بخاری

السوال الاول: حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي أَجْنَبْتُ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

فَلَمْ أُصِبِ الْمَاءَ فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَمَا تَذْكُرُ أَنَا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ فَأَجْنَبْنَا فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا) . فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ .

(الف) شكل كلمات السند مع المتن؟

(ب) عرف السند والمتن؟

(ج) ترجم الحديث الى الاردية؟

(د) حلل الكلمة المخطوطة صرفيا ولغويا؟

(ه) اشرح باسلوبك الخاص حتى يتضح معنى النفخ؟

جواب: (الف) سند اور متن پر اعراب:

سند اور متن پر اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

(ب) سند اور متن کی تعریف:

۱-سند: راویوں کا وہ سلسلہ جو متن تک پہنچتا ہو۔

۲-متن: وہ کلام جس تک سند پہنچتی ہو۔

(ج) ترجمہ حدیث:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں: ہمیں آدم نے حدیث بیان کی' انہوں نے کہا: ہمیں شعبہ نے حدیث بیان کی' انہوں نے کہا: ہمیں الحکم نے کہا: از ذر از سعید بن عبدالرحمن بن ابزی از ولد خود انہوں نے کہا: ایک آدمی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا: میں جنبی ہو گیا تھا مجھے پانی نہیں ملا؟ پس حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو یاد ہے' ہم دونوں ایک سفر میں تھے' رہے آپ تو آپ نے نماز نہیں پڑھی اور رہا میں' تو میں زمین میں لوٹ پوٹ ہو گیا' پس میں نے نماز پڑھ لی' پھر میں نے اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں صرف اس طرح کرنا کافی تھا' پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے' پھر ان میں پھونک ماری' پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے اور ہاتھوں پر ملا۔

(د) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی وضاحت:

۱-أَجْنَبْنَا: صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افعال بدخوابی کا شکار ہونا' جنبی ہونا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۲- فَتَمَعَّكْتُ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل صحیح از باب تفعل۔ اپنے جسم کو خاک آلود کرنا، مٹی میں لوٹ پوٹ ہونا۔

(ھ) حدیث کی تشریح کے ضمن میں "نفخ" کے معنیٰ کی وضاحت:

حضرت عبدالرحمٰن ابزی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھا، ان کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے عرض کیا: ہم لوگ کسی جگہ ایک یا دو مہینے کے لیے ٹھہرتے ہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو اس وقت تک نماز ادا نہیں کروں گا جب تک میں پانی کو پا لوں، پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ کو یاد ہے؟ میں اور آپ دونوں اونٹوں پر سفر کر رہے تھے، پھر ہم دونوں جنبی ہو گئے تھے، میں زمین پر لوٹ پوٹ ہو گیا، پھر ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے یہ کافی تھا کہ تم اس طرح کر لیتے، آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے، پھر مٹی جھاڑنے کے لیے ان پر پھونک ماری، پھر ان دونوں ہاتھوں سے چہرے اور دونوں ہاتھوں پر نصف ہاتھ تک مسح کیا تھا۔

السوال الثانی: حَدَّثَنَا عَلِي بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدِ اللَّيْثِي عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلَٰكِنْ شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا) قَالَ أَبُو أَيُّوبَ: فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ، وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

(الف) شكل كلمات السند مع المتن؟

(ب) ترجم الحديث الى الاردية؟

(ج) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا؟

(د) اشرح الحديث حتى تتضح كيفية الجلوس فی الخلاء؟

جواب: (الف) سند اور متن پر اعراب:

سند اور متن پر اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

(ب) ترجمہ حدیث:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہمیں علی بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہمیں زہری نے از عطاء بن یزید اللیثی اور از ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہما بیان کیا: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم بیت الخلاء میں جاؤ تو تم نہ قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ اس کی طرف پشت کرو، لیکن تم مشرق اور

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مغرب کی طرف منہ یا پشت کرو۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ملک شام گئے تو ہم نے وہاں قبلہ رخ بیت الخلاء بنے ہوئے دیکھے (جب ہم قضائے حاجت کے لیے جاتے) تو ہم مڑ جاتے اور ہم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے تھے۔ زہری عطاء بن یزید کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اس کی مثل سنا ہے۔

(ج) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی وضاحت:

(i) وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا: صیغہ جمع مذکر فعل نہی حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ باہمزہ وصل از استفعال۔ ھا ضمیر برائے واحد مؤنث منصوب محلاً مفعول بہ اور یہ قبلہ کی طرف لوٹتی ہے۔ پشت کرنا۔

(ii) شَرِّقُوْا: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل از باب تفعیل مشرق کی طرف منہ یا پشت کرنا۔

(iii) غَرِّبُوْا: صیغہ جمع مذکر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل۔ مغرب کی طرف منہ یا پشت کرنا۔

(iv) مَرَاحِيْضَ: یہ "مِرْحَاضٌ" کی جمع اقصیٰ ہے۔ اس کا معنیٰ ہے: بیت الخلاء، طہارت خانے۔

(v) قِبَلَ: اسم ظرف مضاف مرکب مفعول فیہ۔ طرف، جانب، رخ۔

(vi) فَنَنْحَرِفُ: صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ باہمزہ وصل از باب انفعال۔

(د) بیت الخلاء میں بیٹھنے کی کیفیت کی وضاحت:

انسان بیت الخلاء کے استعمال کا محتاج ہے، بیت الخلاء میں بیٹھنے کی کیفیت یہ ہونی چاہیے کہ قبلہ کی طرف نہ منہ ہو اور نہ پشت۔

یاد رہے مدینہ طیبہ سے قبلہ (بیت اللہ) جنوب کی سمت واقع ہے، اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بیت الخلاء میں جنوب یا شمال کی طرف منہ یا پشت نہ کرو بلکہ مشرق و مغرب کی سمت منہ یا پشت کرو۔ ہمارے ملک پاکستان سے قبلہ مغرب کی سمت ہے، لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم نہ مغرب کی طرف منہ کریں اور نہ پشت کریں۔ بلکہ ہمیں جنوب و شمال سمت کی طرف بیت الخلاء میں بیٹھنا چاہیے۔

السوال الثالث: اجب عن احد من الجزئین الآتیین۔

الجزء الاول: عن عروة عن عائشة رضی اللہ عنها: جهر النبی صلی اللہ علیه وسلم فی صلاة الخسوف بقراء ته فاذا فرغ من قراء ته کبر فرکع واذا رفع من الرکعة قال (سمع اللہ لمن حمده ربنا ولك الحمد) ثم یعاود القراء ة فی صلاة الکسوف أربع

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

رکعات فی رکعتین وأربع سجدات وقال الأوزاعی وغیرہ ۔ سمعت الزہری عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا أن الشمس خسفت علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبعث منادیا الصلاۃ جامعۃ فتقدم فصلی أربع رکعات فی رکعتین وأربع سجدات ۔

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیۃ؟

(ب) اشرح کیفیۃ صلوۃ الکسوف وبین الفرق بین الخسوف والکسوف؟

الجزء الثانی: (الف) عرف المصطلحات الحدیثیۃ الأتیۃ؟

الاعتبار' المشابہۃ' الشاھد' المرسل' المدلس' المضطرب' المدرج' المعنعن' الجرح' التعدیل

(ب) اشرح عشرۃ من الرموز الأتیۃ المستخدمۃ فی الصحیح البخاری وکتب الحدیث الشریف وغیرھا؟

ك' خ' د' ن' ت' ج' ق' ح' نا' انا' عط' مط' مم' مح' ح' خف ۔

جواب: (الف) جزءِ اوّل:

(الف) ترجمہ حدیث:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند گرہن کی نماز میں بلند آواز سے قراءت کی' جب آپ قراءت سے فارغ ہوئے' تو آپ نے اللہ اکبر کہا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا' جب رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو کہا: سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولك الحمد' پھر آپ اسی طرح چاند گرہن کی نماز پڑھتے رہے' چار رکوع' دو رکعت اور چار سجدوں میں۔ امام اوزاعی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں سورج گرہن لگا' تو آپ نے ایک منادی کو روانہ کیا' تاکہ وہ یہ اعلان کرے: الصلوٰۃ جامعۃ (لوگو! نماز کے لیے جمع ہو جاؤ)' پھر آپ آگے بڑھے دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ نماز پڑھائی۔

(ب) سورج گرہن کی نماز کا طریقہ:

سورج گرہن کے وقت امام جمعہ کے پیچھے یا حاکم وقت کے مقرر کردہ امام کے پیچھے نفلوں کی طرح دو رکعت نماز ادا کرنا مسنون ہے' اس کے لیے نہ تو آذان دی جائے' نہ ہی اقامت کہی جائے' نہ امام بلند آواز سے قراءت کرے اور نہ ہی خطبہ دیا جائے' بلکہ آذان کی جگہ یہ ندا دی جائے: آؤ نماز کھڑی ہونے والی ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ان دونوں رکعت کے قیام رکوع اور سجدوں کو لمبا کرنا مسنون ہے، پھر امام چاہے تو قبلہ رخ بیٹھ کر دعا مانگے یا کھڑے ہو کر لوگوں کی طرف منہ کرتے ہوئے دعا مانگے، یہ دوسرا انداز زیادہ بہتر ہے، اور مقتدی اس کی دعاء پر آمین کہتے رہیں، اسی طرح دعاء واستغفار ہوتا رہے، حتیٰ کہ سورج کی روشنی مکمل ہو جائے۔

اگر امام حاضر نہ ہو، تو لوگ انفرادی طور پر نماز ادا کریں جس طرح چاند کو گرہن لگنے، دن کے وقت خوفناک اندھیرا چھا جانے، تیز آندھی آ جانے اور کوئی پریشانی لاحق ہونے کے وقت علیحدہ علیحدہ نوافل پڑھتے ہیں۔

خسوف اور کسوف میں فرق:

خسوف اور کسوف دونوں الفاظ کا لغوی معنیٰ ہے: بے نور ہو جانا۔ دونوں میں اصطلاحی معنیٰ کے اعتبار سے فرق ہے۔ خسوف چاند گرہن کو کہا جاتا ہے، اور کسوف سورج گرہن کو کہتے ہیں۔ یاد رہے سورج گرہن کے لیے نماز ہے، اور چاند گرہن کے لیے نماز نہیں ہے، بلکہ توبہ، استغفار اور دعا ہے۔

الجزء الثانی: (الف) اصطلاحات فن حدیث کی وضاحت:

۱-الاعتبار: منفرد راوی کی حدیث کے ترک اور اس کی سندوں کی تحقیق اور تلاش کرنا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس روایت میں کوئی اور بھی شریک ہے یا نہیں۔

۲-الشاهد: غریب اور منفرد حدیث کے دوسری لفظاً اور معنیً یا صرف معنیً میں دوسرے راوی کی موافقت کرنا اور اس سے مشارکت کرنا بشرطیکہ صحابی مختلف ہوں۔

۳-المرسل: وہ حدیث ہے جس کے آخر سے یعنی تابعی کے بعد سے سند میں سقوط ہو یعنی صحابی کا ذکر نہ ہو۔

۴-المدلس: سند کے عیب کو چھپانا اور اس کے ظاہر کی تحسین کرنا۔

۵-المضطرب: وہ حدیث جو ایسے مختلف طریقوں سے مروی ہو، جو قوت میں مساوی ہوں۔

۶-المدرج: جب حدیث کی سند کا سیاق بدل دیا گیا ہو یا اس کے متن میں کسی وضاحت کے بغیر ایسی چیز داخل کی گئی، جو اس متن سے نہ ہو۔

۷-المعنعن: راوی کا یہ قول "فلان عن فلان" معنعن ہے۔

۸-الجرح: جس طرح ان کتب میں طعن کا ذکر جو بعض راویوں کی عدالت یا ان کے ضبط پر کیا جاتا ہے، یہ بھی غیر متعصب آئمہ سے منقول ہے۔ اس کو جرح کہتے ہیں۔

۹-التعدیل: چونکہ حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کا حکم کچھ امور پر مبنی ہے جیسے راویوں کی عدالت اور ضبط یا ان کی عدالت اور ضبط پر طعن، تو اس لیے علماء کرام نے ایسی کتب لکھنے کا اہتمام کیا، جن

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

میں راویوں کی عدالت اور ضبط کا بیان ایسے آئمہ سے منقول ہے، جو قابل اعتماد تعدیل کرنے والے ہیں، اسی کو تعدیل کہتے ہیں۔

(ب) صحیح بخاری اور دوسری کتب حدیث میں استعمال ہونے والے رموز اوقاف کی تعریفات:

۱-ن: یہ سنن نسائی کی طرف اشارہ کے لیے آتا ہے۔

۲-خ: صحیح بخاری

۳-د: سنن ابوداؤد

۴-ت: جامع ترمذی

۵-ج: کتاب کے جزء یا جلد کی طرف اشارہ کے لیے آتا ہے۔

۶-ق: متفق علیہ

۷-ح: حائل سے ماخوذ ہے۔

۸-نا: حَدَّثَنَا

۹-انا: اَخْبَرَنَا

۱۰-مط: موطا

۱۱-مم: مُعْجَمُ الْمُفَهْرِسُ

۱۲-مح: مسند امام احمد

۱۳-ح: حِيْنَئِذٍ سے مخفف ہے۔

۱۴-خف: علامت تخفیف

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی شهادة العالميه فی العلوم العربيه والاسلاميه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانية

للطلاب السنة 2021/ ۱۴۴۲ھ

الورقة الثانية: الصحيح لمسلم

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

ملاحظة: أجب عن ثلثة فقط

السوال الاول: حَدَّثَنَا مُحَمَّد بن عمرو بن جبلة بن ابی رواد قال حدثنا ابو عامر يعنى العقدى قال حدثنا قرة عن محمد عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال من اشترى شاة مصراة فهو بالخيار ثلاثة ايام فان ردها رد معها صاعا من طعام لاسمراء .

(الف) شكل سند الحديث ومتنه؟ (۱۰)

(ب) ترجم الحديث الى الاردية؟ (۱۰)

(ج) اكتب معنى التصرية لغة واصطلاحا؟ (۵)

(د) اكتب حكم بيع المصراة فى ضوء اختلاف الفقهاء وأوضح أن بيع المصراة يصح أم لا . (۴+۵=۹)

السوال الثانى: عن ابى سعيد الخدرى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تبيعوا الذهب بالذهب الامثلا بمثل ولا تشفوا بعضها على بعض ولا تبيعوا الورق بالورق الامثلا بمثل ولا تشفوا بعضها على بعض ولا تبيعوا منها غائبا بناجز .

(الف) ترجم الحديث الى اللغة الاردية؟ (۱۵)

(ب) اشرح العبارة المخطوطة مع بيان كيفيتها؟ (۱۰)

(ج) ماهى علة الربوا فى ضوء اختلاف الفقهاء بين مع الدليل؟ (۸)

السوال الثالث: عن ابى هريرة قال كان لسليمان عليه الصلوٰة والسلام ستون

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

امرأة فقال لا طوفن عليهن الليلة فتحمل كل واحدة منهن فتلد كل واحدة منهن غلاما فارسا يقاتل فی سبيل الله فلم تحمل منهن الا واحدة فولدت نصف انسان فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان استثنى لولدت كل واحدة منهن غلاما فارسا يقاتل فی سبيل الله ۔

(الف) ترجم الحديث الشريف بعد تشكيله؟ (۹+۹=۱۸)

(ب) اكتب المسائل الثلاث المستنبطة من هذا الحديث الشريف؟ (۹)

(ج) ماهو حكم الاستثناء فی اليمين والشرط اذا كان متصلا او منقطعا؟ (٦)

السوال الرابع: عن جابر بن عبدالله يقول غزوت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم تسع عشرة غزوة لم اشهد بدر اولا احدا منعنى ابى فلما قتل عبدالله يوم احدلم اتخلف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فی غزوة قط ۔

(الف) ترجم الحديث الشريف ۔ (۱۰)

(ب) كم غزا رسول الله صلى الله عليه وسلم وايضاً كم غزوة وقع فيها القتال؟ (۹)

(ج) فی ای سنة وقعت غزوة بدر واحد وفتح مكة؟ (۹)

(د) اكتب معنى الغزوة والسرية والفرق بينهما؟ (۵)

☆☆☆

درجہ عالمیہ برائے طلباء (سال دوم) 2021ء

دوسرا پرچہ: صحیح مسلم

السوال الاول: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ اَبِی رُوَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ يَعْنِی الْعَقَدِیَّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَاسَمْرَاءَ ۔

(الف) شكل سند الحديث ومتنه؟

(ب) ترجم الحديث الى الاردية؟

(ج) اكتب معنى التصرية لغة واصطلاحا؟

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(د) اكتب حكم بيع المصراة فى ضوء اختلاف الفقهاء وأوضح أن بيع المصراة يصح أم لا؟

جواب: (الف) سند اور متن حدیث پر اعراب:

نوٹ: سند اور متن حدیث پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

(ب) ترجمہ حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مصراۃ بکری خریدی اس کو تین دن تک اختیار ہے، اگر وہ اس کو واپس کرے تو اس کے ساتھ ایک صاع طعام بھی دے، گندم ضروری نہیں ہے۔

(ج) "التصرية" کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

لفظ "التصرية" باب تفعیل کا مصدر ہے، اس کا اصل مادہ "صریٰ" ہے، اس کا معنیٰ ہے: جمع کرنا۔ اہل عرب کہا کرتے ہیں: صريت الماء فى الحوض یعنی میں نے حوض میں پانی جمع کر لیا۔ "صرى الماء فى ظهره" اس کی پشت میں پانی جمع ہے، یعنی اس نے ابھی تک نکاح نہیں کیا۔

اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: روکنا، چنانچہ کہا جاتا ہے: التصرية حبس الماء یعنی تصریہ کا مطلب پانی روکنا ہے۔ امام شافعی اور دیگر فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ تصریہ یہ ہے کہ اونٹنی یا بکری کے تھنوں کو رسی سے باندھ دیا جائے، چند دنوں تک اس کا دودھ نہ دوہا جائے یہاں تک کہ اس کے تھنوں میں دودھ خوب جمع ہو جائے، اسے دیکھ کر مشتری یہ گمان کرے کہ عادۃً اس جانور کا دودھ زیادہ ہے اور وہ اس کی قیمت زیادہ لگائے۔

یاد رہے کہ تصریہ خواہ بکری ہو، یا اونٹنی یا اور دوسرے دودھ فراہم کرنے والے جانور کا ہو، یہ حرام و ناجائز ہے، اس لیے کہ اس صورت میں خریدار کو دھوکا دیا جاتا ہے، تاہم بیع منعقد ہو جائے گی۔

(د) بیع مصراۃ میں مذاہب آئمہ کے ضمن میں اس بیع کا حکم:

بیع مصراۃ کے مسئلہ میں اختلاف فقہاء موجود ہے، اس اختلاف کی تفصیل اور اس بیع کے حکم کے حوالے سے تفصیل درج ذیل ہے:

۱- فقہاء شوافع کا موقف یہ ہے کہ تصریہ حرام ہے، مگر بیع منعقد ہو جائے گی، مشتری کو اس کا علم ہونے پر وہ بیع واپس بھی کر سکتا ہے، واپسی اسی وقت بھی ہو سکتی ہے، اور بعد میں علم ہونے کی صورت میں یہ اختیار تین تک ہو سکتا ہے۔ تاہم واپسی کی صورت میں مشتری ایک صاع (چار کلوگرام) کھجور بھی دے گا، خواہ اس نے دودھ زیادہ دوہا ہو یا کم مقدار میں دوہا ہو۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۲- فقہاء حنبلیہ کا مؤقف یہ ہے کہ مصراۃ کی صورت میں اگر مشتری جانور کو واپس کرنا چاہتا ہو تو وہ واپسی پر ایک صاع کھجوریں بھی ساتھ دے گا' یہ کھجوریں واپسی کے لیے شرط ہیں' خواہ ان کی قیمت دودھ سے زیادہ ہو یا کم ہو۔ اس طرح ان کے ہاں بھی یہ بیع منعقد ہو جائے گی۔

۳- فقہاء مالکیہ کا مؤقف بھی یہی ہے کہ مصراۃ کی صورت میں بیع درست ہو جائے گی' مگر مشتری کو اس کے واپس کرنے کا اختیار ہوگا' واپسی کی صورت میں ایک صاع کھجوریں بھی ساتھ دینا ہوں گی' تاہم ان کے ہاں کھجوریں شرط نہیں ہیں بلکہ شہر میں کھائی جانے والی کوئی بھی خوراک ایک صاع کی مقدار جانور کے ساتھ دے سکتا ہے۔

۴- فقہاء احناف میں سے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ مصراۃ کو واپس کرنا درست نہیں ہے' کیونکہ یہ عیب کی صورت نہیں بنتی بلکہ دھوکا کی صورت ہے۔ تاہم مشتری کا جو زیادہ قیمت کی صورت میں نقصان ہوا ہے' وہ بائع سے اتنی قیمت واپس لینے کا مجاز ہوگا۔

احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ حدیث مصراۃ پر عمل درست نہیں ہے۔

حدیث مصراۃ پر عدم عمل کی کئی وجوہات ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(i) یہ روایت مضطرب ہے لہٰذا اسے معمول بہ بنانا درست نہیں ہے۔

(ii) یہ روایت قرآن کریم کے مضمون کے خلاف ہے' یعنی واپسی کی صورت میں کھجور یا طعام کا ایک صاع دینا بھی نقصان ہے۔

(iii) یہ روایت تعلیم سنت کے منافی ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خریدار اور بائع کو اس وقت تک اختیار ہوتا ہے جب تک وہ جدا نہ ہو جائیں۔

(iv) حدیث مصراۃ اجماع امت کے خلاف ہے' کیونکہ بیع کی واپسی میں طعام یا کھجوریں شامل نہیں ہیں۔

(v) حدیث مصراۃ قیاس کے بھی منافی ہے' کیونکہ دودھ کا عوض ایک صاع طعام یا کھجوریں نہیں ہو سکتیں۔

السوال الثانی: عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تبیعوا الذهب بالذهب الامثلا بمثل ولا تشفوا بعضها علی بعض ولا تبیعوا الورق بالورق الامثلا بمثل ولا تشفوا بعضها علی بعض ولا تبیعوا منها غائبا بناجز .

(الف) ترجم الحدیث الی اللغة الاردیة؟

(ب) اشرح العبارة المخطوطة مع بیان کیفیتها؟

(ج) ماهی علة الربوا فی ضوء اختلاف الفقهاء بین مع الدلیل؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سونے کو سونے کے بدلے صرف برابر برابر فروخت کرو اور بعض سونے کے عوض کم سونا فروخت نہ کرو۔ چاندی کو چاندی کے عوض فروخت مت کرو اور بعض چاندی کو کم چاندی کے عوض مت فروخت کرو اور تم ان میں سے کسی کو ادھار مت فروخت کرو۔

(ب) خط کشیدہ عبارت کی وضاحت:

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ سونا، سونے کے عوض اور چاندی چاندی کے عوض برابر برابر خرید وفروخت تو جائز ہے، اسی طرح اس میں نقد ہونا بھی ضروری ہے، ان میں جس طرح اضافہ وکمی منع ہے، اسی طرح ادھار بھی منع وحرام ہے۔ یہی حکم سونے اور چاندی سے تیار شدہ زیورات اور دوسری اشیاء کا بھی ہے۔

(ج) ربوا میں علت کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

آئمہ فقہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ جس طرح چھ امور یعنی سونا، چاندی، گندم، جو، چھوارے اور نمک میں زیادتی منع ہے، اسی طرح ان چیزوں میں بھی سود حرام ہے جو ان کے معنیٰ میں شریک ہیں۔ تاہم ان چھ چیزوں میں علت ربوٰا کے حوالے سے آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ سونے اور چاندی میں علت حرمت ان کا جنس ثمن سے ہونا ہے۔ لہٰذا باقی اشیاء میں کمی اور بیشی حرام نہیں ہوگی، اس لیے کہ ان میں علت حرمت مشترک نہیں ہے۔ باقی چار چیزوں میں علت حرمت کھانے کی جنس سے ہونا ہے، لہٰذا ہر کھانے کی چیز میں تفاضل کے ساتھ بیع حرام ہوگی۔

۲- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے سونے اور چاندی میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مثل ہے۔ باقی چار اشیاء میں علت حرمت ان کا خوراک کے ذخیرہ میں شامل ہونا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک منقیٰ میں بھی تفاضل حرام ہے، کیونکہ اس کا شمار بھی اشیاء خوردنی میں ہوتا ہے۔

۳- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ سونے اور چاندی میں علت حرمت وزن ہے جبکہ باقی چار چیزوں میں علت حرمت ماپنا ہے۔ لہٰذا جو چیز بھی وزن اور ماپ سے بیع کی جاتی ہو، تو اتحاد جنس کی صورت میں اس کا تفاضل کے ساتھ فروخت کرنا حرام ہے۔

۴- امام احمد اور ایک قول کے مطابق امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ ان چار چیزوں میں علت حرمت طعام کا وزن یا ماپ کے ساتھ فروخت کرنا ہے، اس لیے اشیاء خوردنی خواہ عددی ہوں جیسے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

انڈے وغیرہ، تو ان میں تفاضل کے ساتھ بیع حرام نہیں ہوگی۔ ہر وہ چیز، جو وزن یا ماپ کے ساتھ فروخت کی جائے، اس کی جنس کے عوض تفاضل سے بیع درست نہیں ہو سکتی۔

السوال الثالث: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ لِسُلَیْمَانَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ سِتُّوْنَ اِمْرَأَةً فَقَالَ لَا طُوْفَنَّ عَلَیْهِنَّ اللَّیْلَةَ فَتَحْمِلُ کُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ فَتَلِدُ کُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ غُلَامًا فَارِسًا یُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ اِلَّا وَاحِدَةٌ فَوَلَدَتْ نِصْفَ اِنْسَانٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ اسْتَثْنٰی لَوَلَدَتْ کُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ غُلَامًا فَارِسًا یُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

(الف) ترجم الحدیث الشریف بعد تشکیله؟

(ب) اکتب المسائل الثلاث المستنبطة من هذا الحدیث الشریف؟

(ج) ماهو حکم الاستثناء فی الیمین والشرط اذا کان متصلا او منقطعا۔

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ساٹھ ازواج مطہرات تھیں، انہوں نے کہا: آج رات میں تمام بیویوں کے پاس جاؤں گا، جس سے ہر بیوی حاملہ ہوگی، پھر ہر ایک میں سے ایک بہادر بچہ پیدا ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا، مگر ان میں سے صرف ایک بیوی حاملہ ہوئی، اس سے آدھا بچہ پیدا ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر حضرت سلیمان علیہ السلام "انشاء اللہ" کہتے تو سب ازواج مطہرات سے بہادر بچہ پیدا ہوتا، جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا۔

(ب) حدیث سے ثابت ہونے والے تین مسائل:

اس حدیث سے کثیر مسائل ثابت ہوتے ہیں، جن میں سے تین درج ذیل ہیں:

۱۔ اچھا کام کرنے کا قصد کرنا اور اس کے اسباب پیدا کرنا افضل عمل ہے۔

۲۔ قسم اٹھاتے وقت انشاء اللہ کہنا مستحب امر ہے۔

۳۔ جس چیز کے حصول کا ظن غالب ہو، اس حوالے سے دوسروں کو مطلع کرنا جائز ہے۔

(ج) قسم اور شرط میں متصل یا منقطع طور پر استثناء کرنے میں مذاہب آئمہ:

قسم اٹھانے یا شرط عائد کرنے کے بعد انشاء اللہ کے ساتھ استثناء کیا، تو وہ قسم منعقد ہوگی یا نہیں؟ اس حوالے سے آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ جمہور فقہاء کا مؤقف یہ ہے کہ جب کسی شخص نے قسم اٹھانے کے بعد متصل انشاء اللہ کہہ دیا، تو یہ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

استثناء کی صورت ہوگی' اس آدمی کی قسم منعقد نہیں ہوگی۔ ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(i) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے قسم اٹھا کر انشاء اللہ کہا' تو اس نے استثناء کیا۔

(ii) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے قسم اٹھا کر استثناء کر لیا' وہ چاہے تو رجوع کرے اور چاہے چھوڑ دے' تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔

یاد رہے کہ یہ استثناء کلام کے بعد متصل ہو ورنہ استثناء درست نہیں ہوگا۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول یہ ہے کہ استثناء کا تقاضا یہ ہے کہ یہ قسم کے بعد اور متصل ہو ورنہ استثناء درست نہیں ہوگا۔

۲- امام مالک' امام ثوری' امام اوزاعی' امام شافعی' امام اسحاق' امام ابوحنیفہ اور امام ابن منذر رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ استثناء قسم کے بعد متصل ہو اور زبان کے ساتھ ہو' محض دل سے استثناء درست نہیں ہو گا۔

۳- امام لیث' امام حماد' امام ابوثور اور اصحاب الرائے یعنی فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اس میں استثناء درست ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من حلف فقال ان شاء اللہ لم یحنث یعنی جس شخص نے قسم اٹھائی' پھر اس نے انشاء اللہ کہا' تو وہ حانث نہیں ہو گا۔

السوال الرابع: عن جابر بن عبداللہ یقول غزوت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسع عشرۃ غزوۃ لم اشھد بدرا ولا احدا منعنی ابی فلما قتل عبداللہ یوم احد لم اتخلف عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ قط۔

(الف) ترجم الحدیث الشریف؟

(ب) کم غزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وایضاً کم غزوۃ وقع فیھا القتال؟

(ج) فی ای سنۃ وقعت غزوۃ بدر واحد وفتح مکۃ؟

(د) اکتب معنی الغزوۃ والسریۃ والفرق بینھما؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' انہوں نے کہا: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں انیس غزوات میں شرکت کی' میں غزوۂ بدر اور غزوۂ اُحد میں شامل نہ ہوا' کیونکہ ان مواقع پر میرے باپ نے مجھے روک لیا تھا۔ پس جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ احد کے دن شہید کیے گئے' تو پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی لڑائی میں کبھی پیچھے نہ رہا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد اور وہ غزوات جن میں باقاعدہ لڑائی ہوئی:

۱- غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستائیس (۲۷) غزوات میں شرکت فرمائی۔ ان میں سے صرف نو (۹) غزوات میں باقاعدہ دشمن سے لڑائی ہوئی اور ان نو غزوات کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) غزوۂ بدر، (۲) غزوۂ اُحد، (۳) غزوۂ مریسیع، (۴) غزوۂ خندق، (۵) غزوۂ قریظہ، (۶) غزوہ خیبر، (۷) غزوۂ فتح مکہ، (۸) غزوۂ حنین، (۹) غزوۂ طائف۔

(ج) غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد اور غزوۂ فتح مکہ پیش آنے کے سال:

۱- غزوۂ بدر: ہجرت کے دوسرے سال پیش آیا۔

۲- غزوۂ اُحد: ہجرت کے تیسرے سال پیش آیا۔

۳- غزوۂ فتح مکہ: ہجرت کے آٹھویں سال پیش آیا۔

(د) غزوہ اور سریہ کا مطلب وفرق:

۱- غزوہ: (قتال) وہ لڑائی جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی شرکت فرمائی ہو۔

۲- سریہ: وہ لڑائی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شرکت نہ فرمائی ہو۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی شهادة العالمیه فی العلوم العربیه والاسلامیه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانیة للطلاب السنة 2021/ ۱۴۴۲ھ

الورقة الثالثة: الجامع للترمذی

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

ملاحظة: اجب عن ثلثة فقط.

السؤال الاول: عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم انصرف من صلوٰة جهر فیها بالقراء ة فقال هل قرأ معی احد منکم آنفا فقال رجل نعم یا رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انی اقول مالی انازع القراٰن قال فانتهی الناس عن القراء ة مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فیما یجهر فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم من الصلوات بالقراء ة حین سمعوا ذلك من رسول الله صلی الله علیه وسلم.

(الف) شکل الحدیث ثم ترجمه الی الاردیة؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) اذکر مذهب الاحناف فقط فی القراء ة خلف الامام مع دلائلهم؟ (۱۴)

السؤال الثانی: عن الشعبی قال صلی بنا المغیرة بن شعبة فنهض فی الرکعتین فسبح به القوم وسبح بهم فلما قضی صلوته سلم ثم سجد سجدتی السهو وهو جالس ثم حدثهم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم فعل بهم مثل الذی فعل.

(الف) شکل الحدیث ثم ترجمه الی الاردیة؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) بین ان سجدتی السهو قبل السلام او بعده عند الائمة الاربعة من المجتهدین بدون الدلائل؟ (۱۳)

السؤال الثالث: عن جابر قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا معه فدخل علی امرأة من الانصار فذبحت له شاة فاکل واتته بقناع من رطب فأکل منه ثم توضأ للظهر وصلی ثم انصرف فاتته بعلالة من علالة الشاة فأکل ثم صلی العصر ولم یتوضأ.

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الاردية؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) ماحكم الوضوء مما غيرت النار عند الائمة الاربعة من المجتهدين؟ (۷)

(ج) في الحديث الوضوء مما مست النار فما اجاب الفقهاء الكرام عنه، بين قولين من اقوالهم؟ (۶)

السؤال الرابع: عن ابى سعيد الخدرى قال: قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم! أنتوضأ بير بضاعة وهى بير يلقى فيها الحيض ولحوم الكلاب والنتن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الماء طهور لا ينجسه شيء .

(الف) ترجم الحديث الى الاردية بعد وضع الاعراب؟ (۱۵=۷+۸)

(ب) اذكر مذاهب الائمة العظام من المجتهدين فى ان الماء طهور لا ينجسه شيء بدلائلهم؟ (۱۸)

☆☆☆

درجہ عالمیہ برائے طلباء (سال دوم) 2021ء

تیسرا پرچہ: جامع ترمذی

السؤال الاول: عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِىَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! قَالَ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیَ اُنَازِعُ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَجْهَرُ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلَوَاتِ بِالْقِرَاءَةِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الاردية؟

(ب) اذكر مذهب الاحناف فقط فى القراءة خلف الامام مع دلائلهم؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: حدیث پر اعراب لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث حسب ذیل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایسی نماز سے فارغ ہوئے، جس میں آپ نے بلند آواز سے قراءت کی تھی، آپ نے فرمایا: کیا ابھی تم میں سے کسی ایک نے میرے ساتھ قراءت کی ہے؟ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! ہاں! میں نے قراءت کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

نے فرمایا: میں بھی سوچ رہا تھا' کیا وجہ ہے کہ قراءت میں رکاوٹ ڈالی جارہی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں' جن نمازوں میں آپ بلند آواز میں قراءت کرتے تھے' ان میں قراءت کرنے سے باز آ گئے' جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی۔

(ب) قراءت خلف الامام کے مسئلہ میں احناف کا مذہب مع دلائل:

قراءت خلف الامام کے مسئلہ میں احناف کا مؤقف یہ ہے کہ مقتدی ہرگز قراءت نہیں کرے گا' خواہ نماز جہری ہو یا سری ہو اور اس حوالے سے ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- ارشاد ربانی ہے: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ٥ یعنی جب قرآن پڑھا جائے' تو تم اسے سنو اور خاموشی اختیار کرو' تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

قرآن کا سننا واجب ہے' اس پر خاموشی اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔

۲- زیر بحث حدیث بھی احناف کی دلیل ہے' اس میں بھی صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت کرنے والے آدمی کو قراءت میں رکاوٹ و تنازع کا سبب قرار دیا تھا اور اس کے بعد صحابہ نے کبھی قراءت خلف الامام نہیں کی تھی۔

۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: من كان له امام فقراءة الامام له قراءة یعنی جس آدمی نے امام کی اقتداء میں نماز ادا کی' تو امام کی قراءت اس کی بھی قراءت ہے۔ (ابن ماجہ)

جب امام کی قراءت' مقتدی کی قراءت قرار دی گئی ہے' تو پھر مقتدی کو امام کی اقتداء میں قراءت منع ہے۔

السؤال الثانی: عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَنَهَضَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَسَبَّحَ بِهِ الْقَوْمُ وَسَبَّحَ بِهِمْ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ بِهِمْ مِثْلَ الَّذِيْ فَعَلَ.

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الاردية؟

(ب) بين ان سجدتي السهو السلام او بعده عند الائمة الاربعة من المجتهدين بدون الدلائل؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

شعبی کا بیان ہے: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی' وہ دو رکعت پڑھنے کے بعد (بیٹھنے کی بجائے) کھڑے ہو گئے' لوگوں نے انہیں سبحان اللہ کہہ کر متوجہ کرنا چاہا' تو انہوں نے جواب میں

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

بھی سبحان اللہ کہہ دیا۔ جب انہوں نے نماز مکمل کی، تو سلام پھیر کر دو مرتبہ سجدہ سہو کر لیا، جبکہ وہ بیٹھے ہی تھے پھر انہوں نے لوگوں کو یہ بتایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا یعنی جیسا حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔

(ب) سجدہ سہو سلام سے قبل ہے یا بعد میں؟ اس حوالے سے مذاہب آئمہ اربعہ:

اس بات میں تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ جب دوران نماز فرض رکن میں تاخیر ہو جائے یا کوئی واجب چھوٹ جائے، تو یہ کمی سجدہ سہو سے پوری ہو جاتی ہے، لہٰذا اس کمی کی تلافی کے لیے سجدہ سہو کیا جائے گا۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ سجدہ سہو قبل السلام ہے یا بعد السلام ہے؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا۔ آئمہ ثلاثہ یعنی امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سجدہ سہو قبل السلام افضل ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف میں قدرے تفصیل ہے۔ اگر نقصان کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوا ہو، تو سجدہ سہو قبل السلام افضل ہے، اگر کسی زیادتی کی وجہ سے واجب ہوا ہو، بعد السلام سجدہ سہو افضل ہے۔ اس سلسلہ میں یہ عبارت مشہور ہے: القاف بالقاف و الدال بالدال یعنی نقصان والا سجدہ قبل السلام اور نقصان والا سجدہ سہو بعد السلام افضل ہے۔

اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف میں قدرے تفصیل ہے، ان کا کہنا ہے کہ سجدہ سہو کے واجب ہونے کی متعدد صورتیں ہیں، جن صورتوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل السلام سجدہ سہو کیا، ان میں قبل السلام سجدہ سہو کرنا افضل ہے، اور جن صورتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد السلام سجدہ سہو کیا، ان میں بعد السلام سجدہ سہو کرنا افضل ہے۔

الغرض آئمہ ثلاثہ کے نزدیک سجدہ سہو قبل السلام افضل ہے۔

دلیل: آئمہ ثلاثہ کی دلیل حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز ظہر پڑھائی، آپ دوسری رکعت کے بعد کھڑے ہو گئے، حالانکہ آپ نے بیٹھنا تھا، پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز مکمل کر لی، تو آپ نے دو سجدے کیے، ہر سجدہ میں تکبیر بھی کہی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے، سلام پھیرنے سے پہلے۔ (ترمذی، ج:۱، ص:۸۹)

۲۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سجدہ سہو بعد السلام کیا جائے گا۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(i) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز ظہر پانچ رکعات پڑھائی، تو آپ سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا نماز زیادہ ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو آپ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کیے۔ (جامع ترمذی، ج:۱، ص:۹۰)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ii) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لکل سهو سجدتان بعد ما يسلم (ابوداؤد ج: ۱ ص: ۱۴۸) یعنی ہر سجدہ سہو دو سجدے ہیں اور یہ سجدے سلام کے بعد ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: یہ روایت جواز پر محمول ہے، مگر افضل صورت بعد السلام ہے۔

السوال الثالث: عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَذَبَحَتْ لَهُ شَاةً فَاَكَلَ وَاَتَتْهُ بِقِنَاعٍ مِّنْ رُّطَبٍ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ تَوَضَّاَ لِلظُّهْرِ وَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَتْهُ بِعُلَالَةٍ مِّنْ عُلَالَةِ الشَّاةِ فَاَكَلَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

(الف) شکل الحديث ثم ترجمه الى الاردية؟

(ب) ما حكم الوضوء مما غيرت النار عند الائمة الاربعة من المجتهدين؟

(ج) فى الحديث الوضوء مما مست النار فما اجاب الفقهاء الكرام عنه، بين قولين من اقوالهم؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، میں آپ کے ساتھ تھا، آپ ایک انصاری خاتون کے ہاں تشریف لے گئے، اس عورت نے آپ کے لیے ایک بکری ذبح کی، آپ نے اسے کھایا، پھر وہ عورت کھجوروں کا ایک تھال لے کر آئی، آپ نے ان میں سے بھی کھایا، پھر آپ نے نماز ظہر کے لیے وضو کیا، پھر نماز ظہر ادا کی، جب آپ نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو وہ عورت بچا ہوا بکری کا گوشت لائی، آپ نے اسے بھی کھایا، پھر آپ نے نماز عصر ادا کی، مگر از سر نو وضو نہ کیا۔

(ب) آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جانے کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

جمہور صحابہ، تابعین اور آئمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاں ما غیرت النار کا کھانا پینا ناقض وضو نہیں ہے۔ تاہم شروع میں بعض صحابہ کرام اور بعض تابعین اس کے قائل تھے، مگر بعد میں ان کا اختلاف بھی ختم ہو گیا اور سب کا اس کے عدم ناقض وضو پر اجماع ہو گیا، پھر تمام محدثین نے سب کے اجماع کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ سے متعلق روایات کو نقل کیا ہے۔ محدثین کرام یعنی امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایسی روایات کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، پہلے حصہ کی روایات یعنی الوضوء مما

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مست النار کو پہلے باب میں نقل فرمائیں اور دوسرے حصہ یعنی ما غیرت النار کے عدم ناقض وضو ہونے والی روایات دوسرے باب میں نقل کر کے اشارہ کر دیا کہ پہلی روایات جن سے ناقض وضو ہونا ثابت ہوتا ہے وہ منسوخ اور بعد والی جملہ روایات ناسخ ہیں۔

(ج) ''الوضوء مما مست النار'' کا جواب اقوال فقہاء کی روشنی میں:

سوال یہ ہے کہ جب آگ سے تیار شدہ چیز کے کھانے سے عدم ناقض وضوء پر اجماع منعقد ہو چکا ہے تو اس کے ثبوت والی روایات کا جواب کیا ہوگا؟ تو اس کے متعدد جوابات ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- حدیث: مما مست النار' کا حکم منسوخ ہو چکا ہے اور اس کی ناسخ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے: قال کان اخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک الوضوء ما غیرت النار (سنن ابی داؤد جلد اوّل ص: ۲۵) راوی کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری دو چیزوں میں سے ایک آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کا حکم ختم کرنا ہے۔

۲- اس حدیث میں حکم وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لیے ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کرنا ثابت ہے اور ترک وضو بھی۔ وضو کرنا مستحب ہے۔

۳- اس روایت میں وضو سے مراد اصطلاحی وضو نہیں بلکہ لغوی معنیٰ مراد ہے یعنی ہاتھ منہ دھونا اس کی تائید حضرت عکراش بن ذویب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ بیان کرتے ہیں: ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی پیش کیا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے ان کی تری سے کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھ اپنا چہرہ اپنی دونوں کلائیوں اور اپنے سر کا مسح کیا پھر آپ نے فرمایا: اے عکراش! آگ پر پکی ہوئی چیز کا یہ وضو ہے۔ (ترمذی) ثابت ہوا کہ حدیث سے مراد وضو صغیر ہے نہ کہ نماز کا وضو مراد ہے۔

۴- نیز آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے فرشتوں سے مشابہت نہیں رہتی یا آتش دنیا جہنم کی آتش سے ملتی جلتی ہے اور اس کا مقام بھیانک وخطرناک ہے تو اس سے تعلق ورابطہ ختم کرنے کے لیے وضو کا حکم دیا گیا ہے۔

السؤال الرابع: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِیْرِ بُضَاعَةَ وَهِیَ بِئْرٌ یُلْقٰی فِیْهَا الْحِیَضُ وَلُحُوْمُ الْکِلَابِ وَالنَّتْنُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَآءَ طَهُوْرٌ لَّا یُنَجِّسُهٗ شَیْءٌ۔

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیة بعد وضع الاعراب؟

(ب) اذکر مذاهب الائمة العظام من المجتهدین فی ان المآء طهور لا ینجسه شیء بدلائلهم؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا ہم بضاعہ کنویں سے وضو کر سکتے ہیں؟ راوی کا بیان ہے: یہ وہ کنواں تھا، جس میں حائضہ عورتوں (کے کپڑے)، کتوں کا گوشت (مردہ کتے) اور گندگی ڈالی جاتی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی پاک ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی۔

(ب) پانی کے نجس و طاہر ہونے کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

یہاں سے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ پانیوں کی بحث کا آغاز کر رہے ہیں۔ مسلسل چار ابواب میں پانی کے نجس و طاہر ہونے کے حوالے سے چار احادیث مبارکہ نقل فرمائی ہیں۔ اس سوال یہ ہے کہ پانی کب پاک ہوتا ہے، اور کب نجس؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کے مابین اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ پانی قلیل ہو یا کثیر جب تک اس کے اوصافِ ثلاثہ یعنی رنگ، بو اور ذائقہ میں سے کوئی تبدیل نہ ہو، وہ پاک ہوتا ہے۔ انہوں نے بئر بضاعۃ والی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بئر بضاعۃ جس میں کتوں کا گوشت، حیض کے آلودہ کپڑوں کے چیتھڑے اور دیگر بدبودار اشیاء پھینکی جاتی تھیں، کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا ہم اس کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ان "الماء طهور لا ينجسه شيء (بیشک پانی پاک ہے، اسے کوئی چیز پلید نہیں کر سکتی) علاوہ ازیں انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا يبولن احدكم في الماء الدائم ثم يتوضا منه (جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۶۳) تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر وہ اس سے وضو کرے۔ آپ قلتین والی روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں، جس وجہ سے اسے قابل احتجاج نہیں سمجھتے۔

۲- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ماءِ قلیل نجاست گرنے سے پلید ہو جاتا ہے۔ خواہ اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہ بھی ہو۔ البتہ ماءِ کثیر نجاست گرنے سے اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک اس کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہ ہو جائے۔ ان کے نزدیک ماءِ کثیر قلتین یا اس سے زائد مقدار میں پانی ہے۔ انہوں نے حدیث قلتین سے استدلال کیا ہے۔ وہ یہ ہے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے سنا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سے اس تالاب کے پانی کے بارے میں دریافت کیا گیا جس سے درندے اور چار پائے وغیرہ پیتے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث ۔ جب پانی قلتین کی مقدار میں ہو تو وہ پلید نہیں ہوتا۔ اس حدیث مبارکہ میں مقدار قلتین کو ماء کثیر قرار دیا گیا ہے۔

۳۔ حضرت عائشہ، حضرت حسن بصری اور حضرت امام داؤد ظاہری رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ماء کثیر ہو یا قلیل، اس میں نجاست گرنے سے اس وقت تک پلید نہیں ہوتا جب تک اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہیں ہو جاتا۔

۴۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجاست گرنے سے ماء قلیل پلید ہو جاتا ہے۔ خواہ اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل ہو یا نہ۔ البتہ ماء کثیر میں نجاست گرنے سے اس وقت پلید ہوگا جب اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل ہو جائے ورنہ نہیں۔ آپ کے نزدیک ماء کثیر وہ ہے، جس کی ایک طرف حرکت دینے سے دوسری طرف میں حرکت پیدا نہ ہو یا وہ پانی دس ہاتھ طویل، دس ہاتھ عریض اور گہرا اتنا ہو کہ دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے وقت نیچے سے زمین ظاہر نہ ہو۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث لا يبولن احدكم في الماء الراكد الخ اور حدیث اذا استيقظ احدكم من منامه الخ سے استدلال کیا ہے۔ آپ کے نزدیک قلتین والی روایت ماء جاری کے حکم میں ہے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی شهادة العالميه فی العلوم العربيه والاسلاميه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانية

للطلاب السنة 2021/ ۱۴۴۲ھ

الورقة الرابعة: سنن ابی داؤد، آثار السنن

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: السوال الاول اجباری ولك الخيار فی البواقی ان تجيب عن سوال واحد من كل حصة.

السوال الاول: اجب عن جزء واحد فقط. 20

(الف) اذكر ترجمة الامام السجستانی مع توضيح المراسلة لاهل مكة بمناسبة مراسيله؟

(ب) اكتب مقالا بسيطا على مصنف النيموی؛ وضح فيه اسلوبه الخاص بمناسبة المذهب الحنفی؟

الحصة الاولى: سنن ابی داؤد

السوال الثانی: عن معقل بن يسار قال جاء رجل إلى النبی صلى الله عليه وسلم فقال أنی أصبت امرأة ذات حسب وجمال وإنها لاتلد أفأ تزوجها قال "لا" ثم أتاه الثانية فنهاه ثم أتاه الثالثة فقال: تزوجوا الودود الولود فإنی مكاثر بكم الأمم.

(الف) ترجم الحديث الى الاردية؟

(ب) اشرح الحديث بأسلوبك الخاص؟

(ج) شكل كلمات السند مع المتن؟

(د) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا؟ 4x10=40

السوال الثالث: عن إياس بن عبدالله بن أبی ذباب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تضربوا إماء الله فجاء عمر إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ذئرن النساء على أزواجهن، فرخص في ضربهن فأطاف بآل رسول الله صلى الله عليه وسلم نساء كثير يشكون أزواجهن فقال النبي صلى الله عليه وسلم لقد طاف بآل محمد نساء كثير يشكون أزواجهن ليس أولئك بخياركم .

(الف) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا؟

(ب) ترجم الحديث الى الاردية؟

(ج) شكل كلمات السند مع المتن؟

(د) اشرح الحديث بأسلوبك الخاص؟ 4x10=40

الحصة الثانية: آثار السنن

السوال الرابع: عن أسماء رضي الله عنها قالت جاء ت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت: احدانا يصيب ثوبها من دم الحيضة كيف تصنع به؟ قال: تحته، ثم تقرصه بالماء، ثم تنضحه، ثم تصلي فيه، رواه الشيخان .

وعن أم قيس بنت محصن رضي الله عنها قالت سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن دم الحيض يكون في الثوب، قال حكيه بضلع واغسليه بماء وسدر، رواه ابوداؤد النسائي .

(الف) ترجم الى الاردية؟

(ب) اشرح بأسلوبك الخاص؟

(ج) شكل كلمات السند مع المتن .

(د) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا؟ 4x10=40

السوال الخامس: عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: كان الرجال والنساء في بني اسرائيل يصلون جميعا، فكانت المرأة اذا كان لها الخليل تلبس القالبين، تطول بهما لخليلها، فألقى الله عليهن الحيض فكان ابن مسعود رضي الله عنه يقول: أخروهن من حيث أخرهن الله...... رواه الطبراني في الكثير .

(الف) ترجم الحديث الى الاردية؟

(ب) اشرح الحديث بأسلوبك الخاص؟

(ج) شكل كلمات السند مع المتن؟

(د) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا؟ 4x10=40

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ برائے طلباء (سال دوم) 2021ء

چوتھا پرچہ: سنن ابی داؤد و آثار سنن

السوال الاول: اجب عن جزء واحد فقط ۔

(الف) اذکر ترجمة الامام السجستانی مع توضیح المراسلة لاهل مكة بمناسبة مراسیله؟

(ب) اکتب مقالا بسیطا علی مصنف النیموی، ووضح فیه اسلوبه الخاص بمناسبة المذهب الحنفی؟

جواب: (الف) امام سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعارف اور اہل مکہ کے نام ان کا مراسلہ:

ولادت، سلسلہ نسب اور وطن مالوف:

امام سجستانی کا پورا نام یوں ہے: ابوداؤد سلیمان بن الاشعث ۔ آپ ۲۰۲ھ سجستان میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے: ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن شداد بن عمرو بن عامر۔ بعض مؤرخین نے "عامر" کی جگہ "عمران" لکھا ہے۔

آپ کا وطن مالوف "سجستان" تھا، جس کی وجہ سے آپ "امام سجستانی" کے نام سے مشہور تھے۔ یہاں "سجستان" سے مراد "بصرہ" کی بستی نہیں ہے، بلکہ سجستانی کی نسبت اس سجستان کی طرف ہے، جو سندھ اور ہرات کے درمیان قندھار سے متصل ہند کے پہلو میں ایک ملک ہے۔ زمانہ قدیم میں "بست" شہر اس کا دارالحکومت تھا۔ اکثر بزرگان دین اسی کے شہر "چشت" سے ہندوستان میں تشریف لائے۔

حصول علم و اساتذہ:

جب سن شعور کو پہنچے تو آپ نے قرآن کریم سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ اپنے وقت کے ممتاز فقہاء سے آپ نے علوم اسلامیہ کی تحصیل فرمائی، اس سلسلہ میں آپ نے مصر، حجاز، عراق اور خراسان وغیرہ کا سفر بھی اختیار کیا۔ آپ نے یہ اسفار عقیدت و محبت سے کیے تھے۔

آپ کے چند ایک مشہور اساتذہ کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) ابوسلمہ تبوذکی، (۲) ابوالولید طیالسی، (۳) محمد بن کثیر العبدی، (۴) مسلم بن ابراہیم، (۵) ابوعمر حوضی، (۶) ابوتوبہ حلبی، (۷) سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی، (۸) سعید بن سلیمان واسطی، (۹) صوان بن صالح دمشقی، (۱۰) ابوجعفر نفیلی، (۱۱) احمد علی وغیرہ۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

حلقۂ تدریس وتلامذہ:

علوم اسلامیہ کی تحصیل کے بعد آپ تاحیات درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔ بے شمار علماء اور فقہاء نے آپ سے علمی استفادہ کیا۔ آپ کے چند ایک تلامذہ کے اسماء درج ذیل ہیں:

(۱) ابوعلی محمد بن احمد اللؤلوئی' (۲) ابوالطیب' (۳) احمد بن ابراہیم' (۴)؟؟' (۵) ابوعمرو احمد بن علی' (٦) ابوسعید احمد بن محمد اعرابی' (۷) ابوبکر محمد بن عبدالرزاق' (۸) ابوعیسیٰ اسحاق بن موسیٰ' (۹) ابواسامہ محمد بن عبدالملک وغیرہ۔

تقویٰ وسادگی:

امام سجستانی' صاحب تقویٰ اور منکسر مزاج طبیعت کے مالک تھے۔ دوسرے کثیر اوصاف کے علاوہ سادگی کا وصف آپ کی ذات میں نمایاں تھا۔ اس حوالے سے آپ کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ آپ اپنی قمیص کی ایک آستین کشادہ اور دوسری تنگ رکھا کرتے تھے' جب آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی' تو آپ نے جواب میں فرمایا: ایک آستین کشادہ اس لیے رکھتا ہوں تاکہ اس میں اپنی کتاب کے اجزاء محفوظ کرلوں۔ دوسری آستین تنگ اس لیے رکھتا ہوں کہ کشادہ رکھنے کی صورت میں اسراف ہوگا جبکہ اسراف سے شریعت میں سختی سے منع کیا گیا ہے۔

یادگار تصانیف:

امام سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف ہزاروں علماء' فقہاء اور محدثین پیدا کیے' جبکہ دوسری طرف کثیر تعداد میں تصانیف کا انبار لگا دیا۔ آپ کی چند مشہور تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) کتاب السنن' (۲) کتاب المراسیل' (۳) کتاب المسائل' (۴) کتاب الرد علی القدریہ' (۵) کتاب الناسخ والمنسوخ' (٦) کتاب التفرد' (۷) کتاب فضائل الانصار' (۸) مسند مالک بن انس' (۹) کتاب الزہد' (۱۰) دلائل النبوۃ' (۱۱) کتاب الدعاء وغیرہ۔

تعداد مرویات:

امام سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سرزمین بغداد میں تشریف فرما ہو کر اپنی یادگار کتاب "کتاب السنن" تالیف کی۔ آپ نے اس کتاب میں چار ہزار آٹھ سو احادیث اور چھ سو مراسیل شامل کیے ہیں۔

سانحہ ارتحال:

آپ نے تہتر (۷۳) سال قابل تقلید اور قابل رشک حیات مستعار گزارنے کے بعد ۱٦ شوال ۲۷۵ھ میں انتقال فرمایا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

اہل مکہ کے نام امام بجستانی کا مراسلہ:

اہل مکہ نے امام بجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام ایک خط ارسال کیا تھا' جس کے ذریعے انہوں نے سنن احادیث کے حوالے سے استفسارات کیے تھے' تو آپ نے ان کے جواب میں ایک مراسلہ ارسال کیا تھا' جس کا متن درج ذیل ہے:

''آپ لوگوں نے مجھ سے ''سنن'' کی احادیث کے بارے میں سوال کیا ہے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ اس میں درج شدہ احادیث کیا میرے نزدیک صحیح ترین احادیث ہیں؟ تو سن لیجئے! یہ تمام احادیث ایسی ہیں سوا ان احادیث کے جو دو طریقوں سے مروی ہوں اور ان میں سے ایک طریقہ علو اسناد کے لحاظ سے فائق ہو اور دوسرا حفظ رواۃ کے اعتبار سے قوی ہو' تو ایسی صورت میں' میں پہلے طریقہ سے ہی حدیث کی روایت کر دیتا ہوں اور جب میں کسی کی ایک حدیث کو دو یا تین اسانید سے روایت کرتا ہوں تو اس کی وجہ بعض طرق سے کچھ زیادتی ہوتی ہے' اور بسا اوقات میں کسی حدیث کا اس وجہ سے اختصار کر دیتا ہوں کہ کہیں اس کی طوالت کی وجہ سے سامعین اس حدیث کی فقہ سے محروم نہ ہو جائیں۔

باقی مراسیل کا جہاں تک تعلق ہے تو پہلے زمانہ میں امام مالک' سفیان ثوری اور امام اوزاعی وغیرہ ان سے استدلال کرتے تھے۔ یہاں تک کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا زمانہ آیا اور انہوں نے مرسل حدیث پر کلام کرنا شروع کر دیا۔ بہرحال جب حدیث متصل نہ ہو' تو حدیث مرسل سے استدلال کیا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ متصل کی طرح قوی نہیں ہوتی۔

میں نے اپنی اس ''سنن'' میں کسی ایسے شخص کی روایت درج نہیں کی جو متروک الحدیث ہو نیز اگر کوئی منکر حدیث اس مجموعہ میں آ گئی ہے تو میں نے اس کو بیان کر دیا ہے۔ اسی طرح اگر حدیث میں کوئی اور کمزوری ہو' تو میں نے اس کو بھی بیان کر دیا ہے' اور جس حدیث کے بعد میں نے کچھ نہیں لکھا وہ حدیث صالح للعمل ہوتی ہے۔ ''سنن'' میں بعض احادیث بعض سے زیادہ صحیح ہیں۔ آپ کو سند صحیح کے ساتھ حضور کی جو سنت بھی ملے گی وہ اس کتاب میں موجود ہو گی۔ سوا ان چیزوں کے جو سیرت کے ذیل میں بیان کی جاتی ہیں اور میرے خیال میں ''قرآن کریم'' کے بعد لوگوں کے لیے اس کتاب سے زیادہ کسی چیز کا سیکھنا ضروری نہیں ہے' اور اس کتاب کو لکھ لینے کے بعد اگر کوئی شخص اور کچھ نہ لکھے تو کوئی حرج نہیں ہے' اور جب کوئی شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے گا' تب ہی اس کو اس کی صحیح قدر معلوم ہو گی۔

میں نے اس کتاب میں اکثر احادیث مشہورہ جمع کی ہیں اور ہر وہ شخص جس کے پاس کچھ احادیث لکھی ہوئی ہوں ان میں مشہور احادیث ہوتی ہیں۔ لیکن ان کو متمیز کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔

احادیث مشہورہ کی فضیلت یہ ہے کہ وہ قابل استدلال ہوتی ہیں اور غریب اور شاذ روایات اگرچہ امام مالک یحییٰ بن سعید جیسے ائمہ ثقات سے مروی ہوں پھر بھی لائق استدلال نہیں ہوتیں اور جو شخص غریب اور مطعون

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

حدیث سے استدلال کرے تو اس استدلال کی وجہ سے وہ شخص خود ساقط الاعتبار ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف جو حدیث صحیح اور مشہور ہو اس کو کوئی شخص رد نہیں کر سکتا۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ لوگ حدیث غریب کو ناپسند کرتے ہیں اور یزید بن حبیب کہتے ہیں کہ جب تم کسی شخص سے کوئی حدیث سنو تو اس کے توابع تلاش کرو اگر مل جائیں فبہا ورنہ اس حدیث کو چھوڑ دو۔

''کتاب السنن'' میں مراسیل بھی ذکر کی گئی ہیں اور ائمہ حدیث کے نزدیک یہ معروف ہے کہ جب متصل حدیث نہ ملے تو مرسل بھی متصل کے حکم میں ہوتی ہے جیسے ''عن جابر والحسن عن ابی هريرة يا عن الحكم عن المقسم عن ابن عباس'' یہ متصل نہیں ہے اور حکم نے مقسم سے جن چار حدیثوں کا سماع کیا ہے ''سنن'' کی روایت ان میں سے نہیں ہیں اور رہی یہ سند ''ابو اسحاق بن الحارث عن علي'' تو اس میں ابو اسحاق نے حارث سے صرف چار حدیثوں کا سماع کیا ہے جن میں سے ایک بھی متصل نہیں ہے اور ''کتاب السنن'' میں اس قسم کی احادیث بہت کم ہیں اور حارث کی تو اس میں صرف ایک روایت ہے۔ بعض دفعہ حدیث کی کوئی علت مجھ پر مخفی رہتی ہے ایسی صورت میں کبھی میں اس حدیث کو ذکر کر دیتا ہوں اور کبھی نہیں کرتا کیونکہ یہ چیز عام لوگوں کے حق میں نقصان دہ ہے۔

''کتاب السنن'' مراسیل سمیت اٹھارہ اجزاء پر مشتمل ہے جن میں سے ایک جز مراسیل کا ہے اور مراسیل میں سے بعض غیر صحیح ہیں اور بعض وہ ہیں جو دوسرے لوگوں کے نزدیک متصل اور صحیح ہیں۔ ''کتاب السنن'' کی کل احادیث کی تعداد چار ہزار آٹھ سو ہے۔ بعض احادیث فی نفسہ مرسل ہوتی ہیں اور بعض دوسری اسانید سے وہ متصل معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ احادیث معلول ہوتی ہیں۔

میں نے ''کتاب السنن'' میں صرف احکام ہی کو تصنیف کیا ہے زہد اور فضائل اعمال سے متعلق احادیث نہیں لایا۔ لہٰذا یہ چار ہزار آٹھ سو احادیث ہیں جو سب احکام سے متعلق ہیں۔ ان کے علاوہ زہد اور فضائل سے متعلق بہت سی احادیث صحیحہ تھیں جن کا میں نے اس کتاب میں اخراج نہیں کیا۔ والسلام عليكم و رحمة الله وبركاته.

الحصة الاولیٰ: سنن ابی داؤد

السوال الثانی: عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّي أَصَبْتُ اِمْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ وَاِنَّهَا لَاتَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا قَالَ "لا" ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ.

(الف) ترجم الحديث الى الاردية؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) اشرح الحديث بأسلوبك الخاص؟

(ج) شكل كلمات السند مع المتن؟

(د) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کیا: مجھے ایک ایسی خاتون مل رہی ہے' جو خاندانی ہے' اور خوبصورت بھی ہے لیکن وہ بچہ پیدا نہیں کرسکتی' کیا میں اس کے ساتھ نکاح کرسکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں' پھر وہ شخص دوسری بار حاضر خدمت ہوا' تو آپ نے پھر اسے منع کیا' پھر وہ تیسری بار حاضر خدمت ہوا' تو آپ نے فرمایا: تم ایسی عورتوں سے نکاح کرو' جو محبت کرنے والی اور اولاد پیدا کرنے کے قابل ہوں' کیونکہ میں دوسری امتوں کے مقابل تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔

(ب) حدیث کی تشریح:

قرآن وسنت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں نکاح کا مقصد شہوت کی تکمیل ہرگز نہیں ہے' بلکہ اولاد کا حصول اور نسل انسانی کی بقاء ہے۔ اس سے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اضافہ ہوگا' راحت جسمانی اور راحت روحانی حاصل ہوگی۔ نیز مرنے کے بعد صالح اولاد صدقہ جاریہ کا باعث اور صالح معاشرہ کا قیام وجود میں آئے گا۔

چنانچہ جس ذریعے اولاد کا حصول ہوتا ہے' یعنی جس کو اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے' اس کے ترک کو ناپسند کیا گیا ہے' اور اس کے ترک کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ صرف نکاح ہی نہیں بلکہ اس عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب دی گئی ہے' جو زیادہ بچے پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو اور ایسی عورت سے نکاح کرنے کو سخت ناپسند کیا گیا ہے' جو اس صلاحیت سے محروم رہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکاح میری سنت ہے' جو میری سنت پر عمل نہیں کرے گا' تو وہ مجھ سے نہیں ہوگا (یعنی اس کا مجھ سے تعلق نہیں ہوگا) تم نکاح کرنے کی سعادت حاصل کرو' کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں کے مقابل فخر کروں گا' اور جو آدمی تم سے طاقت رکھتا ہو' تو اسے چاہیے کہ نکاح کرے اور جو طاقت نہیں رکھتا' وہ روزے رکھنے کا اہتمام کرے' کیونکہ روزہ شہوت کو ختم کرنے والا ہے۔

(ج) حدیث کی سند اور متن پر اعراب:

نوٹ: متن حدیث اور سند پر اعراب (اوپر) لگادیے گئے ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(د) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی وضاحت:

۱-اُصِبْتُ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ اجوف یائی از باب افعال۔ دستیاب ہو، ملنا، میسر آنا۔

۲-الودود: صیغہ واحد اسم مبالغہ مضاعف ثلاثی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ ۔ زیادہ محبت کرنا، زیادہ پیار کرنا۔

۳-الولود: صیغہ واحد اسم مبالغہ مثال واوی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ زیادہ بچے پیدا کرنا، کثیر الاولاد ہونا۔

۴-مُکَاثِرٌ بِکُم: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مزید فیہ از باب مفاعلہ زیادہ ہونا، بکثرت ہونا۔

السوال الثالث: عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَضْرِبُوا إِمَاءَ اللهِ فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ فَرَخَّصَ فِي ضَرْبِهِنَّ فَأَطَافَ بِآلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ طَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ أُولَئِكَ بِخِيَارِكُمْ ۔

(الف) حل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا؟

(ب) ترجم الحديث الى الاردية۔

(ج) شكل كلمات السند مع المتن؟

(د) اشرح الحديث بأسلوبك الخاص؟

جواب: (الف) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی وضاحت:

۱-ذَئِرْنَ: صیغہ جمع مؤنث غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد مہموز العین از باب سَمِعَ يَسْمَعُ ۔ شیر ہونا، نافرمان ہونا، بہادری دکھانا، نافرمانی کے لیے سر اٹھانا۔

۲-اِمَاءَ: یہ امة کی جمع مکسر ہے۔ کنیز، لونڈی، باندی۔

۳-فَأَطَافَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی از باب افعال۔ آنا جانا، چکر کاٹنا۔

۴-يَشْكُونَ: صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب نَصَرَ يَنْصُرُ ۔ شکایت کرنا، شکوہ کرنا، شکایت پیش کرنا۔

(ب) ترجمہ حدیث:

حضرت ایاس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تعالیٰ کی کنیزوں کی پٹائی مت کرو (کچھ عرصہ بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کیا: عورتیں اپنے شوہروں کے سامنے شیر ہو گئی ہیں، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پٹائی کرنے کی اجازت دے دی، تو بہت سی خواتین اپنے شوہروں کی شکایت لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت سی خواتین اپنے شوہروں کی شکایت لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس آئیں، ایسے لوگ بہتر لوگ نہیں ہو سکتے۔

(ج) سند اور متن حدیث پر اعراب:

نوٹ: سند اور متن حدیث پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

(د) حدیث کی توضیح:

شریعت کی نظر میں: یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ عورت کی طرف سے اپنے شوہر کی نافرمانی ناجائز ہے اور شوہر کی طرف سے زیادتی وظلم بھی درست نہیں ہے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے: ایک خاتون رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، وہ اپنے شوہر کے خلاف زیادتی کا بدلہ لینا چاہتی تھی، کیونکہ اس نے اسے تھپڑ رسید کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر قصاص کے اسے لوٹا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی ایک عورت کو لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس مرد نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کا خاوند فلاں بن فلاں انصاری ہے، اس نے اس کی پٹائی کی ہے، اس کے چہرے پر نشان موجود ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اس کا حق نہیں تھا، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ الخ

اسلام کی نظر میں بہترین بیوی وہ ہے، جو اپنے خاوند کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں میں سے بہتر وہ ہے کہ جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے، تو اس کو خوش کرے اور جب اس کو حکم کرے تو اس کی اطاعت کرے اور جب اس سے غائب ہو، تو حفاظت کرے، اس کے مال کی اور اپنی جان کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ الخ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الحصة الثانية: آثار السنن

السوال الرابع: عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِحْدَانَا يُصِيبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: تَحُتُّهُ، ثُمَّ تَقْرِصُهُ بِالْمَاءِ، ثُمَّ تَنْضِحُهُ، ثُمَّ تُصَلِّيْ فِيْهِ، رواه الشيخان۔

وَعَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مُحْصِنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُوْنُ فِي الثَّوْبِ، قَالَ حُكِّيْهِ بِضَلْعٍ وَاغْسِلِيْهِ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ، رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

(الف) ترجم الى الاردية؟

(ب) اشرح بأسلوبك الخاص؟

(ج) شكل كلمات السند مع المتن؟

(د) حلل الكلمات المخطوطة صرفيا ولغويا۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: ایک عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کی کیا رائے ہے اگر ہم (عورتیں) میں سے کسی ایک کے کپڑے پر حیض کا خون لگ جاتا ہے، تو وہ عورت کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی (کے کپڑے) پر حیض کا خون لگ جاتا ہے، تو وہ اسے کھرچ کر اس پر پانی چھڑکے اور پھر اس میں نماز ادا کرے (اسے شیخین نے نقل کیا)

حضرت اُمّ قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے اس خون کے بارے میں دریافت کیا، جو کپڑے پر لگ جاتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لکڑی کے ذریعے اسے صاف کر کے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے اسے دھودو۔

(ب) حدیث کی توضیح:

اس روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک خاتون نے اپنے کپڑے کے بارے میں جس پر حیض کا خون لگ گیا تھا، کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: تم اسے کھرچو پھر انگلیوں سے رگڑ کر پانی بہادو اور اسی کپڑے میں نماز پڑھو۔

اسی باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کے حوالے سے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

نقل کرتے ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ کپڑے کو خون لگا ہو اور اس کو دھونے سے پہلے اگر کوئی شخص اس کپڑے میں نماز پڑھ لے تو بعض تابعین میں سے اہل علم کے نزدیک اگر خون ایک درہم کی مقدار میں تھا' تو نماز لوٹانی پڑے گی اور یہ قول سفیان ثوری اور ابن مبارک کا ہے جبکہ دوسرے بعض اہل علم کے نزدیک نماز لوٹانا ضروری نہیں ہے' یہ امام احمد اور امام اسحاق کا قول ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کپڑے کو دھونا واجب ہے' خواہ اس پر خون ایک درہم کی مقدار سے کم لگا ہو۔

(ج) سند اور متن پر اعراب:

نوٹ: سند اور متن پر اعراب (اوپر) لگا دیے گئے ہیں۔

(د) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی وضاحت:

۱۔ تَحُتُّهُ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔ کھرچنا۔

۲۔ تَقْرُصُهُ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔ کھرچنا۔ کھرچ کر کسی چیز کو صاف کرنا۔

۳۔ تَنْضَحُهُ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔ پانی چھڑکنا' پانی چھڑک کر کپڑے کو صاف کرنا۔

۴۔ حُكِّيهِ: صیغہ واحد مؤنث فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل از باب تفعیل۔ لکڑی کے ساتھ کھرچ کر کسی چیز کو صاف کرنا۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوى شهادة العالميه فى العلوم العربيه والاسلاميه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانية للطلاب السنة 2021/ ١٤٤٢ھ

الورقة الخامسة: سنن النسائى وابن ماجة

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ١٠٠

الملاحظة: أجب عن اثنين من كل قسم

القسم الأول: سنن النسائى

السؤال الأول: عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنُوْبُهٗ.

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية بعد تشكيله؟ (١٠=٥+٥)

(ب) اذكر الاختلاف بين أبي حنيفة والشافعي رحمهما الله تعالى فى نجاسة المأء إذا كان المآء قلتين مع دلائلهما؟ (١٥)

السؤال الثانى: عن أبى هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لاتشد الرحال إلا إلى ثلثة مساجد، مسجد الحرام ومسجدى هذا ومسجد الأقصى.

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟ (١٠=٥+٥)

(ب) هل يحرم شد الرحال إلى غير المساجد الثلاثة أم لا؟ أذكر هذه القضية مفصلا. (١٥)

السؤال الثالث: عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبى صلى الله عليه وسلم نهى عن تناشد الأشعار فى المسجد.

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية بعد تشكيله؟ (٥=٢+٣)

(ب) ما معنى إنشاد الشعر؟ (٥)

(ج) إلى اى شخص يرجع ضمير "أبيه" و "جده" أظهر المضمر؟ (٥)

(د) بين حكم إنشاء الشعر بالتفصيل؟ (١٠)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

القسم الثاني: سنن ابن ماجة

السؤال الرابع: عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايؤمن عبد حتى يؤمن بأربع بالله وحده لاشريك له وأني رسول الله وبالبعث بعد الموت والقدر .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) اشرح الحديث المذكور حتى يتضح أن المراد منه نفي أصل الايمان؟ (۵)

(ج) اذكر مقالة وجيزة على عقيدة القدر؟ (۱۰)

السؤال الخامس: عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأنظروا فإن غم عليكم فصوموا ثلثين يوماً .

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية بعد تشكيله؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) من رأى هلال رمضان المبارك وحده ولم يصم فهل عليه قضاء وكفارة أم لا اذكر مذاهب الأئمة العظام من المجتهدين بدلائلهم؟ (۱۵)

السؤال السادس: عن علي ابن أبي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قرأ القرآن وحفظه أدخله الله الجنة وشفعه في عشرة من أهل بيته كلهم قد استوجب النار .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) الجنة والنار موجودتان أولا؟ (۵)

(ج) على أي فرقه رد في الحديث المذكور؟ اذكر اسمها مع بعض عقائدهم؟ (۱۰)

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

درجہ عالیہ برائے طلباء (سال دوم) 2021ء

پانچواں پرچہ: سنن نسائی وسنن ابن ماجہ

حصہ اوّل: سنن نسائی

السؤال الاول: عن عبيدالله بن عبدالله بن عمر عن أبيه قال سئل رسول الله صلى

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الله عليه وسلم عن الماء وما ينوبه .

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية بعد تشكيله؟

(ب) اذكر الاختلاف بين أبي حنيفة والشافعي رحمهما الله تعالى في نجاسة الماء إذا كان الماء قلتين مع دلائلهما؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب حدیث پر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

عبید بن عبداللہ بن عمر اپنے والد گرامی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پانی کے بارے میں دریافت کیا گیا، جس میں جانور اور درندے آکر پیتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب پانی دو قلے کی مقدار ہو، تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔

(ب) قلتین کی مقدار پانی میں نجاست گرنے میں پانی کے نجس ہونے میں مذاہب آئمہ:

اس بات میں تمام آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ ماء قلیل میں نجاست گرنے سے غیر مشروط طور پر پانی نجس ہو جاتا ہے، خواہ اس کے اوصاف ثلاثہ میں کوئی وصف تبدیل ہو یا نہ ہو۔ تاہم ماء قلیل اور ماء کثیر کی مقدار میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں: امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جو پانی قلتین کی مقدار یا اس سے زائد ہو وہ ماء کثیر ہے، اور جو اس سے کم مقدار میں ہو، وہ ماء قلیل ہے۔

احناف کے ہاں قلت و کثرت کے حوالے سے تین اقوال ہیں:

(۱) **حرکت:** پانی کو ایک طرف حرکت دینے سے اس کی دوسری جانب حرکت کرے، تو یہ ماء قلیل ہے، ورنہ ماء کثیر ہے۔ (۲) **مساحت:** یعنی دس گز لمبا اور دس گز چوڑا ہو۔ (۳) **ظن مبتلی بہ:** یعنی جس ماء کو لوگ کثیر خیال کریں، وہ کثیر ہے ورنہ ماء قلیل ہے۔

ماء قلتین میں نجاست گرنے سے وہ نجس ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ماء قلتین کی مقدار میں ہو، تو وہ ماء کثیر ہے، اس میں نجاست گرنے سے وہ نجس نہیں ہوتا۔ تاہم اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی وصف تبدیل ہو جائے، تو وہ پلید ہو جائے گا۔

دلیل: ان کی دلیل بیئر بضاعہ والی روایت ہے، بیئر بضاعہ کے پانی کی مقدار قلتین کی مقدار سے کم نہیں تھی۔ لہٰذا اس کے عدم نجس کا حکم موجود ہے۔

۲- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ ماء کثیر میں نجاست گرنے سے وہ پلید نہیں

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہوتا' تاہم اس کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل ہو جائے' تو وہ نجس ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

دلیل: (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت ہے: ''تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔''

اس لیے اس صورت میں وہ نجس ہو جائے گا' اور اس سے وضو کرنا درست نہیں ہوگا۔

(۲) جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو' وہ ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں نہ ڈالے' کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ حالت نوم میں اس کا ہاتھ جسم کے کس کس حصہ کو چھوتا رہا ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

(i) قلتین والی روایت مضطرب ہے۔ (ii) یہ مجمل ہے' جس کی تفصیل دوسری احادیث میں موجود ہے۔ (iii) یہ حدیث مؤول ہے' جو معمول بہ نہیں ہوسکتی۔

السوال الثانی: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ' مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ هٰذَا وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى ۔

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟

(ب) هل يحرم شد الرحال إلى غير المساجد الثلاثة أم لا؟ أذكر هذه القضية مفصلا ۔

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف تین مساجد کی طرف سفر کیا جا سکتا ہے: (i) مسجد حرام' (ii) میری یہ مسجد' (iii) مسجد اقصیٰ۔

(ب) مساجد ثلاثہ کے علاوہ سفر کرنے کا حکم:

اس مشہور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مساجد یعنی مسجد حرام' مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی فضیلت سب مساجد سے زیادہ ہے۔ لہٰذا ان کے مقابل کسی مسجد کو قدر و فضیلت میں برابر یا افضل قرار دے کر اس کی طرف سفر کرنا منع ہے۔

بعض لوگ اس حدیث کو بنیاد بنا کر کہتے ہیں کہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کی نیت سے سفر کرنا منع ہے' یہ بات کہنا جہالت اور خبث باطن پر محمول ہے۔

حصول علم کے لیے سفر کرنا واجب' والدین کے مزارات و قبور کے لیے سفر کرنا مسنون' مریض کی تیمار داری کے لیے جانا بھی مسنون اور نماز جنازہ کے لیے سفر کرنا مسنون ہے۔ ان لوگوں کی دلیل کے مطابق یہ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

اسفار حرام ہونے چاہئیں، جبکہ کسی محدث نے انہیں ناجائز قرار نہیں دیا۔

ایک مشہور روایت میں مذکور ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ یعنی "جس نے میرے روضۂ اطہر کی نیت سے سفر اختیار کیا، تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی۔" لہٰذا ثابت ہوا کہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے لیے سفر اختیار کرنا منع نہیں ہے، بلکہ واجب ہے اور قیامت کے دن آدمی (مسلمان) کی نجات وشفاعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا سبب ہے۔

السؤال الثالث: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ تَنَاشُدِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ.

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية بعد تشكيله؟

(ب) ما معنى إنشاد الشعر؟

(ج) إلى أي شخص يرجع ضمير "أبيه" و "جده" أظهر المضمر؟

(د) بين حكم إنشاء الشعر بالتفصيل؟

جواب: (الف) اعراب پر حدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب حدیث پر لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا بیان نقل کرتے ہیں: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اشعار پڑھنے سے منع کیا۔

(ب) "انشاد الشعر" کا مفہوم:

اس کا مطلب یہ ہے کہ مسجد میں ایسے اشعار پڑھنا منع ہے، جن کا مضمون غیر شرعی ہو یا شرعی مضمون ہو مگر وہ اشعار خوب گلا پھاڑ کر پڑھے جائیں، کیونکہ یہ چیز آدابِ مسجد کے خلاف ہے، یہی وجہ ہے کہ مسجد میں آذان پڑھنا خلاف سنت ومنع ہے۔

(ج) "ابیہ" و "جدہ" کی ضمیر کا مرجع:

سند حدیث میں مذکور الفاظ "ابیہ" اور "جدہ" میں مذکور ضمیر کا مرجع ایک ہی شخصیت ہے، وہ "عمرو بن شعیب" ہے۔ راوی یعنی عمرو بن شعیب اپنے والد گرامی اور اپنے دادا جان کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

(د) اشعار پڑھنے کے حکم کی تفصیل:

غیر مسجد میں ہر قسم کے اشعار پڑھے جا سکتے ہیں، مگر مسجد کے آداب کے پیش نظر مسجد میں غیر شرعی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مضامین پر مشتمل اشعار کا پڑھنا منع ہے، مگر شرعی مضامین پر مشتمل اشعار کا مسجد میں پڑھنا جائز ہے پھر بھی گلا پھاڑ کر نہ پڑھے جائیں، کیونکہ اس طرح عظمت مسجد مجروح ہوتی ہے۔

نعت کی صورت میں مسجد میں اشعار پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، ہمارا عقیدہ ہے کہ محفل میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لاتے ہیں لہٰذا ہمیں مجلس میں آداب نبوت کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ روایات سے ثابت ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ کی شان وعظمت میں نعت کی صورت میں اشعار پڑھا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دعاؤں سے نوازتے تھے۔

H_M_Hasnain_Asadi

القسم الثاني: سنن ابن ماجة

السؤال الرابع: عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايؤمن عبد حتى يؤمن بأربع بالله وحده لاشريك له وأني رسول الله وبالبعث بعد الموت والقدر.

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟

(ب) اشرح الحديث المذكور حتى يتضح أن المراد منه نفي أصل الإيمان؟

(ج) اذكر مقالة وجيزة على عقيدة القدر؟

جواب: (الف) اعراب برحدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب برحدیث لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک وہ چار چیزوں پر ایمان نہ لائے: وہ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، وہ بعد موت دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائے اور وہ تقدیر پر ایمان لائے۔

(ب) حدیث کی وضاحت:

اس روایت میں چند مشہور اسلامی عقائد بیان کیے گئے: (i) اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان، (ii) مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان، (iii) تقدیر پر ایمان۔

مرنے کے بعد زندہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات پر یقین رکھے کہ دنیا کی تمام زندگی عارضی اور فانی ہے، جو اپنے وقت مقررہ پر ختم ہو جائے گی، پھر اس دنیا میں جو کچھ ہے سب ختم ہو جائے گا، یا اس کا

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مفہوم یہ ہے کہ موت کا ایک دن مقرر ہے، یہ حکم خدا سے آتی ہے، کوئی بیماری، حادثہ یا تکلیف موت کا حقیقی سبب ہرگز نہیں ہے، بلکہ یہ چیزیں بادی النظر میں ظاہری اسباب ہو سکتے ہیں، لیکن حقیقت میں اس کا نظام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

ایک روایت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے: وہ خزانہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے، وہ ایک سونے کی ایک تختی تھی، جس پر لکھا ہوا تھا: مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے، تو تھکاوٹ کیسے برداشت کرتا ہے، اور مجھے تعجب اس شخص پر جو آگ کا ذکر کرتا ہے، پھر ہنستا ہے، مجھے تعجب ہے اس آدمی پر جو موت کو یاد کرتا ہے پھر غافل ہو جاتا ہے، اور اس تختی پر یہ بھی لکھا ہوا تھا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

یاد رہے کہ یہ عقائد اہمیت کے پیش نظر بیان کیے گئے ہیں، ورنہ ان سے مراد تمام اسلامی عقائد ہیں، کوئی شخص ان میں سے ایک کا بھی انکار کرتا ہے، وہ سب کا منکر قرار پائے گا، اور وہ مومن و مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ اسلامی عقائد میں سے ایک کا منکر مسلمان نہیں ہے، بلکہ وہ پکا کافر ہے۔

(ج) عقیدہ تقدیر پر ایک مختصر مگر جامع مقالہ:

اسلامی عقائد و افکار میں سے ایک عقیدہ تقدیر ہے، دوسرے عقائد کی طرح اس کی اہمیت بھی واضح ہے، اور اس کا منکر کامل مسلمان نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کے علم میں جو کچھ عالم میں ہونے والا تھا اور جو کچھ بندے کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے اسے پہلے ہی جان کر لکھ دیا تھا، کسی کی قسمت میں بھلائی لکھی اور کسی کی قسمت میں برائی لکھی۔ اس لکھ دینے نے بندے کو مجبور نہ کیا کہ جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے، وہ بندہ کو مجبوراً کرنا پڑتا ہے، بلکہ بندہ جیسا کرنے والا تھا ویسا ہی اس نے لکھ دیا۔ کسی آدمی کی قسمت میں برائی لکھی، تو اس لیے کہ یہ آدمی برائی کرنے والا تھا، اگر یہ بھلائی کرنے والا ہوتا، تو اس کی قسمت میں بھلائی ہی لکھتا، اللہ تعالیٰ کے علم نے یا اللہ تعالیٰ کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔

عقیدہ: تقدیر کے مسئلہ میں غور و فکر اور بحث کرنا منع ہے، اس بارے میں صرف اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ آدمی پتھر کی مثل بالکل مجبور نہیں پیدا کیا گیا کہ اس کا ارادہ کچھ ہو ہی نہیں سکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو ایک طرح کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے، اسی اختیار کی بنا پر نیکی بدی کی نسبت بندے کی طرف ہے، اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔

السؤال الخامس: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

رَأَيْتُمُو الْهِلَالَ فَصُومُوْا وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوْا ثَلٰثِيْنَ يَوْمًا .

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية بعد تشكيله ؟

(ب) من رأى هلال رمضان المبارك وحده ولم يصم فهل عليه قضاء وكفارة أم لا اذكر مذاهب الأئمة العظام من المجتهدين بدلائلهم ؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب بر حدیث لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو روزہ رکھنا شروع کرو اور جب تم اسے دیکھ لو تو روزہ رکھنا ختم کر دو، اگر تم پر بادل چھایا ہوا ہو تو تیس دن کے روزے پورے کرو۔

(ب) ایک آدمی نے رمضان کا چاند دیکھا، اس نے روزہ نہ رکھا، تو کیا اس پر قضا واجب ہے یا قضا و کفارہ دونوں؟ مذاہب آئمہ:

رؤیت رمضان کے حوالے سے جمہور آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایک مسلمان عادل یا مستور الحال شخص کی شہادت معتبر ہو گی، اس سلسلے میں دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، انہوں نے کہا: فأخبرت النبي صلى الله عليه وسلم انى رأيته فصام وامر الناس بصيامه یعنی میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے، تو آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

جس آدمی نے ماہ رمضان کا چاند دیکھا قاضی نے اس کی شہادت کو مسترد کر دیا، پھر اس نے روزہ نہ رکھا، تو اس پر قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں ہے، اس لیے کہ اس نے روزہ توڑا نہیں بلکہ روزہ رکھا ہی نہیں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ ایسے آدمی کو صائم قرار دیا جائے گا، پھر اس نے جماع کے ساتھ روزہ توڑ دیا، اس صورت میں اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

السؤال السادس: عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَحَفِظَهُ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلِّهِمْ قَدِ اسْتَوْجَبَ النَّارَ .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟

(ب) الجنة والنار موجودتان أولا؟

(ج) على أى فرقه رد فى الحديث المذكور؟ اذكر اسمها مع بعض عقائدهم؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جواب: (الف) اعراب برحدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب برحدیث لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھے' پھر اسے یاد رکھے' تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا' اور اسے اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے افراد کے بارے میں شفاعت کا منصب دے گا' جن کے حق میں جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

(ب) ''جنت'' اور ''جہنم'' دونوں موجود:

جنت: مسلمانوں کی دائمی آرام گاہ ''جنت'' ہے' اس کی دیوار سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے تیار شدہ ہے۔ اس کی زمین زعفران اور عنبر کی ہے۔ اس کی کنکریوں کی جگہ موتی' جواہرات اور ہیرے ہیں۔ اس کے آٹھ دروازے ہیں' جو مسلمان اس میں داخل ہوگا' وہ کبھی نکالا نہیں جائے گا۔ اس کے کئی مراتب ہیں' جو حسب مراتب لوگوں کے لیے ہوں گے۔ جنت موجود ہے' ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے۔

جہنم: کفار' مشرکین اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی دائمی رہائش گاہ جہنم ہے' وہ لوگ شرک وکفر کے نتیجہ میں اس میں داخل کیے جائیں گے' اس کے سات دروازے ہیں' جو کافر اس میں داخل کیا جائے گا' اسے کبھی باہر نہیں نکالا جائے گا' یہ عقوبت گاہ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے' اور اب بھی موجود ہے۔

(ج) فرقہ معتزلہ کی تردید اور ان کے بعض عقائد:

اس حدیث میں فرقہ معتزلہ کی تردید کی گئی ہے' اور فرقہ معتزلہ کے چند عقائد باطلہ درج ذیل ہیں:

(i) جنت کا کوئی وجود نہیں۔

(ii) جہنم کا کوئی وجود نہیں۔

(iii) قیامت کے دن کوئی کسی کی شفاعت نہیں کر سکے گا۔

(iv) انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے' اور اللہ تعالیٰ ان (افعال) کا خالق نہیں ہے۔

(v) کبائر کا مرتکب اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(i) ترجم إلى الأردية واذكر من أين وإلى أين رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم؟

(ii) ماهي الأسوة الحسنة التي ذكرت خديجة رضي الله عنها في هذا الحديث ولم أحس النبي صلى الله عليه وسلم خشية على نفسه؟

(iii) اكتب أطروحة بالاختصار على هدى السيدة خديجة رضي الله عنها مشتملة على عشرة أسطر؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: پھر اس حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے گھر) لوٹے کہ آپ کا دل کپکپا رہا تھا، آپ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا: مجھے چادر اوڑھاؤ، مجھے چادر اوڑھاؤ۔ سو اہل خانہ نے آپ کو چادر اوڑھائی، حتیٰ کہ جب آپ کا خوف ختم ہو گیا، تو آپ نے اس واقعہ کے بارے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا اور فرمایا: مجھے اپنے نفس پر خطرہ ہے، حضرت خدیجہ نے عرض کیا: ہرگز نہیں ایسا ہو سکتا، اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی شرمندہ نہیں کرے گا۔

مقام واپسی کی وضاحت:

پہلی وحی کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حراء سے اپنے گھر واپس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔

(ii) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے بیان کردہ آپ کا اسوۂ حسنہ:

اس موقع پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز شرمندہ نہیں کرے گا، کیونکہ آپ اہل اقارب سے حسن سلوک کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کے لیے کماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہِ حق میں پیش آنے والی مشکلات کو دور کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطرہ محسوس کرنے کی وجہ:

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "مجھے اپنے نفس پر خطرہ ہے" کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا خوف تھا کہ جو کچھ آپ صورتحال ملاحظہ کر رہے ہیں، یہ شیطان کی طرف سے نہ ہو۔ تاہم آپ کو اس قسم کا خطرہ ہرگز لاحق نہیں تھا کہ آپ کو نقصان پہنچنے والا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت نبوت سے سرفراز فرمایا گیا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسد کے درمیان تھے۔

(iii) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی راہنمائی کے حوالہ سے مضمون:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی کے حوالے سے، جو آپ کو وقتی پریشانی لاحق ہوئی تھی، حضرت

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ii) حدیث میں مذکور آدمی کا نام اور ایسے قتل کا حکم:

احنف بن قیس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معاونت و مدد کی غرض سے جا رہے تھے اور حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے ایک روایت سنا کر انہیں واپس کر دیا۔

دو مسلمان بھائی اجتہاد کی بنیاد پر قتال کریں، تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ جس طرح جنگ جمل اور جنگ صفین میں شہید ہونے والے صحابہ کرام۔ سوال یہ ہے کہ زیر بحث حدیث میں قاتل اور مقتول دونوں کو جہنمی کیوں قرار دیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت ان دو مسلمانوں کے بارے میں ہے، جن کی جنگ جہاد پر مبنی نہ ہو بلکہ فریقین کا مقصد شر اور باطل ہو۔

(iii) حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد اور حضرت احنف کا فیصلہ:

اس روایت سے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے فیصلہ کیا کہ قاتل اور مقتول دونوں سزا کے حقدار ہیں، لہذا جنگ سے احتراز کرنا زیادہ مناسب ہے۔ حضرت ابو بکرہ کا یہ قول سننے کے بعد حضرت احنف پر حق روشن ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں تو جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ رہے۔

(iv) "القاتل و المقتول فی النار" کے بارے میں اہل سنت کا موقف:

اہل سنت کا موقف ہے کہ مسلمان کو قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اسے حلال تصور کرتے ہوئے قتل کرنا کفر ہے۔ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا بشرطیکہ وہ اسے جائز قرار دیتا ہو۔ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ اگر دونوں مسلمانوں کا ارادہ اپنے بھائی کو قتل کرنے کا ہو تو وہ جہنم کے حقدار ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی جہنم والی سزا کو معاف بھی کر سکتا ہے۔ تاہم معتزلہ کا موقف ہے کہ قتل گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب مسلمان نہیں رہتا ہے، وہ جہنمی اور کافر ہو جاتا ہے۔

السؤال الثالث:— عن عائشة رضي الله عنها قالت أصيب سعد يوم الخندق رماه رجل في الأكحل فضرب النبي صلى الله عليه وسلم خيمة في المسجد ليعوده من قريب فلم يرعهم إلا الدم يسيل إليهم فقالوا يا أهل الخيمة ما هذا الذي يأتينا من قبلكم؟ فإذا سعد يغذو جرحه دما فمات منها.

(i) ترجم إلى الأردية واذكر التحقيق الصرفي للكلمات المخطوط عليها.

(ii) استدل من هذا الحديث الإمام مالك والإمام أحمد على أن النجاسة ليست إزالتها بفرض كيف استدلا وماجوا بهما من الأحناف وما هو مذهب الإمام الشافعي فيه؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب تسلی وتشفی دی۔ مزید تشفی کے لیے اپنے چچازاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل کے پاس آپ کو لے گئیں، جو آسمانی کتب کے بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیش آنے والے واقعہ کی تفصیل دریافت کرتے ہوئے کہا: اے محمد! آپ کے پاس جو فرشتہ آتا ہے، وہ کیسے آتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: وہ آسمان سے آتا ہے، اس کے پر موتیوں کے ہیں اور اس کے تلوے سبز رنگ کے ہیں۔ یہ جواب سن کر ورقہ نے کہا: یہ وہی فرشتہ ہے، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا کرتا تھا، کاش میں اس وقت زندہ ہوتا کہ جب آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی۔

اس واقعہ کے چند دن بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا تھا۔

السؤال الثانی: — عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: ذَهَبْتُ لِاَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِیْ اَبُوْبَكْرَةَ فَقَالَ: اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قُلْتُ: اَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ: اِرْجِعْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ۔ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ: اِنَّهٗ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ۔

(i) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟

(ii) من هو الرجل فی "أنصر هذا الرجل" وما أمره؟

(iii) مـاذا استـدل أبـوبكرة من هذا الحديث؟ وما فعل الأحنف بعدما سمع قول ابی بكرة؟

(iv) ما مذهب أهل السنة فی هذا الأمر "القاتل والمقتول فی النار"؟

جواب: (i) اعراب وترجمہ حدیث:

اعراب اوپر عبارت میں لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

احنف بن قیس سے روایت منقول ہے، انہوں نے کہا: میں اس شخص کی مدد کے لیے نکلا، تو میری حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی، تو انہوں نے مجھ سے دریافت کیا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے جواب میں کہا: میں اس شخص کی مدد کے لیے جا رہا ہوں، انہوں نے کہا: تم واپس پلٹ جاؤ، اس لیے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جب دو مسلمان باہم تلواروں سے لڑتے ہیں، تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جاتے ہیں، تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو قاتل ہے، تو مقتول کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: وہ بھی تو اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ii) حدیث میں مذکور آدمی کا نام اور ایسے قتل کا حکم:

احنف بن قیس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معاونت و مدد کی غرض سے جا رہے تھے اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے ایک روایت سنا کر انہیں واپس کر دیا۔

دو مسلمان بھائی اجتہاد کی بنیاد پر قتال کریں، تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ جس طرح جنگ جمل اور جنگ صفین میں شہید ہونے والے صحابہ کرام۔ سوال یہ ہے کہ زیر بحث حدیث میں قاتل اور مقتول دونوں کو جہنمی کیوں قرار دیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت ان دو مسلمانوں کے بارے میں ہے، جن کی جنگ جہاد پر مبنی نہ ہو، فریقین کا مقصد شر اور باطل ہو۔

(iii) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد اور حضرت احنف کا فیصلہ:

اس روایت سے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے فیصلہ کیا کہ قاتل اور مقتول دونوں سزا کے حقدار ہیں، لہٰذا جنگ سے احتراز کرنا زیادہ مناسب ہے۔ حضرت ابوبکرہ کا یہ قول سننے کے بعد حضرت احنف پر حق روشن ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں' تو جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ رہے۔

(iv) "القاتل والمقتول فی النار" کے بارے میں اہل سنت کا مؤقف:

اہل سنت کا مؤقف ہے کہ مسلمان کو عمداً قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اسے حلال تصور کرتے ہوئے قتل کرنا کفر ہے۔ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا بشرطیکہ وہ اسے حرام قرار دیتا ہو۔ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ اگر دونوں مسلمانوں کا ارادہ اپنے بھائی کو قتل کرنے کا ہو، تو دونوں سزا کے حقدار ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی جہنم والی سزا کو معاف بھی کر سکتا ہے۔ تاہم معتزلہ کا مؤقف ہے کہ قتل گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب مسلمان نہیں رہتا ہے، وہ جہنمی اور کافر ہو جاتا ہے۔

السؤال الثالث:— عن عائشة رضی الله عنها قالت أصيب سعد يوم الخندق في الأكحل فضرب النبی صلى الله عليه وسلم خيمة في المسجد ليعوده من قريب فلم يرعهم الا الدم يسيل إليهم فقالوا يا أهل الخيمة ما هذا الذی يأتينا من قبلكم؟ فإذا أسعد يغزو جرحه دما فمات منها .

(i) ترجم إلى الأردية واذكر التحقيق الصرفی للكلمات المخطوط عليها .

(ii) استدل من هذا الحديث الإمام مالك والإمام أحمد على أن النجاسة ليست إزالتها بفرض كيف استدلا وماجوا بهما من الأحناف وما هو مذهب الإمام الشافعی فيه؟

H_M_Hashain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(iii) متى أسلم سعد وكم كان من عمره إذا استشهد؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: غزوہ خندق میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بازو کی رگ میں زخم آیا تھا، ان کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک خیمہ نصب کرا دیا تھا تا کہ آپ قریب رہ کر ان کی دیکھ بھال کیا کریں۔ مسجد میں بنی غفار کے لوگوں کا بھی ایک خیمہ موجود تھا۔ سعد کے زخم کا خون بہہ کر جب ان کے خیمہ تک پہنچا، تو وہ ڈر گئے، انہوں نے کہا: اے خیمہ والو! تمہاری طرف سے یہ کیسا خون ہمارے خیمہ تک آ رہا ہے۔ پھر انہیں معلوم ہوا کہ یہ خون حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے بہہ رہا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا اس زخم کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔

خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:

اُصِیبَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ باب افعال۔

لِیَعُوْدَہٗ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی اجوف واوی۔ نَصَرَ یَنْصُرُ

یَرُعْھُمْ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل نفی جحد بلم معروف ناقص یائی۔

یَغْزُوْ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

(ii) نجاست کو دور کرنے کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

جب نجاست غلیظہ جسم کو یا کپڑے کو لگ جائے، تو اس کے ازالہ کے وجوب وعدم وجوب میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

۱- امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اس نجاست کو دور کرنا واجب نہیں ہے۔

دلیل: انہوں نے زیر بحث حدیث سے استدلال کیا ہے۔

۲- احناف کا موقف ہے کہ اگر نجاست ایک درہم کی مقدار سے کم ہو، تو اس کا دور کرنا سنت ہے۔ اگر ایک درہم کی مقدار سے زائد ہو، تو اس کا دور کرنا واجب ہے۔

۳- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف بھی امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے مطابق ہے۔

احناف کی طرف سے اس حدیث یعنی آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ نماز کی ادائیگی کے وقت اس کا دور کرنا واجب ہے ورنہ واجب نہیں ہے۔

(iii) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا زمانہ اور شہادت کے وقت عمر کی وضاحت:

آپ کا پورا نام سعد بن معاذ ہے، جو ہجرت سے قبل حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی دعوت سے مسلمان ہوئے، پھر آپ کی دعوت سے آپ کا سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ آپ اپنے قبیلہ کے رئیس تھے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

غزوہ خندق کے موقع پر ۵ ہجری میں جام شہادت نوش کیا۔ رضی اللہ عنہ۔

السؤال الرابع:- (i) اذكر اسم البخاری واسم كتابه الذی سماه نفسه؟

(ii) أی الأحاديث التی التزمها البخاری فی تأليفه وبأی اهتمام كتب الحديث فی مصنفه؟

(iii) ماهو عدد المرويات للبخاری بالتكرار وبدون التكرار؟

(iv) كم حديثا ثلاثيا فی كتابه وما هو المراد بالحديث الثلاثی؟

(v) فی أی سنة صنف هذا الكتاب وبكم مدة؟

جواب: (i) امام بخاری کا نام اور اس کی کتاب کا اصل نام جو انہوں نے تجویز کیا:

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا پورا نام یوں ہے: امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح بخاری کا نام یہ تجویز کیا تھا: "الجامع الصحيح المسند المختصر من امور رسول الله صلى الله عليه وسلم"

(ii) صحیح بخاری میں احادیث جمع کرنے کا التزام اور ان کا اہتمام:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح میں "صحیح احادیث" جمع کرنے کا التزام کیا تھا۔ پھر انہوں نے اس بات کا بھی اہتمام کیا ہوا تھا کہ ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل کرتے، صاف ستھرے کپڑے زیب تن کرتے، دو نوافل ادا کرتے اور استخارہ کرتے، جب کسی حدیث کے بارے میں اشارہ پاتے، تو اسے اپنی کتاب میں درج فرمالیتے ورنہ اسے درج نہ فرماتے تھے۔ از اول تا آخر آپ نے اس التزام و اہتمام کو برقرار رکھا۔

(iii) صحیح بخاری کی تعداد احادیث بالتکرار اور بلا تکرار:

امیر المؤمنین حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندہ جاوید تصنیف "صحیح بخاری" میں موجود احادیث کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ جدید نمبرنگ اور صحیح قول کے مطابق احادیث کا تعین یوں ہے:

کل احادیث مع مکررات: ۷۵۶۳

کل احادیث بلا مکررات: ۴۰۰۰

(iv) حدیث ثلاثی کی وضاحت اور ان کی تعداد:

وہ احادیث جن کی سند میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک تین واسطے ہوں، انہیں ثلاثیات کہا جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں ثلاثیات کی کل تعداد بائیس (۲۲) ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(v) صحیح بخاری لکھے جانے کا سال اور مدت تکمیل:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے چھ لاکھ احادیث سے انتخاب کر کے "صحیح بخاری" تالیف کی۔ قرائن بتاتے ہیں آپ نے یہ کتاب تیسری صدی ہجری کے نصف اوّل کے آخری سالوں میں سولہ (16) سال کی مدت میں مکمل کی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی، شهادة العالميه فى العلوم العربيه والاسلاميه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانية

للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ 2022ء

الورقة الثانية: الصحيح لمسلم

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن ثلاثة فقط.

السوال الاول:– عن عبدالله بن عمر رضى الله عنهما قال أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما ينهانا عن النذر ويقول إنه لايرد شيئا وإنما يستخرج به من الشحيح.

(الف) ترجم الحديث الشريف بعد تشكيله؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) هل يجب إيفاء النذر أو هو مخير بين الكفارة والإيفاء؟ بينوا مذاهب الفقهاء. (۱۲)

(ج) ماهى كفارة النذر؟ وأيضاً من نذر بفعل معصية ثم لم يرتكبها فهل عليه كفارة النذر أم لا؟ بينه بالدليل. (۷+۵=۱۲)

السوال الثانى:– عن عائشة قالت لم تقطع يد سارق فى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فى أقل من ثمن المجن جحفة أوترس وكلاهما ذوثمن.

(الف) شكل الحديث وترجمه إلى الأردية؟ (۵+۴=۹)

(ب) ماخذ السرقة؟ وأيضاً فما نصاب السرقة على أقوال العلماء؟ وما دلائل الحنفية؟ (۴+۴+۴=۱۲)

(ج) ما الفرق بين الحد والتعزير؟ أكتبوا إختلاف العلماء فى مقدار أكثر أسواط التعزير؟ (۸+۴=۱۲)

السوال الثالث:– (الف) اكتبوا أنواع البيوع الآتية مع أحكامها فى الشرع؟ (۵×۵=۲۵)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الملامسة، المنابذة، بيع من يزيد، نجش، المزابنة

(ب) ما الفرق بين البيع الفاسد والباطل والمكروه؟ (۸)

السوال الرابع:- عن النعمان بن بشير قال أتى بى أبى إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال نحلت ابنى هذا غلماً فقال أكل بنيك نحلت قال لاقال فاردده.

(الف) ترجم الحديث الشريف بعد تشكيله؟ (۵+۴=۹)

(ب) هل تجوز هبة الوالد بعض ولده دون البعض؟ بينوا مذاهب الفقهاء في المسئلة. (۱۲)

(ج) هل يجوز الرجوع في الهبة؟ اكتبه في ضوء أقوال الفقهاء مع دلائلهم؟ (۱۲)

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2022ء

دوسرا پرچہ: صحیح مسلم

السوال الاوّل:- عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَنْهَانَا عَنِ النَّذْرِ وَيَقُوْلُ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الشَّحِيْحِ.

(الف) ترجم الحديث الشريف بعد تشكيله؟

(ب) هل يجب إيفاء النذر وهو مخير بين الكفارة والإيفاء؟ بينوا مذاهب الفقهاء.

(ج) ماهي كفارة النذر؟ وأيضاً من نذر بفعل معصية ثم لم يرتكبها فهل عليه كفارة النذر أم لا؟ بينه بالدليل.

جواب: (الف) اعراب وترجمہ حدیث:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ انہوں نے کہا: ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نذر سے منع کرنا شروع کر دیا اور آپ نے فرمایا: نذر کسی چیز کو ٹال نہیں سکتی اور نذر کے سبب بخیل سے مال نکلوایا جاتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) ایفاءِ نذر کے حوالے سے مذاہبِ فقہاء:

جب کسی شخص نے حج کرنے یا روزہ رکھنے یا صدقہ کرنے یا غلام آزاد کرنے اور یا نماز پڑھنے اور یا کسی دوسری عبادت کی نذر مانی۔ پھر اسے پورا کرنے سے پہلے فوت ہوگیا، تو کیا ورثاء پر اس نذر کا پورا کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے:

۱- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ زکوۃ، نذر اور کفارہ میت پر جو حقوق مالیہ واجب ہیں، ان کو میت کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے۔

۲- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ میت کی وصیت درست ہے، اس کا تقاضا ہے کہ ورثاء اسے پورا کرنے کی بھرپور کوشش کریں مثلاً حج کی نذر ہو، تو وہ اس کی طرف سے کسی کو حج کروادیں۔

۳- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس بارے میں دو قول ہیں یعنی جواز وعدم جواز۔

۴- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اگر میت نے حج کی وصیت کی، اس پر حج فرض تھا مگر وہ حج نہ کرسکا، تو ورثاء پر حج کرنا واجب نہیں، خواہ اس نے وصیت کی ہو یا نہ وصیت کی ہو۔ تاہم اس کے تہائی مال سے ورثاء میت کی طرف سے کسی کو حج کرواسکتے ہیں۔

(ج) کفارہ نذر:

کفارہ نذر، کفارہ قسم ہے یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا اگر اس کی طاقت نہیں تو تین ایام کے روزے رکھنا۔

فعل معصیت پر کسی نے قسم کھائی، تو اسے توڑا جائے گا اور اس کا کفارہ (قسم) ادا کیا جائے گا۔

(۱) عبادت مثلاً نماز۔ اس کا پورا کرنا لازم ہے۔

(۲) معصیت مثلاً زنا۔ اس کو پورا کرنا حرام ہے۔

(۳) مکروہ مثلاً نوافل ترک کرنے کی نذر۔ اس کا پورا کرنا مکروہ ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب کیا جائے۔

(۴) مباح مثلاً کھانے پینے یا لباس کے حوالے سے نذر ہو تو اسے پورا کیا جائے گا۔

السوال الثانی:— عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ تُقْطَعْ يَدُ سَارِقٍ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَقَلَّ مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ جَحَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ وَكِلَاهُمَا ذُوْثَمَنٍ.

(الف) شكل الحديث وترجمه إلى الأردية؟

(ب) ماخذ السرقة؟ وأيضاً فما نصاب السرقة على أقوال العلماء؟ وما دلائل الحنفية؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ج) ما الفرق بين الحد والتعزير؟ أكتبوا إختلاف العلماء في مقدار أكثر أسواط التعزير؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث ملاحظہ کریں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی چور کا ہاتھ ایک ڈھال کی قیمت سے کم پر نہیں کاٹا گیا تھا اور یہ (ڈھال) قیمت والی چیز ہے۔

(ب) سرقہ کی تعریف، نصاب سرقہ میں اقوال علماء اور احناف کے دلائل:

لفظ سرقہ کا لغوی معنیٰ ہے: وہ شخص سارق (چور) ہے جو کسی محفوظ جگہ سے مال غیر چرا کر لے جائے۔ اگر وہ چھپ کر لے جانے کی بجائے اسے ظاہراً لے، تو اسے اچکا اور لٹیرا کہا جاتا ہے، اگر زبردستی چھینے، تو اسے غاصب کہا جاتا ہے۔

لفظ سرقہ کا اصطلاحی وشرعی معنیٰ ہے: عاقل بالغ کسی ایسی محفوظ جگہ سے کسی کے دس درہم یا اس سے زائد مالیت کی چیز چھپ کر بغیر کسی شبہ کے اٹھا لے، جس جگہ کی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہو اور وہ چیز بھی جلدی سے خراب ہونے والی نہ ہو۔

نصاب سرقہ میں مذاہب فقہاء:

نصاب سرقہ کی مقدار میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- آئمہ ثلاثہ (امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ) کا مؤقف ہے کہ تین درہم یا چوتھائی دینار نصاب سرقہ ہے۔

دلیل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چور پر لعنت فرمائے وہ رسی چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ وہ انڈہ چراتا ہے، تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔

۲- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نصاب سرقہ دس درہم یا ایک دینار ہے۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں صرف ڈھال کی قیمت پر چور کا ہاتھ کاٹا گیا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں ڈھال کی قیمت پر چور کا ہاتھ کاٹا جاتا تھا اور ڈھال کی قیمت ایک دینار یا دس دراہم تھی۔

احناف کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے: (ا) یہ روایات منسوخ ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(۲) یہ روایات ضعیف ہیں۔ (۳) ان کے مقابلہ میں ہمارے دلائل قوی و مضبوط ہیں۔

(ج) حد اور تعزیر میں فرق:

حد کا لغوی معنیٰ ہے: منع کرنا، اسی لیے دربان کو بھی حداد کہتے ہیں، کیونکہ وہ لوگوں کو داخل ہونے سے منع کرتا ہے۔ جو چیز دو چیزوں کے مابین حجاب ہو، اسے بھی حد کہا جاتا ہے۔ مجرم کی سزا کو بھی حد کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ بھی جرائم کو روکتی ہے۔ شرعی اصطلاح میں جو سزا شارع کی طرف سے مقرر ہو، اسے حد کہا جاتا ہے، اس سزا میں زیادتی یا کمی بالکل نہیں ہو سکتی۔ یہ سات جرائم کی سزائیں ہیں: (۱) قتل، (۲) چوری، (۳) ڈاکہ، (۴) زنا، (۵) قذف، (۶) شراب نوشی اور (۷) ارتداد۔ ان کے علاوہ باقی جرائم کی سزائیں، حاکم وقت اور قاضی کی صواب دید پر چھوڑ دی گئی ہیں۔ یعنی قاضی اپنی صواب دید کے مطابق جو سزا تجویز کرتا ہے، اسے تعزیر کہا جاتا ہے۔

تعزیر کی مقدار کے حوالے سے اقوال فقہاء:

تعزیر کی مقدار کے بارے میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

۱- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ تعزیر لگانا امام کے اجتہاد پر موقوف ہے اور تعزیر کی سزا حد سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔

۲- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ بیس سے کم کوڑے لگائے جائیں۔

۳- ابن حزم وغیرہ کا مؤقف ہے کہ تعزیر میں نو کوڑوں سے زیادہ نہ لگائے جائیں۔

۴- امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تعزیر میں دس کوڑوں سے زیادہ نہ لگائے جائیں۔

۵- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بطور تعزیر چالیس سے کم تعداد میں کوڑے لگائے جائیں۔

السوال الثالث:- (الف) اكتبوا أنواع البيوع الآتية مع أحكامها في الشرع:

الملامسة، المنابذة، بيع من يزيد، نجش، المزابنة

(ب) ما الفرق بين البيع الفاسد والباطل والمكروه؟

جواب: (الف) بیوع کی تعریفات مع حکم:

الملامسة: فروخت کرنے والا کہے: میں تمہیں یہ چیز اتنے پیسوں کے عوض فروخت کرتا ہوں، جب تم اس چیز کو چھو لو گے تو بیع واجب ہو جائے گی یا خریدار اسی طرح کہے۔

حکم: یہ بیع باطل ہے، کیونکہ نہ دیکھنے کے سبب اس میں دھوکا ہوگا۔

المنابذة: بائع اور مشتری کسی چیز کی قیمت پر راضی ہو جائیں اور بائع یہ کہے کہ جب میں یہ چیز تمہارے پاس پھینک دوں گا، تو بیع لازم ہو جائے گی اور تمہیں اس کو واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

حکم: یہ باطل ہے، کیونکہ اس میں دھوکا کی صورت ہے۔

بیع نجش: ایک آدمی مبیع کی قیمت زیادہ لگائے اور اس سے اس کا مقصد مبیع میں رغبت اور اس کو خریدنا نہ ہو بلکہ اس کا مقصد دوسرے کو دھوکا سے پھنسانا ہو، وہ اس کی قیمت بڑھانے اور خریدنے پر برانگیختہ کرتا ہے۔

حکم: شرعی طور پر یہ بیع حرام ہے، کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔

مزابنة: تازہ پھلوں کی اسی جنس کے خشک پھلوں کے عوض پیمانوں سے بیع کرنا۔

حکم: یہ ناجائز اور منع ہے، اس لیے اس میں نقصان کا امکان موجود ہے۔

(ب) بیع فاسد، بیع باطل اور بیع مکروہ میں فرق:

بیع فاسد: وہ ہے جو ذات کے اعتبار سے تو مشروع ہو لیکن وصف کے اعتبار سے مشروع نہ ہو جیسے کوئی گھر فروخت کرے اور کہے کہ میں اس میں ایک سال تک رہوں گا تو یہ بیع، شرط فاسد کی وجہ سے فاسد ہوگی۔

بیع باطل: وہ ہے جو ذات اور وصف دونوں اعتبار سے مشروع نہ ہو یعنی اس بیع کا وجود ہی نہیں ہے جیسے کوئی آزاد آدمی کو بیچ دے، چونکہ آزاد آدمی مال نہیں، اس لیے یہ بیع ہوگی ہی نہیں۔

بیع مکروہ: وہ ہے جو ذات اور وصف دونوں اعتبار سے درست اور مشروع ہو، مگر کسی دوسری چیز کے اتصال کی وجہ سے ممنوع ہو جیسے جمعہ کی اذان کے وقت فروخت کرنا۔

السوال الرابع: — عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ أَتَى بِي أَبِي إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكُلَّ بَنِيْكَ نَحَلْتَ قَالَ لَا قَالَ فَارْدُدْهُ.

(الف) ترجم الحديث الشريف بعد تشكيله؟

(ب) هل تجوز هبة الوالد بعض ولده دون البعض؟ بينوا مذاهب الفقهاء في المسئلة؟

(ج) هل يجوز الرجوع في الهبة؟ اكتبه في ضوء أقوال الفقهاء مع دلائلهم؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے والد مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا: میں نے اپنے اس لڑکے کو ایک غلام ہبہ کیا ہے، آپ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو غلام دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا: پھر تم اس سے بھی واپس لے لو۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) باپ دوسرے بیٹوں کو محروم کر کے صرف اپنے ایک بیٹے کو کوئی چیز دے سکتا ہے؟ میں مذاہب فقہاء:

والد اپنے دوسرے لڑکوں کو محروم رکھتے ہوئے صرف ایک بیٹے کو کوئی چیز فراہم کر دے، تو کیا یہ جائز ہوگا یا نہیں؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- امام مالک، امام شافعی اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ باپ کی طرف سے ایک بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرنا اور دوسروں کو محروم رکھنا درست نہیں ہے۔ تاہم اگر اس نے سب بچوں کو دیا مگر کسی کو دولت زیادہ بھی دے دی، تو یہ حرام نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔

دلیل: فاشهد علٰی هذا غیری یعنی تم میرے علاوہ کسی دوسرے کو اس پر گواہ بنالو۔

۲- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ دوسروں کو کم اور ایک کو زیادہ دولت سے نوازنا حرام ہے۔

دلیل: انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا اشهد علی جور یعنی میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔

(ج) اولاد اور دیگر محارم کو ہبہ کے بعد رجوع کرنے میں اقوال فقہاء:

جب کوئی شخص کسی کو کوئی چیز ہبہ کر دے، تو کیا وہ اس کے بعد اس سے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں:

۱- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ غیر محرم کو ہبہ کے بعد رجوع کرنا جائز ہے لیکن محرم کو ہبہ کے بعد واہب رجوع نہیں کر سکتا۔

دلیل: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے محرم کو ہبہ کیا اور اس نے ہبہ پر قبضہ کر لیا، تو اس سے اس کا رجوع کرنا جائز نہیں ہے، جس نے غیر محرم کو ہبہ کیا، تو وہ اس سے اس وقت تک رجوع کر سکتا ہے جب تک اس کا عوض نہ لیا ہو۔ اسی طرح باپ بیٹے سے ہبہ کے بعد رجوع نہیں کر سکتا۔

۲- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اغیار کو ہبہ کے بعد کوئی شخص رجوع نہیں کر سکتا، مگر اولاد کو ہبہ کے بعد باپ رجوع کر سکتا ہے۔ انہوں نے اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال کیا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یرجع الواهب فی هبة الا الوالد فیما یهب لولده (کوئی شخص ہبہ کرنے کے بعد رجوع نہ کرے، سوا والد کے، جو اپنی اولاد کو ہبہ کرتا ہے)

احناف کی طرف سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ یہ روایت مؤول ہے، جو قابل استدلال نہیں ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی، شهادة العالميه فی العلوم العربيه والاسلاميه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانية للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ 2022ء

الورقة الثالثة: الجامع للترمذی

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

ملاحظة: أجب عن ثلثة فقط .

السوال الاول:- عن قتادة عن أنس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم وابوبكر و عمر و عثمان يفتتحون القراء ة بالحمد لله رب العالمين .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى اللغة الأردية؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) بين فی ضوء الحديث هل بسم الله الرحمٰن الرحيم جزء من السورة الفاتحة أم لا؟ وبين اختلاف فی قراء ة بسم الله الرحمٰن الرحيم بالجهر؟ ۷+۷=۱۴

السوال الثانی:- عن نافع عن ابن عمر أن النبی صلى الله عليه وسلم نهى أن يصلى فی سبعة مواطن فی المزبلة والمجزرة والمقبرة وقارعة الطريق وفی الحمام ومعاطن الإبل وفوق ظهر بيت الله .

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية وبين ما المزبلة والمجزرة والمقبرة؟ ۲۰

(ب) ماحكم المسجد فی المبقرة؟ هل يجوز صلوٰة الجنازة فی قارعة الطريق؟ ۱۴

السوال الثالث:- عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد عفوت عن صدقة الخيل والرقيق فهاتوا صدقة الرقة من كل أربعين درهما درهم وليس لی فی تسعين ومائة شئی .

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية وبين معنى الرقة؟ ۱۵

(ب) بين هل صدقة الخيل معفو عنه مطلقاً أم فيه التفصيل؟ ۱۰

(ج) متى وجبت الزكوٰة وعلى من وجبت؟ ۸

السوال الرابع:- عن أبی هريرة رضی الله عنه قال عهد إلی رسول الله صلى الله

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

عليه وسلم ثلثة أن لاأنام إلا على وتر وصوم ثلثة أيام من كل شهر وأن أصلى الضحٰى .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟ ۲۰

(ب) ماوجه النوم بعد صلوٰة الوتر وفضل الوتر فى السحر؟ وماهى ثلثة أيام صوم من كل شهر؟ ۱۳

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2022ء

تیسرا پرچہ: جامع ترمذی

السوال الاول:— عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ يَفْتَتِحُوْنَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى اللغة الأردية؟

(ب) بين فى ضوء الحديث هل بسم الله الرحمٰن الرحيم جزء من السورة الفاتحة أم لا؟ وبين اختلاف فى قراءة بسم الله الرحمٰن الرحيم بالجهر؟

جواب: (الف) اعراب بر عبارت اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث حسب ذیل ہے:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم (نماز کے لیے) اپنی قرأت "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥" سے شروع کرتے تھے۔

(ب) تسمیہ، سورہ فاتحہ کی جز ہونے یا نہ ہونے کی حدیث کی روشنی میں وضاحت:

زیر بحث حدیث میں تصریح ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ "سورہ فاتحہ" کا جز نہیں ہے، کیونکہ اگر تسمیہ سورہ فاتحہ کا جز ہوتی تو قرأت کا آغاز "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥" کی بجائے بِسْمِ اللّٰهِ سے ہوتا۔ حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم قرأت کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥ سے کرتے تھے۔

تسمیہ خوانی میں جہر وعدم جہر کے حوالے سے اختلاف فقہاء:

آغاز قرأت کے وقت تسمیہ خوانی جائز ہے یا نہیں؟ بر تقدیر اوّل اس میں جہر جائز ہے یا عدم جہر؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۱- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تسمیہ کی قرأت مشروع نہیں ہے، نہ جہراً اور نہ سراً۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو "بِسْمِ اللہِ" پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔

۲- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ "بِسْمِ اللہِ" پڑھنا مسنون ہے۔ جہری نمازوں میں جہراً اور سری نمازوں میں سراً پڑھی جائے گی۔ انہوں نے حضرت نعیم المجمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی، تو انہوں نے "بِسْمِ اللہِ" پڑھی، پھر سورہ فاتحہ کی قرأت کی۔

۳- امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں "بِسْمِ اللہِ" پڑھنا مسنون ہے، خواہ نماز جہری یا سری ہو مگر تسمیہ کی سراً قرأت کی جائے گی۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز ادا کی، میں نے ان میں سے کسی کو بھی "بِسْمِ اللہِ" کی قرأت کرتے ہوئے نہیں سنا۔

السوال الثانی:- عن نافع عن ابن عمر أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی أن یصلی فی سبعة مواطن فی المزبلة والمجزرة والمقبرة وقارعة الطریق وفی الحمام ومعاطن الإبل وفوق ظھر بیت اللہ .

(الف) ترجم الحدیث إلی الأردیة وبین ما المزبلة والمجزرة والمقبرة؟

(ب) ماحکم المسجد فی المبقرة؟ ھل یجوز صلوة الجنازة فی قارعة الطریق؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مقامات میں نماز پڑھنے سے منع کیا: بیت الخلاء، مذبح، قبر، راستہ، حمام، اونٹوں کے باڑے میں اور بیت اللہ کی چھت پر۔

مزبلہ، مجزرہ اور مقبرہ کی وضاحت:

۱- **مزبلہ:** بیت الخلاء یعنی پیشاب اور پاخانہ کرنے کی جگہ۔

۲- **مجزرہ:** مذبح یعنی جہاں عموماً جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔

۳- **مقبرہ:** قبر یعنی قبر کے اوپر یا اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا۔

(ب) قبر پر سجدہ کی ممانعت کی وجہ:

مشرک لوگوں کے ساتھ مشابہت ہے۔ علاوہ ازیں اس کی جگہ بار بار قبر کے لیے استعمال ہونے کی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

وجہ سے وہ بدبودار یا پلید ہو جاتی ہے۔ لہٰذا یہاں سجدہ کرنا حرام و ممنوع ہے۔

قارعة الطريق:

اس سے مراد وسیع راستہ کا درمیانہ حصہ ہے یا عین راستہ ہے۔ یہاں عام نماز ادا کرنا منع ہے، کیونکہ عموماً ایسا راستہ جانوروں کی آمد و رفت سے نجس رہتا ہے۔ اگر راستہ میں نجاست نہ ہو، تو وہاں نماز جنازہ ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اس نماز میں سجدہ نہیں ہوتا۔ البتہ کھڑے ہونے کی جگہ کا پاک و صاف ہونا ضروری ہے۔

السوال الثالث:— عن علی رضی اللہ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد عفوت عن صدقة الخيل والرقيق فهاتوا صدقة الرقة من كل أربعين درهما درهم وليس في تسعين ومائة شئى ۔

(الف) ترجم الحديث إلى الأردية وبين معنى الرقة؟

(ب) بين هل صدقة الخيل معفو عنه مطلقاً أم فيه التفصيل؟

(ج) متى وجبت الزكوة وعلى من وجبت؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے، تو تم چاندی کی زکوٰۃ ادا کیا کرو، ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم، پھر ایک سو نوے تک مزید ادائیگی نہیں ہوگی۔

"رقة" کا مفہوم:

اس سے مراد چاندی ہے یعنی جب چاندی ساڑھے باون تولے کی مقدار کو پہنچ جائے، تو اڑھائی روپے فی صد کے حساب سے اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(ب) گھوڑوں کی زکوٰۃ میں تفصیل:

گھوڑے رکھنے کے تین مقاصد ہو سکتے ہیں: (۱) سواری کی غرض سے یا بار برداری کے لیے۔ (۲) تجارت کی غرض سے۔ (۳) تناسل یعنی افزائش نسل کے لیے۔ جو گھوڑے سواری یا بار برداری کے لیے ہوں، ان پر بالاجماع زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اسی طرح جو گھوڑے تجارتی مقاصد کے لیے ہوں ان پر بالاجماع زکوٰۃ واجب ہے۔ البتہ وہ گھوڑے جو تناسل یا افزائش نسل کے لیے ہوں، تو ان کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ آپ کے موقف میں قدرے تفصیل ہے کہ اگر کسی کے ہاں گھوڑے اور گھوڑیاں دونوں اقسام ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔ صرف گھوڑیاں ہوں تو اس بارے میں آپ کے دو قول ہیں: (۱) زکوٰۃ واجب ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(۲) زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ پہلا قول ارجح ہے' کیونکہ دوسرے شخص سے گھوڑا لے کر عمل تناسل کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اگر کسی کے پاس صرف گھوڑے ہوں تو اس میں بھی آپ کے دو اقوال ہیں: (۱) زکوٰۃ واجب ہے۔ (۲) زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ دوسرا قول راجح ہے۔ آپ کی دلیل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وہ تاریخ فیصلہ ہے جو انہوں نے صحابہ کی مشاورت کے بعد کیا تھا۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ اہل عرب کے ہاں صرف دو مقاصد کے لیے گھوڑے رکھے جاتے تھے: (۱) سواری یا بار برداری کے لیے۔ (۲) تجارت کی غرض سے لیکن تناسل کے مقصد کے لیے نہیں۔ دور فاروقی میں جب فتوحات اسلام کا دائرہ وسیع ہوا تو ایران، عراق اور شام وغیرہ ممالک اسلامی حکومت میں شامل ہو گئے تو گھوڑوں کی افزائش نسل کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایسے گھوڑوں کے حوالے سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے صحابہ کی مشاورت کے بعد ان پر زکوٰۃ واجب قرار دی' جو ہر گھوڑے پر ایک دینار تھی۔

ائمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف فرمائی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جمہور کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حدیث باب خاص ہے' کیونکہ اس میں ان گھوڑوں اور غلاموں کا ذکر ہے جو سواری، بار برداری اور یا خدمت کی غرض سے رکھے ہوں۔ جو گھوڑے تجارت کے لیے ہوں جمہور کے نزدیک بھی ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔

(ج) وجوب زکوٰۃ کی شرائط:

زکوٰۃ کی فرضیت روزوں کی فرضیت سے پہلے 2 ہجری شوال المکرم میں ہوئی، زکوٰۃ کی حکمت بخل و معصیت کی گندگی کو دور کرنا، درجات کا بلند ہونا اور محتاجوں کی ضرورت پوری کرنا ہے۔ زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) آزاد ہونا: لہٰذا غلام پر زکوٰۃ فرض نہیں اگرچہ وہ مکاتب ہو یا ماذون غلام ہو یعنی وہ غلام جس کو آقا نے اجازت دی ہو کہ وہ کمائی کرے اور اپنے آقا کو لا کر دے۔

(۲) مسلمان ہونا: کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں، جس طرح زکوٰۃ کے فرض ہونے کی شرط ہے اسی طرح ادائیگی صحت کے لیے بھی شرط ہے' کیونکہ زکوٰۃ بغیر نیت کے درست نہیں اور کافر کا نیت کرنا درست نہیں۔

(۳) بالغ ہونا: نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں، لہٰذا اس کے ولی سے ادا کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

(۴) عاقل ہونا: مجنون پر زکوٰۃ فرض نہیں' نہ اس پر جس شخص کو دماغ میں کوئی بیماری ہو گئی ہو اور اس کی وجہ سے اس کی عقل میں فتور آ گیا ہو اور یہ نقصان عقل اگر پورا سال رہے گا تو زکوٰۃ فرض نہیں ہو گی۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(۵) نصاب کا کامل ہونا: یعنی جس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کے برابر روپیہ پیسہ یا مال ودولت ہو، تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی دوسرے آدمی پر نہیں۔

(۶) اس مال کا ایسے قرض سے محفوظ ہونا جس کا مطالبہ بندوں سے ہوسکتا ہے، خواہ وہ اللہ کا حق ہو جیسے زکوٰۃ، عشر، خراج گزشتہ سالوں کی، ان کا مطالبہ امام وقت کی جانب سے ہوسکتا ہے، یا وہ قرض بندوں کا ہو جیسے بیوی کا مہر، جو مال اس قسم کے قرض میں مستغرق ہو، تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۷) اس مال پر ایک سال کا کامل گزر جانا، بغیر ایک سال گزرنے کے زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

السوال الرابع: — عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَهِدَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةً أَنْ لَّا أَنَامَ إِلَّا عَلٰى وِتْرٍ وَّصَوْمَ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَأَنْ أُصَلِّيَ الضُّحٰى.

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟

(ب) ما وجه النوم بعد صلوٰة الوتر وفضل الوتر فى السحر؟ وماهى ثلثة أيام صوم من كل شهر؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر عبارت میں لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین امور کے بارے میں مجھ سے عہد لیا: وتر کی ادائیگی کے لیے بغیر نہیں سوؤں گا، ہر مہینہ میں تین دنوں کے روزے رکھوں گا اور میں نماز چاشت باقاعدگی سے ادا کروں گا۔

(ب) نماز وتر سے قبل نہ سونے، سحری کے وقت وتر ادا کرنے کی فضیلت اور سحری کے وقت نماز وتر ادا کرنے کی وجہ:

نماز وتر سے پہلے نہ سونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز عشاء کا انتظار کیا جائے، نماز کے انتظار میں وقت گزارنا بھی عبادت کے برابر درجہ رکھتا ہے۔ سونا انسان کو غفلت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

سحری کا وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت پسندیدہ ہے، اس وقت لوگ غفلت کی نیند میں ہوتے ہیں مگر اولیاء وصالحین غفلت کا پردہ چاک کر کے اپنے پروردگار کو خوش کرنے کے لیے نماز تہجد ادا کرتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ اس وقت اپنے آپ کو بیدار کرنا اور نماز وتر مع نماز تہجد ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور مسلمان شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ پھر اس بابرکت وقت میں نماز وتر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ اجر وثواب میں بھی برکت عطا کرتا ہے۔ لہٰذا نماز وتر کے لیے یہی وقت موزوں ہے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(۲) زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ پہلا قول ارجح ہے' کیونکہ دوسرے شخص سے گھوڑا لے کر عمل تناسل کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اگر کسی کے پاس صرف گھوڑے ہوں تو اس میں بھی آپ کے دو اقوال ہیں: (۱) زکوٰۃ واجب ہے۔ (۲) زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ دوسرا قول راجح ہے۔ آپ کی دلیل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وہ تاریخ فیصلہ ہے جو انہوں نے صحابہ کی مشاورت کے بعد کیا تھا۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ اہل عرب کے ہاں صرف دو مقاصد کے لیے گھوڑے رکھے جاتے تھے: (۱) سواری یا بار برداری کے لیے۔ (۲) تجارت کی غرض سے لیکن تناسل کے مقصد کے لیے نہیں۔ دور فاروقی میں جب فتوحات اسلام کا دائرہ وسیع ہوا تو ایران، عراق اور شام وغیرہ ممالک اسلامی حکومت میں شامل ہو گئے تو گھوڑوں کی افزائش نسل کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایسے گھوڑوں کے حوالے سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے صحابہ کی مشاورت کے بعد ان پر زکوٰۃ واجب قرار دی' جو ہر گھوڑے پر ایک دینار تھی۔

آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ انہوں نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف فرمائی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جمہور کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حدیث باب خاص ہے' کیونکہ اس میں ان گھوڑوں اور غلاموں کا ذکر ہے جو سواری، بار برداری اور یا خدمت کی غرض سے رکھے ہوں۔ جو گھوڑے تجارت کے لیے ہوں جمہور کے نزدیک بھی ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔

(ج) وجوب زکوٰۃ کی شرائط:

زکوٰۃ کی فرضیت روزوں کی فرضیت سے پہلے 2 ہجری شوال المکرّم میں ہوئی، زکوٰۃ کی حکمت بخل و معصیت کی گندگی کو دور کرنا، درجات کا بلند ہونا اور محتاجوں کی ضرورت پوری کرنا ہے۔ زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) آزاد ہونا: لہٰذا غلام پر زکوٰۃ فرض نہیں اگرچہ وہ مکاتب ہو یا ماذون غلام ہو یعنی وہ غلام جس کو آقا نے اجازت دی ہو کہ وہ کمائی کرے اور اپنے آقا کو لا کر دے۔

(۲) مسلمان ہونا: کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں، جس طرح زکوٰۃ کے فرض ہونے کی شرط ہے اسی طرح ادائیگی صحت کے لیے بھی شرط ہے' کیونکہ زکوٰۃ بغیر نیت کے درست نہیں اور کافر کا نیت کرنا درست نہیں۔

(۳) بالغ ہونا: نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں، لہٰذا اس کے ولی سے ادا کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

(۴) عاقل ہونا: مجنون پر زکوٰۃ فرض نہیں' نہ اس پر جس شخص کو دماغ میں کوئی بیماری ہو گئی ہو اور اس کی وجہ سے اس کی عقل میں فتور آ گیا ہو اور یہ نقصان عقل اگر پورا سال رہے گا تو زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(۵) نصاب کا کامل ہونا: یعنی جس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کے برابر روپیہ پیسہ یا مال ودولت ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی دوسرے آدمی پر نہیں۔

(٦) اس مال کا ایسے قرض سے محفوظ ہونا جس کا مطالبہ بندوں سے ہوسکتا ہے، خواہ وہ اللہ کا حق ہو جیسے زکوٰۃ، عشر، خراج گزشتہ سالوں کی، ان کا مطالبہ امام وقت کی جانب سے ہوسکتا ہے، یا وہ قرض بندوں کا ہو جیسے بیوی کا مہر، جو مال اس قسم کے قرض میں مستغرق ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۷) اس مال پر ایک سال کا کامل گزر جانا، بغیر ایک سال گزرنے کے زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

السوال الرابع:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَهِدَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةً أَنْ لَّا أَنَامَ إِلَّا عَلٰى وِتْرٍ وَّصَوْمَ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّأَنْ أُصَلِّيَ الضُّحٰى۔

(الف) شکل الحدیث ثم ترجمه إلی الأردیة؟

(ب) ماوجه النوم بعد صلوٰة الوتر وفضل الوتر فی السحر؟ وماهی ثلثة أیام صوم من کل شهر؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر عبارت میں لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین امور کے بارے میں مجھ سے عہد لیا: وتر کی ادائیگی کے لیے میں نہیں سوؤں گا، ہر مہینہ میں تین دنوں کے روزے رکھوں گا اور میں نماز چاشت باقاعدگی سے ادا کروں گا۔

(ب) نماز وتر سے قبل نہ سونے، سحری کے وقت وتر ادا کرنے کی فضیلت اور سحری کے وقت نماز وتر ادا کرنے کی وجہ:

نماز وتر سے پہلے نہ سونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز عشاء کا انتظار کیا جائے، نماز کے انتظار میں وقت گزارنا بھی عبادت کے برابر درجہ رکھتا ہے۔ سونا انسان کو غفلت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

سحری کا وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت پسندیدہ ہے، اس وقت لوگ غفلت کی نیند میں ہوتے ہیں مگر اولیاء وصالحین غفلت کا پردہ چاک کر کے اپنے پروردگار کو خوش کرنے کے لیے نماز تہجد ادا کرتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ اس وقت اپنے آپ کو بیدار کرنا اور نماز وتر مع نماز تہجد ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور مسلمان شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ پھر اس بابرکت وقت میں نماز وتر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ اجر وثواب میں بھی برکت عطا کرتا ہے۔ لہٰذا نماز وتر کے لیے یہی وقت موزوں ہے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تاکہ انسان سے غفلت دور اور قرب خالق حاصل ہو۔ یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل سے بھی ثابت ہے۔

ہر مہینہ میں تین دن ایام کے روزوں کے بارے میں اقوال:

روایت میں موجود تین ایام کی تعیین میں چھ اقوال ہیں:

۱- ہر ماہ کے مطابق تین ایام مراد ہیں، جن کا تعین کرنا درست نہیں۔ (امام مالک)

۲- تین ایام سے مراد ہفتہ، اتوار اور پیر ہیں۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا)

۳- تین ایام سے مراد ہر قمری ماہ کی پہلی جمعرات، پہلا ہفتہ اور اس کے بعد کا پیر ہے۔

۴- تین ایام سے مراد ہر ماہ کی پہلی، دسویں اور بیسویں تواریخ ہیں۔ (حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ)

۵- ان ایام سے مراد ہر قمری مہینہ کی آخری تین تواریخ ہیں۔ (ابراہیم نخعی)

۶- ان تین ایام سے مراد ایام بیض یعنی اسلامی مہینہ کی (۱۳، ۱۴، ۱۵) تواریخ ہیں۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی، شهادة العالمیه فی العلوم العربیه والاسلامیه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانیة للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ 2022ء

الورقة الرابعة: سنن أبی دائود، آثار السنن

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن السؤالین من کل قسم .

السؤال الأول:— عن ابن عبدالله بن أنیس قال بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم إلی خالد بن سفیان الهذلی فقال: إذهب فاقتله قال: فرأیته وحضرت صلوٰة العصر فقلت إنی لأخاف أن یکون بینی وبینه ما أن أؤخر الصلوٰة فانطلقت أمشی وأنا أصلی أومئ إیماء .

(i) شکل الحدیث وترجمه إلی الأردیة؟ ۵+۵=۱۰

(ii) ماهو الاختلاف بین الأئمة الأربعة فی صلوٰة الطالب والمطلوب سائر او راکبا؟ ۱۰

(iii) بأی وجه قتل الخالد بن سفیان الهذلی؟ ۵

السؤال الثانی:— عن معقل بن یسار قال جاء رجل إلی النبی صلی الله علیه وسلم فقال إنی أصبت امرأة ذات جمال وحسب وإنها لاتلد أفأتزوجها؟ قال: لافقال: تزوجوا الودود الولود فإنی مکاثر بکم الأمم .

(i) ترجم هذا الحدیث إلی الأردیة واذکر التحقیق الصرفی للکلمات المخطوط علیها؟ ۱۰

(ii) متی یجب النکاح ومتی یستحب ومتی یکره ومتی یحرم وماهی أرکان النکاح؟ ۱۰

(iii) ماهو نکاح المتعة وما حکمه؟ ۵

السؤال الثالث:— عن ابن عمر أن جیشا غنموا فی زمان رسول الله طعاما وعسلا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

فلم يؤخذ منهم الخمس .

(i) ماهى الأشياء التى يأخذها المجاهدون قبل تقسيم الغنيمة عندالحنفية حكمهما بين بالتفصيل؟ ١٠

(ii) ماهى أموال الفيى وأموال الغنيمة وما حكمها فى التقسيم؟ ١٠

(iii) ماحظ الراجل والراكب من الغنيمة؟ ٥

القسم الثانى...... آثار السنن

السؤال الرابع:— عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال يغسل الإناء إذا ولغ فيه الكلب سبع مرات أولٰهن او أخرٰهن بالتراب وإذا لغت فيه الهرة غسل مرة.

(i) ترجم إلى الأردية؟ ٥

(ii) ما اختلاف الأئمة الأربعة فى هاتين المسئلتين ورجح مذهب الحنفية بالدليل؟ ١٠

(iii) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "الماء طهور لاينجسه شىء"، ما المراد بهذا وماهو الجواب لظاهر الحديث؟ ١٠

السؤال الخامس:— عن عقبة بن عامر أن النبى صلى الله عليه وسلم قال لاتزال أمتى بخير مالم يؤخر والمغرب حتى تشتبك النجوم.

(i) ترجم إلى الأردية؟ ٥

(ii) ماهو أول وقت صلوٰة المغرب وأٰخره عند الأئمة الأربعة بالدلائل؟ ١٠

(iii) ماهى الأوقات المستحبة للصلوٰت الخمس؟ ١٠

السؤال السادس:— عن أبى هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا أمن الإمام فأمنوا فإنه من وافق تأمينه تأمين الملائكة غفرله ماتقدم من ذنبه .

(i) اذكر اختلاف الأئمة الأربعة فى التأمين سرا وجهرا؟ ١٠

(ii) كيف استدل بهذا الحديث على التأمين جهرا وما جوابه؟ ١٠

(iii) كلمه "من" فى أى معنى هنافى عبارة "غفرله ماتقدم من ذنبه"؟ ٥

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2022ء

چوتھا پرچہ: سنن ابی داؤد و آثار السنن

السؤال الأول:- عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ قَالَ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَالِدِ بْنِ سُفْيَانَ الْهُذَلِيِّ فَقَالَ: اِذْهَبْ فَاقْتُلْهُ قَالَ: فَرَأَيْتُهُ وَحَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَقُلْتُ إِنِّيْ لَأَخَافُ أَنْ يَكُوْنَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ مَا أَنْ أُؤَخِّرَ الصَّلٰوةَ فَانْطَلَقْتُ أَمْشِيْ وَأَنَا أُصَلِّيْ أُوْمِئُ إِيْمَاءً .

(i) شكل الحديث وترجمه إلى الأردية؟

(ii) ماهو الاختلاف بين الأئمة الأربعة فى صلوٰة الطالب والمطلوب سائر او راكبا؟

(iii) بأی وجه قتل الخالد بن سفيان الهذلی؟

جواب: (i) اعراب اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ (اپنے باپ کا بیان نقل کرتے ہیں:) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خالد بن سفیان ہذلی کی طرف بھیجا، تاکہ میں اسے قتل کردوں۔ راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے اسے دیکھا، تو وہ وقت نماز عصر کا تھا، میں نے خیال کیا کہ مجھے اندیشہ ہے، اگر قتل نے اس تک پہنچنا ہے، تو مجھے نماز مؤخر کرنا پڑے گی، میں اس کی طرف چل پڑا اور میں اس وقت اشارہ سے نماز ادا کر رہا تھا۔

(ii) حالت خوف میں نماز ادا کرنے کی کیفیت میں مذاہب آئمہ:

کیا حالت خوف اور وقت کی قلت کے وقت پیدل، سواری پر اور قبلہ کے رخ کے خلاف بھی نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا موقف ہے کہ اگر دوران قتال شدید خطرہ اور خوف ہو، تو پا پیادہ اور سواری پر بھی نماز ادا کرنا جائز ہے۔

۲- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جہاد اور قتال میں صلوٰۃ خوف پڑھی جائے اور جنگ کی شدت کی وجہ سے صلوٰۃ خوف نہ پڑھی جا سکے، تو نماز مؤخر کر دی جائے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن چار نمازیں مؤخر کر دی تھیں۔ قتال کے علاوہ اور کسی صورت میں دشمن کا خوف ہو، تو

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

پاپیادہ یا سواری پر نماز پڑھ لی جائے۔

(iii) خالد بن سفیان ہذلی کو قتل کرنے کی وجہ:

مسلمانوں کی طرح کفار اور دشمنان اسلام کی تعداد بھی کم نہیں ہے۔ اسلام اور کفر کا ہر دور میں مقابلہ و مجادلہ ہوتا رہا ہے اور تا قیامت ہوتا رہے گا، اسلام کی برتری اور کفر کی ذلت و رسوائی بھی یقینی امر ہے۔ خالد بن سفیان ہذلی دشمن اسلام تھا، اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف مقابلہ کرنے کے لیے ایک بہت بڑی طاقت جمع کر لی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اس حرکت کو ملاحظہ کر لیا تھا اور اپنے ایک جان نثار کو بھیج کر اسے قتل کروا دیا تھا یعنی اس کے قتل کا سبب اسلام دشمنی تھی۔

السؤال الثانی:— عن معقل بن يسار قال جاء رجل إلى النبی صلى الله عليه وسلم فقال إنی أصبت امرأة ذات جمال وحسب وإنها لاتلد أفأتزوجها؟ قال: لافقال: تزوجوا الودود الولود فإنی مكاثر بكم الأمم .

(i) ترجم هذا الحديث إلى الأردية واذكر التحقيق الصرفی للكلمات المحطوط عليها؟

(ii) متى يجب النكاح ومتى يستحب ومتى يكره ومتى يحرم وماهی أركان النكاح؟

(iii) ماهو نكاح المتعة وما حكمه؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: مجھے ایک عورت نکاح کی غرض سے مل رہی ہے، جو خاندانی بھی اور خوبصورت بھی، لیکن وہ بچہ پیدا نہیں کر سکتی، کیا میں اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسی عورتوں سے نکاح کرو، جو محبت کرنے والی ہوں اور اولاد پیدا کرنے والی ہوں، کیونکہ میں دوسری امتوں کے سامنے تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔

خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:

لا تَلِد: صیغہ واحد مؤنث غائب نفی فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد مثال واوی از باب ضَرَبَ یَضرِبُ۔ بچہ جننا۔

مکاثر: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب مفاعلہ یعنی زیادہ ہونا۔

(ii) نکاح کب واجب، کب مستحب، کب مکروہ اور کب حرام ہوتا ہے:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

نکاح واجب: نکاح ایسے عقد کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے مرد کا عورت سے شرعی طور پر جنسی نفع حاصل کرنا جائز ہو، کیونکہ اگر مرد کو عورت کا اس قدر اشتیاق ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا کا ڈر ہو تو نکاح واجب ہے۔

نکاح مستحب: گناہ سے بچنے اور اولاد کے حصول کی نیت سے نکاح کرنا مستحب ہے بشرطیکہ جماع، مہر اور نان و نفقہ پر قادر ہو۔

نکاح مکروہ: اگر عورت پر ظلم کرنے کا ڈر ہو تو نکاح کرنا مکروہ ہے۔

نکاح حرام: اگر کوئی مرد جماع کرنے، حق مہر ادا کرنے اور نان و نفقہ مہیا کرنے سے قاصر ہو تو نکاح حرام ہے۔

نکاح کے ارکان: نکاح کے دو ارکان ہیں جن کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ ان میں سے پہلا ایجاب اور دوسرا قبول، چاہے پہلا عورت کی طرف سے اور دوسرا مرد کی طرف سے ہو یا پہلا مرد اور دوسرا عورت کی طرف سے ہو۔

(iii) نکاح متعہ اور اس کا حکم:

امام قدوری فرماتے ہیں کہ نکاح متعہ باطل ہے اور وہ اس طرح ہے کہ کوئی مرد کسی عورت سے کہے: میں تم سے اتنی مدت کے لیے اتنے مال کے بدلے میں نفع حاصل کروں گا۔

لفظ متعہ، تمتع سے ہے جس کا معنیٰ نفع اٹھانا ہے نکاح جن الفاظ سے منعقد ہوتا ہے ان میں تمتع کا لفظ نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ نکاح کسی خاص وقت کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہوتا ہے جبکہ متعہ میں یہ ہوتا ہے کہ خاص رقم کے بدلے میں ایک خاص وقت تک کوئی شخص کسی عورت سے جنسی نفع اٹھاتا ہے اور یہ باطل ہے۔

ضرورت کے تحت جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر میں جاتے تو اس کی ضرورت پڑتی تھی پھر اس سے منع کر دیا گیا۔

السؤال الثالث: — عن ابن عمر أن جيشا غنموا فى زمان رسول الله طعاما وعسلا فلم يؤخذ منهم الخمس.

(i) ماهى الأشياء التى يأخذها المجاهدون قبل تقسيم الغنيمة عندالحنفية حكمهما بين بالتفصيل؟

(ii) ماهى أموال الفئ وأموال الغنيمة وما حكمها فى التقسيم؟

(iii) ماحظ الراجل والراكب من الغنيمة؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جواب: (i) وہ اشیاء جو مجاہدین مال غنیمت تقسیم سے پہلے لے سکتے ہیں:

مجاہدین فی سبیل اللہ، اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوتے ہیں، جو اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اللہ تعالیٰ کے دین اور اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں ہوتے ہیں۔ مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اشیاء خورد ونوش حاصل کرنے اور انہیں اپنے استعمال میں لانے کے مجاز ہوتے ہیں۔ وہ اشیاء شہد، طعام اور حلال جانوروں کا گوشت وغیرہ ہیں۔

یہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے۔ آپ کے دلائل زیر بحث حدیث کے علاوہ دیگر روایات بھی ہیں، جن میں یہ مضمون صراحت سے مذکور ہوا ہے۔

(ii) مال غنیمت اور مال فئی کی تعریفات مع حکم:

مال غنیمت: وہ مال ودولت ہے، جو عملی جہاد کے بعد دشمن کی طرف سے مسلمانوں کے ہاتھ میں آئے مثلاً زیورات، ہتھیار اور دیگر ہر قسم کی اشیاء ہیں۔

حکم: خمس (پانچواں حصہ) نکالنے کے بعد باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔

مال فئی: دشمن کا وہ مال ومتاع ہے جو لڑائی کے بغیر مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

حکم: یہ سب کا سب مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرا دیا جائے گا، حاکم وقت حسب ضرورت اسے ملک وملت پر صرف کر سکے گا۔

(iii) مال غنیمت سے راجل اور راکب کا حصہ:

وہ مجاہد جو صرف پیدل جہاد میں شامل ہوا ہو، تو اسے مال غنیمت سے ایک حصہ دیا جائے گا۔ جو مجاہد اپنی سواری سمیت جہاد میں شامل ہو، اسے مال غنیمت سے دو حصے دیے جائیں گے یعنی ایک مجاہد کا اور دوسرا سواری کا۔

H_M_Hasnain_Asadi

القسم الثاني ...... آثار السنن

السؤال الرابع:– عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يغسل الإناء إذا ولغ فيه الكلب سبع مرات أولهن او أخرهن بالتراب وإذا لغت فيه الهرة غسل مرة .

(i) ترجم إلى الأردية؟

(ii) ما اختلاف الأئمة الأربعة في هاتين المسئلتين ورجح مذهب الحنفية بالدليل؟

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(iii) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "الماء طهور لاينجسه شيء"، ما المراد بهذا وماهو الجواب لظاهر الحديث؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جب کسی ایک کے برتن میں کتا منہ ڈالے، پانی پی جائے، تو وہ اسے سات بار دھولے اور پہلی یا آخری بار مٹی کے ساتھ دھوئے۔

(ii) کتے کے جھوٹے میں مذاہب آئمہ:

جب کتا پانی وغیرہ والے برتن میں منہ ڈال دے، تو کیا وہ نجس ہوگا یا پاک ہوگا؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ وہ پانی پاک ہے، اس سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔ بعض اصحاب مالکیہ کا قول ہے کہ ایسے پانی سے وضو کرنا جائز ہے، مگر تیمم بھی کیا جائے گا۔ اس برتن کو سات بار دھویا جائے گا۔

۲- امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایسا پانی نجس ہے، اس سے وضو اور غسل منع ہے۔ ایسے برتن کو صاف کرنے کے لیے تین بار دھویا جائے گا، مگر سات بار دھونا بہتر ہے۔

بلی کے جھوٹے کے بارے میں مذاہب فقہاء:

امام مالک، امام شافعی اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ بلی کا جھوٹا بلا کراہت پاک ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مع الکراہت پاک ہے یعنی کراہت تنزیہی ہے۔ یہ قول راجح ہے۔

(iii) حدیث "الماء طهور لا ينجسه شيء" کی احناف کی طرف سے وضاحت:

اس روایت سے بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ دائمی طور پر پانی پاک ہوتا ہے، یہ کبھی نجس نہیں ہوتا۔ احناف کی طرف سے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ماء کثیر یا ماء جاری کبھی نجس نہیں ہوتا، جب تک تین امور میں سے کوئی تبدیل نہ ہو جائے یعنی رنگ، ذائقہ اور بو۔

ماء قلیل یا ٹھہرا پانی جو دہ دردہ سے کم ہو، اس میں پلیدی گرنے سے وہ نجس ہو جائے گا، خواہ امور ثلاثہ مذکورہ میں سے کوئی بھی نہ پایا جائے۔

السؤال الخامس:- عن عقبة بن عامر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لاتزال أمتي بخير مالم يؤخروا المغرب حتى تشتبك النجوم .

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(i) ترجم إلى الأردية؟

(ii) ماهو أول وقت صلوٰة المغرب وآخره عند الأئمة الأربعة بالدلائل؟

(iii) ماهي الأوقات المستحبة للصلوٰت الخمس؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت ہمیشہ خیر پر گامزن رہے گی جب تک وہ مغرب کی نماز کو مؤخر نہ کر دے حتیٰ کہ ستارے نظر آنے لگیں۔

(ii) نماز مغرب کے وقت شروع اور ختم ہونے میں مذاہب آئمہ:

آئمہ فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ غروب آفتاب سے نماز مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ تاہم نماز مغرب کے اختتام اور نماز عشاء کے وقت کے شروع ہونے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک شفق یعنی سرخی کے ختم ہو جانے پر مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ شفق سفیدی کا نام ہے، اس کے غروب ہونے پر نماز مغرب کا وقت ختم اور نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

(iii) پانچوں نمازوں کے مستحب اوقات کی وضاحت:

نماز فجر کا وقت: ہر موسم میں نماز فجر کو تاخیر سے یعنی اجالے میں پڑھنا مستحب ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم فجر اجالے میں پڑھو، اللہ تعالیٰ تمہاری قبروں کو روشن کر دے گا۔

نماز ظہر کا وقت: نماز ظہر موسم سرما میں اوّل وقت میں اور موسم گرما میں آخری وقت یعنی تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے۔

نماز عصر کا وقت: نماز عصر ہر موسم میں تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے، لیکن اس بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ مکروہ وقت نہ شروع ہونے پائے۔

نماز مغرب کا وقت: ہر موسم میں نماز مغرب اوّل وقت میں ادا کرنا مستحب ہے۔

نماز عشاء کا وقت: ہر موسم میں نماز عشاء کو تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے۔

السؤال السادس: — عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا أمن الإمام فأمنوا فإنه من وافق تأمينه تأمين الملائكة غفرله ماتقدم من ذنبه۔

(i) اذكر اختلاف الأئمة الأربعة في التأمين سرا وجهرا؟

(ii) كيف استدل بهذا الحديث على التأمين جهرا وما جوابه؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(iii) كلمه "من" في أي معنى هنا في عبارة "غفرله ماتقدم من ذنبه"؟

جواب: (i) آمین کو سراً یا جہراً پڑھنے میں مذاہب آئمہ:

کیا امام کی اقتداء میں پڑھی جانے والی نماز میں "آمین" سراً پڑھا جائے گا یا جہراً؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف اور اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی جہری نمازوں میں "آمین" جہراً پڑھیں اور سری نمازوں میں سراً پڑھیں۔

۲- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں امام اور مقتدی دونوں کا سورہ فاتحہ کے بعد "آمین" سراً کہنا مستحب ہے۔ تاہم مقتدی امام کے ساتھ "آمین" کہے اور اس سے پہلے ہرگز کہنے کی کوشش نہ کرے۔

۳- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ امام، منفرد اور مقتدی سری نمازوں میں آہستہ "آمین" کہیں اور جہری نمازوں میں دو قول ہیں: (i) آمین سراً کہنا، (ii) آمین جہراً کہنا۔

۴- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز جہری ہو یا سری ہو، امام اور مقتدی دونوں سراً "آمین" کہیں گے۔

(ii) حدیث مذکور سے جہراً "آمین" کہنے پر استدلال کی وضاحت اور اس کا جواب:

اس روایت سے جہراً "آمین" کہنے پر یوں استدلال کیا گیا ہے کہ جب امام جہراً "آمین" کہے گا، تو مقتدی بھی اسی وقت آمین کہے گا، تو دونوں میں مطابقت ہوگی اور مغفرت ذنب کی بشارت پائیں گے۔

اس استدلال کا جواب بھی اسی روایت میں موجود ہے کہ اسی وقت فرشتے بھی "آمین" کہتے ہیں، ان کے ساتھ موافقت کی وجہ سے بخشش ذنوب کا پروانہ ملتا ہے۔ چونکہ فرشتوں کی آواز سنائی نہیں دیتی یعنی وہ سراً "آمین" کہتے ہیں، تو مطابقت کی صورت یہ ہے کہ امام و مقتدی بھی سراً "آمین" کہیں۔

(iii) روایت میں مذکور کلمہ "مِنْ" لانے کی وجہ:

گناہ دو قسم ہیں:

(i) صغیرہ: جو بغیر توبہ کے مختلف امور خیر کی وجہ سے بخش دیے جاتے ہیں۔

(ii) کبیرہ: یہ وہ گناہ ہوتے ہیں، جو توبہ کے بغیر اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا، کیونکہ ان کی مغفرت کے لیے توبہ شرط ہے۔

اس عبارت میں کلمہ "مِنْ" تبعیضیہ ہے، اس سے مراد بعض گناہ ہیں یعنی صرف صغیرہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، کیونکہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی شهادة العالمیه فی العلوم العربیه والاسلامیه (ایم اے عربی واسلامیات) السنة الثانیة للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ 2022ء

الورقة الخامسة: سنن النسائی وابن ماجة

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن اثنین من کل قسم .

القسم الأول: سنن النسائی

السؤال الأول:- عن عائشة و ابن عباس رضی الله عنهما قالا لما نزل برسول الله صلی الله علیه وسلم فطفق یطرح خمیصة له علی وجه فاذا اغتم کشفها عن وجهه قال وهو کذلك لعنة الله علی الیهود والنصاریٰ اتخذوا قبور أنبیائهم مساجد .

(i) ترجم إلی الأردیة وما هو المقصود الاهم من هذا الحدیث؟ ۵+۵=۱۰

(ii) کیف اتخذ الیهود والنصاریٰ قبور أنبیائهم مساجد؟ ۸

(iii) کیف صحت نسبة هذا القول إلی النصاریٰ ونبیهم عیسٰی علیه السلام لم یتوفّ إلی الأن؟ ۷

السؤال الثانی:- عن سلمة بن الاکوع قال قلت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم انی لاکون فی الصیدو لیس علی الا القمیص افاصلی فیه؟ قال وزره علیك ولو بشوکة .

(i) شکل الحدیث ثم ترجمه إلی الأردیة؟ ۵+۵=۱۰

(ii) اذکر عورة الرجل والحرة والأمة التی سترها واجب فی الصلوٰة؟ ۱۰

(iii) ماحکم الصلوٰة فی قمیض واحد أوفی الإزار وحده؟ ۵

السؤال الثالث:- عن عائشة أن رسول الله صلی الله علیه وسلم دخل علیها وعندها جاریتان تضربان بدفین فانتهرهما أبوبکر فقال النبی صلی الله علیه وسلم

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

دعهن فان لكل قوم عيدا .

(i) ترجم إلى الأردية ولم انتهرهما أبوبكر وقد كان النبى صلى الله عليه وسلم هنا؟ ۵+۵=۱۰

(ii) هل ضرب الدف عند إنشاد الأشعار الإسلامية جائز؟ بين موقفك بالدليل . ۱۰

(iii) مامعنى العيدوكم عيدافى الإسلام؟ ۵

القسم الثانی...... سنن إبن ماجه

السؤال الرابع:— عن عائشة رضى الله عنه قالت دعى رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى جنازة غلام من الأنصار فقلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم طوبى لهذا عصفور من عصافير الجنة لم يعمل السوء ولم يدركه قال أوغير ذلك يا عائشة .

(i) ترجم إلى الأردية ولم نهى النبى صلى الله عليه وسلم عائشة عن هذا القول؟ ۵+۵=۱۰

(ii) ماحكم أطفال المشركين فى الأخرة؟ اذكره بالدلائل . ۱۰

(iii) وماحكم أولاد المسلمين لم يبلغوا الحنث فى الأخرة؟ ۵

السؤال الخامس:— عن جابر بن عبدالله أن النبى صلى الله عليه وسلم قال لاتعلموا العلم لتباهوا به العلماء ولا لتماروا به السفهاء ولا تخيروا به المجالس فمن فعل ذلك فالنار النار .

(i) ترجم إلى الأردية واشرح الكلمات المخطوط عليها لغة؟ ۵+۵=۱۰

(ii) اكتب أطروحة جامعة لفضل العلم والعلماء؟ ۱۰

(iii) العلم النافع ماهو؟ ۵

السؤال السادس:— عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا فإن غم عليكم فاقدرواله .

(i) ترجم إلى الأردية؟ ۵

(ii) اذكر اختلاف العلماء فى معنى "فاقدرواله" وماهو المراد به عند أبى حنيفة؟ ۱۰

(iii) ماحكم الصوم يوم الشك عند الأئمة الأربعة؟ ۱۰

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء سال 2022ء

پانچواں پرچہ: سنن نسائی وابن ماجہ

قسم اوّل: سنن نسائی

القسم الأول: سنن النسائی

السؤال الأول:- عن عائشة و ابن عباس رضی الله عنهما قالا لما نزل برسول الله صلى الله عليه وسلم فطفق يطرح خميصة له على وجه فاذا اغتم كشفها عن وجهه قال وهو كذالك لعنة الله على اليهود والنصارىٰ اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد .

(i) ترجم إلى الأردية وما هو المقصود الأهم من هذا الحديث؟

(ii) كيف اتخذ اليهود والنصارىٰ قبور أنبيائهم مساجد؟

(iii) كيف صحت نسبة هذا القول إلى النصارىٰ ونبيهم عيسىٰ عليه السلام لم يتوقف إلى الآن؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہوئے، تو آپ اپنی چادر اپنے چہرہ انور پر لیتے تھے، پھر جب الجھن محسوس کرتے، تو اسے چہرے سے ہٹا لیتے تھے۔ اسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مسجد (سجدہ گاہ) بنالیا تھا۔

اس حدیث کا اہم مقصد:

اس روایت کا اہم مقصد عقیدہ توحید کا تحفظ اور شرک جیسے جرم کی بیخ کنی ہے۔

(ii) یہود ونصاریٰ کا اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنانے کی وضاحت:

اس روایت پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ اس میں نصاریٰ کا بھی تذکرہ ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ابھی وصال بھی نہیں ہوا؟ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ ممکن ہے اس سے مراد انبیاء اور ان کے پیروکار ہوں اور صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا، کیونکہ صحیح مسلم کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے: ''وہ لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبور کو مسجد بنا لیتے تھے''۔ ممکن ہے کہ یہ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

قبور کو مسجد بنانے کا عمل یہودیوں کی طرف سے بھی بطور بدعت ہو اور عیسائیوں کی طرف سے ان کی پیروی کے طور پر ہو۔

علاوہ ازیں اس کا اہم مقصد شرک جیسی لعنت کی بیخ کنی کرنا ہے، جو نا قابل معافی جرم ہے۔

(iii) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اس قول کی نسبت کرنا جبکہ ابھی آپ کا وصال نہیں ہوا:

بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقید حیات ہیں، آپ کی نافرمان قوم نے آپ کو شہید کرنے کی کوشش کی، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر اٹھا لیا، آج بھی آپ تیسرے آسمان پر بقید حیات ہیں اور قرب قیامت آپ آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ آپ بے مثل حکمران ہوں گے، نکاح کریں گے، اولاد ہوگی اور پھر آپ کا انتقال ہوگا۔ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں خالی پڑی ہوئی جگہ میں آپ کی تدفین ہوگی۔ آپ شریعت محمدی کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔

پھر اس قول کی نسبت نصاریٰ کے انبیاء اور صالحین کی طرف کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب ہے کہ "الاکثر فی حکم کل" کے قاعدہ کے تحت اگر ایک نبی کو اس قول سے خارج بھی کیا جائے، تو تب بھی اس قول کی نسبت درست ہو جائے گی۔ اس لیے اس قول سے اصل مقصد شرک کا قلع قمع کرنا ہے، جو نا قابل معافی جرم ہے۔

السؤال الثاني:— عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَكُوْنَ فِي الصَّيْدِ وَلَيْسَ عَلَيَّ اِلَّا الْقَمِيْصُ فَاُصَلِّيْ فِيْهِ؟ قَالَ وِزْرُهُ عَلَيْكَ وَلَوْ بِشُوْكَةٍ .

(i) شكل الحديث ثم ترجمه إلى الأردية؟

(ii) اذكر عورة الرجل والحرة والأمة التي سترها واجب في الصلوٰة؟

(iii) ماحكم الصلوٰة في قميص واحد أوفي الإزار وحده؟

جواب: (i) اعراب و ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بے شک میں شکار کرتا ہوں، میرے پاس قمیص کے علاوہ کوئی کپڑا نہیں ہوتا، تو کیا میں اسی کپڑے میں نماز ادا کر سکتا ہوں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم اس کے گریبان کو ٹانک لیا کرو، خواہ کانٹے کے ذریعے ہی ایسا کرو۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ii) مرد، آزاد عورت اور کنیز کے جسم کا وہ حصہ جس کا نماز میں چھپانا ضروری ہے:

مرد: حالت نماز میں ناف سے لے کر گھٹنوں تک جسم کا چھپانا واجب ہے اور اسے مرد کی عورت کہا جاتا ہے۔

عورت: حالت نماز میں عورت کا دونوں ہاتھ، چہرہ اور دونوں قدموں کے سوا تمام جسم کا چھپانا واجب ہے۔ اسے خاتون کی عورت کہا جاتا ہے۔

کنیز: حالت نماز میں کنیز کا اپنے سینے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک چھپانا واجب ہے۔ اسے کنیز کی عورت کہا جاتا ہے۔

(iii) ایک قمیص یا ایک چادر میں نماز ادا کرنے کا حکم:

جس کے پاس زیادہ کپڑے نہ ہوں، وہ ایک چادر یا قمیص میں بھی نماز ادا کر سکتا ہے، بشرطیکہ اس کپڑے سے ستر عورت کی شرط پائی جائے یعنی بڑی قمیص یا بڑی چادر سے ستر عورت ہو جائے، تو نماز درست ہے ورنہ نماز درست نہیں، کیونکہ اس حالت میں ستر فرض ہے اور فرض چھوٹنے سے نماز نہیں ہوتی۔

السؤال الثالث:— عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل عليها وعندها جاريتان تضربان بدفين فانتهرهما أبوبكر فقال النبي صلى الله عليه وسلم دعهن فان لكل قوم عيدا ۔

(i) ترجم إلى الأردية ولم انتهرهما أبوبكر وقد كان النبي صلى الله عليه وسلم هنا؟

(ii) هل ضرب الدف عند إنشاد الأشعار الإسلامية جائز بين موقفك بالدليل ۔

(iii) مامعنى العيد وكم عيدافي الإسلام؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے، اس وقت ان کے پاس دو بچیاں بیٹھی ہوئی تھیں، جو دف بجا رہی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم انہیں چھوڑ دو، کیونکہ کسی کام کا خاص موقع ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بچیوں کو ڈانٹنے کی وجہ:

بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شارع ہیں اور آپ ہی اصول شریعت کے محافظ اعظم ہیں۔ آپ کی موجودگی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بچیوں کو ڈانٹنا تکبر یا بے ادبی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ایک خادم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے تھا۔ پھر خادم اپنے بڑے کا احترام کرتا ہے نہ کہ بے ادبی کا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مرتکب ہوتا ہے۔ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے۔شور کی وجہ سے آپ کے آرام میں خلل نہ آئے۔

(ii) اسلامی اشعار کا دف کے ساتھ پڑھنے کا شرعی حکم:

اہل تصوف کے ہاں یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے، کچھ لوگ اسلامی اشعار کو دف کے ساتھ پڑھنے کے قائل ہیں مثلاً چشتی حضرات اور بعض لوگ اس کی ممانعت کے قائل ہیں۔سلسلہ نقشبندیہ کے اولیاء حضرت مجدد الف ثانی، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری اور دیگر اکابر اس کی اجازت نہیں دیتے۔بندہ کا مؤقف بھی یہی ہے کہ کسی اسلامی تقریب میں بالخصوص مسجد میں دف کا استعمال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس سے تقریب کی عظمت واور مسجد کا تقدس مجروح ہوتا ہے۔

(iii) عید کا معنی ومفہوم اور اس کی اقسام:

لفظ ''عید'' کا معنیٰ ہے: بار بار آنا، چونکہ یہ دن بھی زندگی میں بار بار آتا ہے، اس لیے اسے ''عید'' کہا جاتا ہے۔اس لفظ کا ایک معنیٰ ہے: اظہار مسرت اور خوشی منانا، چونکہ اس دن لوگ غسل کرتے ہیں، خوشبو استعمال کرتے، نئے یا صاف ستھرے کپڑے زیب تن کرتے ہیں یعنی لوگ اظہار مسرت کرتے ہیں، اس لیے اسے ''عید'' کہا جاتا ہے۔

شرعی نقطہ نظر سے سال میں دو عیدیں ہوتی ہیں:

(i) عید الفطر: یہ روزوں کی تکمیل کے سبب منائی جاتی ہے، لوگ اس دن صدقہ فطر ادا کرتے ہیں، محلہ کے مرکزی مقام میں جمع ہو کر دو رکعت ادا کرتے ہیں، ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں، گلے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں۔

(ii) عید الاضحیٰ: یہ دوسری عید ہے، جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد میں جانور ذبح کر کے منائی جاتی ہے۔اس میں بھی دو رکعت نماز امام کی اقتداء میں ادا کی جاتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار عقیدت ومحبت کی بناء پر مسلمانان اسلام ۱۲ ربیع الاول کو بھی ''یوم عید'' کے طور پر مناتے ہیں۔اس موقع پر بڑے بڑے جلوس نکالے جاتے ہیں، جلسے منعقد کیے جاتے ہیں، غرباء کی مالی معاونت کی جاتی ہے اور ہر محلہ میں پر تکلف طعام کا انتظام کیا جاتا ہے۔

القسم الثاني...... سنن إبن ماجه

السؤال الرابع:— عن عائشة رضي الله عنه قالت دعى رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى جنازة غلام من الأنصار فقلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

طوبى لهذا عصفور من عصافير الجنة لم يعمل السوء ولم يدركه قال أوغير ذلك يا عائشة؟

(i) ترجم إلى الأردية ولم نهى النبي صلى الله عليه وسلم عائشة عن هذا القول؟

(ii) ماحكم أطفال المشركين في الآخرة؟ اذكره بالدلائل .

(iii) وماحكم أولاد المسلمين لم يبلغوا الحنث في الآخرة؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک انصاری لڑکے کی نماز جنازہ کے لیے بلایا گیا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کے لیے مبارک باد ہے، کیونکہ یہ جنت کی ایک چڑیا ہے، اس نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا اور اسے برائی کرنے کا وقت میسر نہیں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! کیا اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کی وجہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے جنتی ہونے پر اس عزم ویقین کے ساتھ حکم لگایا تھا کہ گویا انہیں غیب کا علم حاصل ہے اور اللہ کی مصلحت ومرضی کی راز دان ہیں، اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس جزم ویقین پر یہ تنبیہ فرمائی کہ تم اپنے اس وثوق کی بنیاد پر گویا غیب دانی کا اقرار کر رہی ہو، جو کسی بندہ کے لیے مناسب نہیں ہے یا اس حدیث کی زیادہ صحیح توجیح یہ ہو سکتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس وقت تک ہوگا جب تک بچوں کے جنتی ہونے کا حکم وحی کے ذریعے معلوم نہیں ہوا تھا۔

(ii) مشرکین کے بچوں کے بارے میں اقوال:

کفار ومشرکین کے بچوں کے حوالے سے مشہور پانچ اقوال ہیں:

(i) کفار ومشرکین کے شیر خوار بچے، جو دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں، وہ جنت میں جائیں گے، کیونکہ ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے، وہ اس وقت نہ مشرک ہوتا ہے اور نہ کافر۔

(ii) مشرکین اور کفار کے نوزائدہ بچے اہل جنت کے خدام کی حیثیت سے جنت میں جائیں گے اور جنت میں ان کی خدمات سرانجام دیں گے۔

(iii) اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق جو بچے بڑے ہو کر اہل جنت کے اعمال کرنے والے تھے، وہ جنت میں جائیں گے۔ ان بچوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق اہل جہنم کے اعمال کرنے والے تھے، وہ دوزخ میں جائیں گے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(iv) وہ بچے جنت میں داخل نہیں ہوں گے، کیونکہ انہوں نے اہل جنت کے اعمال نہیں کیے اور وہ دوزخ میں بھی نہیں جائیں گے، کیونکہ انہوں نے اہل جہنم کے اعمال بھی نہیں کیے بلکہ وہ جنت و دوزخ کے درمیان "مقام اعراف" میں رہیں گے۔

(v) آخرت میں انہیں بطور آزمائش اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوزخ میں جانے کا حکم ہوگا۔ جو بچے دوزخ میں داخل ہوں گے آتش جہنم ان کے لیے اسی طرح باغ بہار اور امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے گی، جس طرح آتش نمرودی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے امن وسلامتی والی بن گئی تھی۔ جو بچے آتش دوزخ میں کودنے سے انکار کر دیں گے، تو انہیں دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔

(iii) مسلمانوں کے شیر خوار بچوں کے بارے میں حکم:

مسلمانوں کے وہ بچے، جو شیر خوارگی کے وقت دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں، وہ قطعی طور پر جنتی ہوتے ہیں۔ اسلام نومولود بچہ کو پاک اور گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے بلکہ حد بلوغ کو پہنچنے تک اس پر احکام بھی نافذ نہیں کرتا۔ گویا اسلام پیدائش سے لے کر وفات تک بلکہ بعد از وفات بھی اس کا محافظ ہوتا ہے۔ بچے کو یہ عظمت وشان دوسرے ادیان کے مقابل صرف اسلام دیتا ہے، جو اس کا طرۂ امتیاز ہے۔

السؤال الخامس:- عن جابر بن عبد الله أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لاتعلموا العلم لتباهوا به العلماء ولا لتماروا به السفهاء ولا تخيروا به المجالس فمن فعل ذلك فالنار النار .

(i) ترجم إلى الأردية واشرح الكلمات المخطوط عليها لغة؟

(ii) اكتب أطروحة جامعة لفضل العلم والعلماء؟

(iii) العلم النافع ماهو؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس لیے علم حاصل نہ کرو کہ تم اس کے ذریعے علماء کے سامنے فخر ومباہات کا اظہار کر دیا اس کے ذریعے تم بے وقوفوں کے ساتھ بحث مباحثہ کرو، یا اس کے ذریعے محافل میں اپنے آپ کو نمایاں کرو، جو ایسا کرے گا، اس کے لیے آگ ہے اور اس کے لیے آگ ہے۔

خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:

لِتُبَاهُوْا: صیغہ جمع مذکر فعل امر حاضر مجہول ثلاثی مزید از باب تفاعل۔ فخر وغرور کرنا۔

لِتُمَارُوْا: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر مجہول ثلاثی مزید فیہ از باب تفاعل۔ مقابلہ کرنا، کسی کو زیر

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کرنا۔

لَا تَتَخَيَّرُوْا: صیغہ جمع مذکر حاضر نہی حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفعل۔ امتیازی مقام و مرتبہ پر فائز ہونا۔

(ii) فضیلت علم وعلماء پر مضمون:

علماء اور علم کی فضیلت کے بارے میں قرآن وسنت میں بہت زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ آیات درج ذیل ہیں:

۱۔ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ

تم میں سے اہل ایمان اور اہل علم کے اللہ تعالیٰ درجات بلند کرتا ہے۔

۲۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝

کہہ دیجیے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ اور علم کتاب کے حامل کی گواہی کافی ہے۔

۳۔ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ

کیا اہل علم اور جاہل لوگ برابر ہو سکتے ہیں؟

قرآن کریم کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی علم وعلماء کے فضائل وکمالات بیان کیے گئے ہیں۔ اس حوالے سے چند ارشادات نبوی درج ذیل ہیں:

۱۔ قیامت کے دن سب سے پہلے انبیاء، پھر علماء اور پھر شہداء شفاعت کریں گے۔

۲۔ بے شک عالم دین کے لیے آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز حتیٰ کہ مچھلیاں بھی دعائے مغفرت کرتی ہیں۔ بے شک عالم کی فضیلت عبادت گزار پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہوتی ہے۔

۳۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو آدمیوں کا تذکرہ ہوا، ان میں سے ایک عالم تھا اور دوسرا عابد، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے، جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر ہے۔

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

علماء، انبیاء کے وارث ہیں، آسمان والے ان سے محبت کرتے ہیں اور جب علماء دنیا سے رخصت ہوتے ہیں، تو دریا کی مچھلیاں ان کے لیے تا قیامت بخشش کی دعا کرتی ہیں۔

(iii) علم نافع سے مراد:

دنیا میں کثیر علوم وفنون ہیں، لیکن ان سے افضل اور نافع فی الدارین علم دین ہے، رسول کریم

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان فوت ہو جاتا ہے، تو اس کے اعمال صالحہ میں اضافہ کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، لیکن تین امور ایسے ہیں جن کا دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی ثواب ملتا رہتا ہے:

۱-صدقہ جاریہ: یعنی مسجد وغیرہ تعمیر کروادی۔

۲-علم نافع: یعنی خود علم دین پڑھا اور آگے اس کی تدریس کی، جب تک یہ درس وتدریس کا سلسلہ نسل بعد نسل جاری رہے گا، اس کے نامہ اعمال میں ثواب لکھا جائے گا۔

۳-صالح اولاد: جس شخص نے نیک اولاد چھوڑی، وہ اس کے حق میں دعا کرتے رہیں گے، تو اس کے اعمال میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

السؤال السادس:- عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا فإن غم عليكم فاقدروا له .

(i) ترجم إلى الأردية؟

(ii) اذكر اختلاف العلماء في معنى "فاقدروا له" وماهو المراد به عند أبي حنيفة؟

(iii) ماحكم الصوم يوم الشك عند الأئمة الأربعة؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو، تو روزہ رکھنا شروع کردو اور جب تم اسے دیکھ لو تو عید الفطر کرو اور اگر تم پر بادل آجائیں، تو تم گنتی پوری کرو۔

(ii) ہلال رمضان کے نصاب شہادت میں فقہی تصریح:

جمہور آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہلال رمضان کے بارے میں ایک مسلمان کی گواہی کافی ہو گی۔ ہلال عید کے لیے کم از کم دو گواہوں کی گواہی معتبر ہوگی۔

اگر مطلع ابر آلود ہو، تو دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قابل قبول ہوگی۔

اگر مطلع صاف ہو، تو ہلال عید اور ہلال رمضان کے لیے ایک جماعت کی گواہی قابل قبول ہو گی۔

اگر انتیسویں تاریخ کو بادل وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے، تو مہینہ تیس دن کا پورا کیا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہینہ انتیس دنوں کا ہوسکتا ہے اور تیس دنوں کا بھی۔

(iii) یوم شک میں روزہ رکھنے کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کیا شک کے دن روزہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ شک کے دن روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے۔ تاہم قضا یا نذر اور یا کفارہ کا روزہ رکھنا جائز ہے۔

۲- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شک کے دن کا روزہ رکھنا جائز ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ عادت اور غیر عادت میں فرق کرتے ہیں۔

۳- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صوم شک منع ہے، مگر وہ دن عادت کے مطابق آجائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

13

الورقة الأولٰی: لصحیح البخاری

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن ثلاثة فقط .

السؤال الأول: انتدب الله عزوجل لمن خرج فی سبیله لایخرجه الا ایمان بی أو تصدیق برسلی أن أرجعه بمانال من أجر أو غنیمة أو أدخله الجنة ولولا أن أشق علی أمتی ماقعدت خلف سریة ولوددت أنی أقتل فی سبیل الله ثم أحی ثم أقتل ثم أحی ثم أقتل .

(i) ترجم الی الأردیة واذکر التحقیق الصرفی للکلمات المخطوط علیها؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ii) "ایمان بی أو تصدیق برسلی" لم ذکر "أو" مع أنه لابدمن کلیهما؟ ۴

(iii) اکتب أطروحة علی فضل الجهاد فی سبیل الله تحتوی علی عشرة أسطر؟ ۱۰

السؤال الثانی: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا؟ فَوَاللهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ .

(i) شکل الحدیث وترجمه الی الأردیة؟ ۵+۵=۱۰

(ii) اشرح الحدیث بحیث یتضح کمال بصر النبی صلی الله علیه وسلم؟ ۸

عن ابن عمر رضی الله عنهما أن رجلا جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم وهو یخطب فقال کیف صلوٰة اللیل؟ فقال مثنی مثنی فاذا خشیت الصبح فأوتر بواحدة توتره لك ماقد صلیت .

(iii) ترجم الی الأردیة واذکر مذهب الأحناف عن رکعات الوتر مع الدلیل؟ ۱۰+۵=۱۵

السؤال الثالث: ذکر عند النبی صلی الله علیه وسلم رجل فقیل مازال نائما حتی أصبح ماقام الی الصلوٰة فقال بال الشیطان فی أذنه .

(i) ترجم الی الأردیة وبین أن العبارة المخطوطة علی ظاهرها أو مؤولة؟ ۵+۶=۱۱

عن طلحة بن عبدالله بن عوف قال صلیت خلف ابن عباس رضی الله عنهما علی جنازة فقرأ بفاتحة الکتاب وقال لتعلموا أنها سنة؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ii) ترجم الى الأردية واكتب مؤقف الأئمة الأربعة عن قراءة الفاتحة على الجنازة مع ترجيح مذهب الحنفية؟ ۵+۱۰=۱۵

(iii) هل تجوز صلوٰة الجنازة بعد دفن الميت؟ اكتب مع الدليل ـ ٧

السؤال الرابع: (i) اكتب تاريخ ولادة الامام البخارى ووفاته مع بيان مسلكه الفقهي؟ ٦+٥=١١

(ii) اكتب أطروحة عن أسلوب الامام البخارى رحمه الله تعالىٰ وفضل صحيحه على سائر كتب الحديث؟ ٢٢

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2023ء

سوال نمبر 1: انتدب الله عزوجل لمن خرج فی سبیله لایخرجه الا ایمان بی أو تصدیق برسلی أن أرجعه بمانال من أجر أو غنيمة أو أدخله الجنة ولولا أن أشق على أمتی ماقعدت خلف سرية ولوددت أني أقتل فی سبیل الله ثم أحی ثم أقتل ثم أحی ثم أقتل ـ

(i) ترجم الى الأردية واذكر التحقيق الصرفى للكلمات المخطوط عليها؟

(ii) "ايمان بى أو تصديق برسلى" لم ذكر "أو" مع أنه لابدمن كليهما؟

(iii) اكتب أطروحة على فضل الجهاد فی سبيل الله تحتوى على عشرة أسطر؟

جوابات: (i) ترجمۃ الحدیث: اللہ اس کا ضامن ہے جو شخص اللہ کی راہ میں گھر سے نکلا۔ اس کا گھر سے نکلنا صرف مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق کی وجہ سے تھا کہ میں اس کو اس کے حاصل کردہ اجر یا مال غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں یا اس کو جنت میں داخل کروں۔ اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ سمجھتا تو میں کسی لشکر کے پیچھے نہ بیٹھا رہتا۔ میں اس کو ضرور پسند کرتا کہ میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں۔

خط کشیدہ کی صرفی تحقیق:

اشق: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد مضاعف از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

لوددت: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف مضاعف ثلاثی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

اُحْیٰ: واحد متکلم فعل مضارع مجہول ثلاثی مزید ناقص یائی از باب افعال۔

(ii) "ایمان بی او تصدیق برسلی" میں "او" ذکر کرنے کی وجہ:

اعتراض ہوتا ہے کہ "ایمان بی او تصدیق برسلی" اس عبارت کے درمیان کلمہ "او" کیوں

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ذکر کیا گیا حالانکہ دونوں ہی ایک چیز ہیں؟ شارحین نے اس کا جواب دیا ہے کہ اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے کہ دونوں ایک دوسرے کو مستلزم ہیں۔

دوسری روایت میں واؤ کے ساتھ بھی آیا ہے۔

(iii) جہاد کی فضیلت پر مقالہ:

جہاد کا لغوی معنی ہے ''مشقت'' اور اصطلاح شرع میں جہاد سے مراد ہے کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے مشقت کر کے کفار کو قتل کرنا، یا نفس کو جھکا کر اس سے شریعت کے مطابق کام کرانا اور اتباع شہوات اور حصول لذات میں نفس کی مخالفت کرنا۔

اللہ کی راہ میں جہاد کی بہت فضیلت ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ نے ایمان والوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے عوض خرید لیا۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔ اس پر اللہ کا سچا وعدہ ہے۔ تورات میں، انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے؟ پس تم اپنی اس بیع کے ساتھ خوش ہو جاؤ۔ جو تم نے کی اور مومنین کو بشارت دیجیے۔ (سورۃ التوبہ: ۱۱۱-۱۱۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ اس کو اپنے گھر سے نکلنے کا محرک صرف اس کی راہ میں جہاد کرنے کا جذبہ ہے اور اس کے کلام کی تصدیق کرنا ہوتا ہے۔ اللہ اس کے لیے اس بات کا ضامن ہو گیا کہ اس کو جنت میں داخل کر دے یا اس کو اس کے گھر اجر و ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ لوٹا دے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں میں سب سے زیادہ افضل کون ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مومن جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور انہیں اللہ کی طرف سے رزق بھی دیا جاتا ہے۔

سوال نمبر 2:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هٰهُنَا؟ فَوَاللهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي .

(i) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟

(ii) اشرح الحديث بحيث يتضح كمال بصر النبي صلى الله عليه وسلم .

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رجلا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يخطب فقال كيف صلوٰة الليل؟ فقال مثنى مثنى فاذا خشيت الصبح فأوتر بواحدة

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

توتره لك ماقد صليت؟

(iii) ترجم الى الأردية واذكر مذهب الأحناف عن ركعات الوتر مع الدليل ۔

جوابات: (i) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگادیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ میرا قبلہ یہاں ہے؟ اللہ کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ تمہارا رکوع اور بے شک میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی ضرور دیکھتا ہوں۔

(ii) بصارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال:

پس پشت دیکھنا آپ کا معجزہ ہے اور آپ کی خصوصیت ہے۔ مختار بن محمد نے اپنے رسالہ "الناصریہ" میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو کندھوں کے درمیان سوئی کی نوک کی مثل دو آنکھیں تھیں، جن سے آپ دیکھتے تھے۔ آپ کے کپڑے آپ کی نظر کے لیے حاجب اور رکاوٹ نہیں ہوتے تھے۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے۔

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس سے مراد علم ہے یعنی آپ کو پیٹھ کے پیچھے کا بھی علم ہوتا تھا۔

امام احمد بن حنبل اور جمہور علماء نے فرمایا: یہ آپ کی آنکھ سے حقیقی رؤیت تھی اور یہ آپ کی خصوصیت ہے جو شریعت میں یہ وارد ہے۔ لہٰذا اس کے موافق کہنا واجب ہے۔

(iii) ترجمۃ الحدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے آپ سے پوچھا رات کی نماز کیسی ہے؟ فرمایا: دو دو رکعتیں، پس تمہیں صبح کی نماز کا خوف ہو تو ایک رکعت ملا کر اسے وتر بنادو تو وہ تمہاری تمام نماز کو وتر کردے گی۔

رکعات وتر سے متعلق احناف کا موقف مع الدلائل:

نماز وتر واجب ہے اور نماز وتر تین رکعت ہیں اور اس میں قعدہ اولیٰ واجب ہے اور قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے، نہ درود پڑھے اور نہ سلام پھیرے جیسے نماز مغرب میں کرتے ہیں۔ اگر قعدہ اولیٰ بھول گیا، تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدۂ سہو کرے۔ وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قراءت فرض ہے اور ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ ملانا واجب ہے۔

نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک، تین، پانچ اور اسی طرح گیارہ رکعت سے وتر بناتے تھے۔

تین رکعت والی روایت مضطرب ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ایک غیر معروف روایت میں سترہ (۱۷) رکعت وتر کا ذکر ہے۔

تمام رکعتیں جنہیں ہم نے وتر کا نام دیا ہے، یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب کی نماز یعنی تہجد تھی اور رات کو تہجد پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

دلائل:

1-سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے کہ وتر تین رکعات ہیں اور ان کے درمیان سلام نہ پھیرا جائے گا۔

2-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ٥ دوسری رکعت میں سورۃ الکٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں سورہ اخلاص ومعوذتین پڑھتے تھے۔

3-ایک روایت میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے لیکر فجر تک جو رکعات ادا کرتے ان کی تعداد گیارہ تھی۔

سوال نمبر3- ذكر عنـد النبـی صلی اللہ علیہ وسلم رجل فقیل مازال نائما حتی أصبح ماقام الی الصلوٰۃ فقال بال الشیطان فی أذنه .

(i) ترجم الی الأردیة وبین أن العبارة المخطوطة علی ظاهرها أو مؤولة؟

عن طلحة بن عبداللہ بن عوف قال صلیت خلف ابن عباس رضی اللہ عنهما علی جنازة فقرأ بفاتحة الکتاب وقال لتعلموا أنها سنة

(ii) ترجم الی الأردیة واکتب مؤقف الأئمة الأربعة عن قراء ة الفاتحة علی الجنازة مع ترجیح مذهب الحنفیة؟

(iii) هل تجوز صلوٰة الجنازة بعد دفن المیت؟ اکتب مع الدلیل .

جوابات: (i) ترجمۃ الحدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا پس بتایا گیا کہ وہ شخص صبح تک سوتا رہتا ہے۔ نماز کے لیے نہیں اٹھتا، آپ نے فرمایا: شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔

عبارت مخطوطہ کی وضاحت:

شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے' اس کے معنی میں اختلاف ہے۔

علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ اس کی حقیقت سے کوئی مانع نہیں ہے، کیونکہ اس میں کوئی محال نہیں ہے۔

یہ ثابت ہے کہ شیطان کھاتا اور پیتا ہے۔ جو شخص کھانے اور پینے سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کے کھانے اور پینے میں شریک ہو جاتا ہے۔ تو اس کے پیشاب کرنے میں بھی کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

علامہ خطابی نے کہا ہے: جو شخص گہری نیند میں ہو اور وہ نماز سے غافل ہو، اس کے حال کو اس شخص کے حال سے تشبیہ دی ہے جس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہو۔

امام طحاوی نے کہا ہے کہ یہ اس سے استعارہ ہے کہ شیطان اس پر حکومت کرتا ہے اور وہ اس کی اطاعت کرتا ہے۔

(ii) ترجمۃ الحدیث: حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نمازِ جنازہ پڑھی پس انہوں نے سورۃ الفاتحہ کی قرأت کی اور فرمایا: جان لو کہ یہ سنت ہے۔

نمازِ جنازہ میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم:

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ نمازِ جنازہ میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت الحسن بن علی، حضرت ابن الزبیر اور حضرت مسور بن مخرمہ کے نزدیک یہ جائز ہے۔ امام شافعی، امام محمد اور امام اسحاق کا بھی یہی مؤقف ہے۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ نمازِ جنازہ میں قرآن مجید کی قرأت نہیں ہے۔ یہی امام مالک اور فقہاء احناف کا مؤقف ہے۔ امام مالک نے کہا: نمازِ جنازہ صرف دعا ہے۔ ہمارے شہروں میں اس میں سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی جاتی۔

وجوہ ترجیح:

ہوسکتا ہے کہ جن صحابہ نے نمازِ جنازہ میں سورۃ الفاتحہ پڑھی ہو انہوں نے اسے بطور دعا پڑھا ہو نہ کہ بطور قرأت جب کہ صحابہ اور فقہاء تابعین نے نمازِ جنازہ میں سورۃ الفاتحہ کو پڑھنے کا انکار کیا ہے۔ دوسری تکبیر کے بعد اس کو نہیں پڑھا، تو یہ اس کی دلیل ہے کہ اس کو پہلی تکبیر کے بعد بھی نہیں پڑھا جائے گا، کیونکہ ہر تکبیر ایک رکعت کے قائم مقام ہے۔ جب نمازِ جنازہ کے آخر میں تشہد کو بھی نہیں پڑھا، تو یہ اس کی دلیل ہے کہ اس میں سورۃ الفاتحہ کی قرأت بھی نہیں کی جاتی۔

(iii) بعد از تدفین نمازِ جنازہ کا حکم:

ہمارے اصحاب (احناف) نے کہا ہے کہ اگر میت کو دفن کر دیا جائے اور اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی گئی ہو، تو اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور اس کو قبر سے نہ نکالا جائے۔ اس پر نماز اس وقت تک پڑھی جائے گی جب تک یہ یقین نہ ہو کہ اس کا جسم پھٹ گیا ہے۔ اسی طرح المبسوط میں مذکور ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر اس میں شک ہے کہ اس کا جسم پھٹ گیا ہوگا، پھر بھی اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ اس

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کی ہمارے اصحاب نے تصریح کی ہے۔

امام شافعی اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت ابن عمر، حضرت ابو موسیٰ، حضرت عائشہ، ابن سیرین اور اوزاعی نے بھی اس طرح کہا ہے۔ جسم کے پھٹنے سے پہلے نمازِ جنازہ کے جواز میں ظن کا اعتبار ہے۔ پس اگر ظن غالب یہ ہو کہ اس کا جسم پھٹ چکا ہوگا، تو اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، ورنہ پڑھی جائے گی۔ امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ تین دن تک نماز پڑھی جائے گی۔ امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے۔ دوسرا قول: ایک ماہ تک اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ امام احمد کا بھی یہی قول ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جب تک اس کا جسم بوسیدہ نہ ہو جائے۔ چوتھا قول ہے کہ ہمیشہ اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ اس قول کی بناء پر صحابہ کی قبروں پر بھی ان کی نمازِ جنازہ پڑھنی جائز ہے لیکن اس قول کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ امام مالک نے کہا: قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ اس پر یہ رد کیا گیا ہے کہ اگر ایسا ہوتا' تو جن صحابہ نے آپ کے پیچھے نیت باندھی تھی، آپ انہیں منع فرما دیتے۔

امام ابو یوسف کے قول کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سال بعد شہداء احد کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی۔

سوال نمبر 4:-(i) اکتب تاریخ ولادة الامام البخاری ووفاته مع بیان مسلکه الفقهی .

(ii) اکتب أطروحة عن أسلوب الامام البخاری رحمه الله تعالیٰ وفضل صحیحه علی سائر کتب الحدیث .

جوابات: (i) امام بخاری کی تاریخ ولادت: آپ 13 شوال 194ھ کو بخارا میں پیدا ہوئے۔

تاریخ وصال: آپ یکم شوال 256ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا فقہی مسلک:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے اپنے کلام میں اس بات کی تصریح نہیں ہے کہ ان کا فقہی مسلک کیا تھا؟ تاہم آپ ''الصحیح للبخاری'' میں ایسی روایات بکثرت لائے ہیں جو مسلک امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مؤید ہیں اور غالباً اسی بنا پر بعض مشاہیر علماء نے ان کو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقلد گردانا ہے۔

(ii) اسلوب بخاری:

تالیف ''صحیح'' سے امام بخاری کا مقصد صرف احادیث جمع کرنا نہیں تھا بلکہ تراجم ابواب پر استدلال اور احادیث میں موجود مسائل کا استنباط بھی مقصود تھا۔ چنانچہ ترجمۃ الباب کے لیے سب سے پہلے قرآنی آیت پیش کرتے پھر کبھی اسی پر اکتفاء کر لیتے اور بعض اوقات آثار صحابہ، اقوال تابعین اور ارشادات آئمہ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سے اس کی تائید کرتے۔ پھر اس باب کے تحت اپنی پوری سند کے ساتھ حدیث روایت کرتے اور کبھی سند معلق سے حدیث وارد کرتے اور کبھی بغیر سند کے حدیث ذکر کر دیتے۔

آپ کبھی ایک باب کے تحت کثیر احادیث روایت کرتے اور کبھی صرف ایک حدیث روایت کرتے۔ جب انہیں ترجمۃ الباب کے لیے اپنی شرائط پر احادیث مل جائیں اور کبھی ترجمۃ الباب کے تحت کسی حدیث کا ذکر نہیں کرتے بلکہ کسی حدیث کے بعینہٖ الفاظ یا اس کے ہم معنی الفاظ کو عنوان باب بنا کر اشارہ کرتے کہ اس عنوان کے تحت ان کی شرائط پر حدیث نہیں مل سکی اور عنوان باب کو الفاظ حدیث کے ساتھ تعبیر کر کے اشارہ کرتے کہ یہ حدیث فی نفسہ لائق حجت ہے۔

کبھی ایک حدیث کو متعدد جگہ ذکر کرتے اور اس سے ان کا مقصود حدیث سے ان متعدد مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔ جن کے بارے میں ابواب کے تحت وہ اس حدیث کو ذکر کرتے ہیں۔

صحیح بخاری کی فضیلت:

دیگر کتب حدیث سے زیادہ امام بخاری کی کتاب "صحیح بخاری" کو مقبولیت حاصل ہے، کیونکہ قرآن کریم کے بعد جس کتاب پر سب سے زیادہ اعتماد کیا جاتا ہے وہ یہی کتاب ہے۔ اس پر سب سے زیادہ کام کیا گیا۔ اس کی بے شمار شروح لکھی گئی ہیں۔ اس کی تعلیقات، متابعات، شواہد اور رجال کی تحقیق پر الگ الگ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ امام بخاری کے زمانہ سے لیکر آج تک تمام دینی مدارس میں انتہائی اہتمام کے ساتھ "صحیح بخاری" کا درس دیا جاتا ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ جاگتے میں "صحیح بخاری" پڑھی ہے اور ان آٹھ ساتھیوں میں سے ایک حنفی تھا۔

عرفاء سے منقول ہے کہ اگر کسی مشکل میں اس کتاب کو پڑھا جائے تو وہ حل ہو جاتی ہے۔ جس کشتی میں یہ موجود ہو وہ غرق نہیں ہوتی۔ خشک سالی میں اس کی قرأت سے بارش ہو جاتی ہے۔

ابو زید مروزی کہتے ہیں: میں بیت الحرم میں رکن اور مقام کے درمیان سویا ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے خواب میں آئے اور فرمانے لگے: تم کب تک شافعی کی کتابیں پڑھتے رہو گے اور میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی کتاب کون سی ہے؟ فرمایا: محمد اسماعیل کی "جامع"۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثانية: لصحيح مسلم

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن ثلاثة فقط.

السؤال الأول: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ مُخَنَّثًا كَانَ عِنْدَهَا وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ لِأَخِيْ أُمِّ سَلَمَةَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنِ أَبِيْ أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللهُ لَكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَإِنِّيْ أَدُلُّكَ عَلٰى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ قَالَ فَسَمِعَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَدْخُلُ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ.

(الف) شكل الحديث الشريف وترجمه الى الأردية؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) اكتب اسم هذا المخنث. ما المراد بقوله تقبل بأربع وتدبر بثمان؟ ۱۰

(ج) في أى سنة وقعت غزوة الطائف؟ ۴

السؤال الثانی: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ.

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟ ۷+۸=۱۵

(ب) ماهو الحكم فيمن اشترى سلعة فأفلس أومات قبل أن يؤدى ثمنها ولا وفاء عنده وكانت السلعة باقية على حالها؟ اكتبه فى ضوء اختلاف الفقهاء مع دلائلهم؟ ۱۰

(ج) اكتب معنى الافلاس لغة وشرعا. وأيضا ماهو حكم الرجل المفلس؟ ۸

السؤال الثالث: (الف) ترجم الأشعار الأتية بعد تشكيلها؟ ۱۰+۱۰=۲۰

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا اقْتَفَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ أَنْ لَاقَيْنَا
وَأَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا أَنَّ الْأُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِنَّا إِذَا صِيْحَ بِنَا أَتَيْنَا وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا

(ب) هل يجوز أن يقال لله سبحانه و تعالىٰ "فديتك" ان كان جوابك بالنفى فما

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الجواب عن قول الشاعر "فَدًالك"؟ ١٠

(ج) اكتب اسم الشاعر للأشعار المذكورة؟ ٣

السؤال الرابع: عن سالم بن عبدالله أن عبدالله بن عمر كان يكرى أرضيه حتى بلغه أن رافع ابن خديج الأنصارى كان ينهى عن كراء الأرض فلقيه عبدالله فقال ياابن خديج ماذا تحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى كراء الأرض قال رافع بن خديج لعبدالله سمعت عمى و كانا قد شهدا بدرا يحدثان أهل الدار أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن كراء الأرض .

(الف) ترجم الحديث الشريف وأيضاً اكتب اسمى عمى رافع بن خديج؟

۱۰+۵+۵=۲۰

(ب) هل يجوز كراء الأرض أم لا؟ بين مذهب الحنفية مع دلائلهم؟ ۱۳

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2023ء

دوسرا پرچہ: مسلم شریف

سوال نمبر ۱:-عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ مُخَنَّثًا كَانَ عِنْدَهَا وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْبَيْتِ فَقَالَ لِاَخِىْ اُمِّ سَلَمَةَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ اَبِىْ اُمَيَّةَ اِنْ فَتَحَ اللهُ لَكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَاِنِّىْ اَدُلُّكَ عَلٰى بِنْتِ غَيْلَانَ فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ قَالَ فَسَمِعَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَدْخُلُ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ .

(الف) شكل الحديث الشريف وترجمه الى الأردية؟

(ب) اكتب اسم هذا المخنث . ما المراد بقوله تقبل بأربع وتدبر بثمان؟

(ج) فى أى سنة وقعت غزوة الطائف؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ام المومنین ام سلمہ بیان کرتی ہیں: ان کے پاس ایک مخنث (ہیجڑا) تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تھے۔اس مخنث نے حضرت ام سلمہ کے بھائی سے کہا: اے عبداللہ بن امیہ اگر اللہ نے کل تم پر طائف فتح کر دیا، تو میں غیلان کی بیٹی کی تمہاری طرف راہنمائی کروں گا' جب وہ سامنے ہوتی ہے' تو (فربہی کی وجہ) اس کے پیٹ پر چار (سلوٹیں) ہوتی ہیں اور جب وہ پیٹھ پھیرتی ہے' تو اس کی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

آٹھ (سلوٹیں) ہوتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو سن لیا، آپ نے فرمایا: یہ شخص تمہارے پاس نہ آیا کرے۔

(ب) مخنث کا نام:

مشہور قول کے مطابق اس کا نام "ہیت" تھا اور بعض کہتے ہیں: اس کا نام "ہنب" تھا۔

"تقبل باربع وتدبر بثمان" کی وضاحت:

اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اس سے اس عورت کا موٹا پا پن بیان کرنا مقصود ہے، کیونکہ موٹے لوگوں کے پیٹ میں بل آ جاتے ہیں۔ اگر وہ اگلی جانب چار ہوئے تو پچھلی جانب آٹھ ہوں گے، کیونکہ دائیں بائیں ان کے چار، چار کنارے ہوں گے۔ ان کو عربی میں عکن کہتے ہیں یہ عکنۃ کی جمع ہے۔ صراح میں ہے کہ عکنہ موٹاپے کی وجہ سے پیٹ میں پڑنے والے بل کو کہتے ہیں۔ عرب طبعاً موٹی عورت کو پسند کرتے ہیں۔

(ج) غزوۂ طائف کا وقوع:

غزوۂ حنین سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 8 ہجری میں طائف کا بیس دن محاصرہ کیا لیکن کچھ وجوہات کی بناء پر محاصرہ اٹھا لیا۔ نو ہجری میں اس کو صلح سے فتح کیا۔

سوال نمبر 2:- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَدْرَكَ مَالَهٗ بِعَیْنِهٖ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ اَفْلَسَ اَوْ اِنْسَانٍ قَدْ اَفْلَسَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ مِنْ غَیْرِهٖ ۔

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟

(ب) ماهو الحكم فيمن اشترى سلعة فأفلس أومات قبل أن يؤدى ثمنها ولا وفاء عنده و كانت السلعة باقية على حالها؟ اكتبه فى ضوء اختلاف الفقهاء مع دلائلهم؟

(ج) اكتب معنى الافلاس لغة وشرعا ۔ وأيضا ماهو حكم الرجل المفلس؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کو دیوالیہ قرار دیا گیا ہو اس کے پاس کوئی شخص اپنی چیز بعینہ پائے، تو دوسروں کی بنسبت وہ اس چیز کا زیادہ حقدار ہے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ:

مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ درج ذیل ہے:

احناف کا مؤقف: ابراہیم نخعی، حسن بصری، شعبی، وکیع بن جراح، عبداللہ بن شیرمہ قاضی کوفہ، امام ابو

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر کا موقف یہ ہے کہ جس شخص نے مفلس کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی وہ اس چیز میں باقی قرض خواہوں کے برابر ہے۔ عمر بن عبدالعزیز سے صحیح روایت ہے کہ جس شخص نے اپنی چیز کی قیمت طلب کی پھر مقروض دیوالیہ ہوگیا ہو تو وہ شخص اور باقی قرض خواہ برابر ہیں۔ زہری کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب سے بھی انہی کے موقف کے مطابق روایت ہے۔

دلیل: آپ اس حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں۔ امام عبدالرزاق سے روایت کرتے ہیں: خلاس کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب (بائع) اپنی چیز کو بعینہ پائے' تو وہ اور دوسرے قرض خواہ اس میں برابر ہیں۔

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا موقف:

ان آئمہ ثلاثہ کا موقف یہ ہے کہ جس شخص کو دیوالیہ قرار دیا گیا ہو، اس کے پاس کوئی شخص اپنی چیز بعینہ پائے تو وہ دوسروں کی بہ نسبت اس کا زیادہ حقدار ہے۔

دلیل: آپ سوال میں مذکورہ حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب:

صحیح بخاری و مسلم کی احادیث میں سے کسی میں یہ تصریح نہیں ہے کہ مفلس کے پاس بائع اپنی چیز کو بعینہ پائے، بلکہ حدیث میں یہ الفاظ ہیں "من ادرك ماله بعينه عند رجل" جو شخص اپنے مال کو بعینہ کسی شخص کے پاس پائے' اس میں بائع کا ذکر نہیں ہے اس لیے ان حدیثوں سے بائع کی بیچی ہوئی چیز پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

(ج) مفلس کا لغوی و شرعی معنی:

مفلس کا لغوی معنی ہے حالت امارت سے حالت غربت کی طرف منتقل ہونا۔ اصطلاحی معنی یہ ہے کہ جس شخص پر بندوں کے قرض اس قدر زیادہ ہو جائیں کہ وہ اس کے مال سے ادا نہ کیے جا سکیں اور حاکم اس کے تصرفات پر پابندی لگا دے۔

رجل مفلس کا حکم:

حضرت حسن بصری نے کہا: جب کسی شخص کو دیوالیہ قرار دیا گیا، تو یہ ظاہر ہو گیا کہ اس شخص کو آزاد کرنا جائز نہیں اور نہ اس کا خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔

سوال نمبر 3:-(الف) ترجم الأشعار الآتية بعد تشكيلها؟

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا اقْتَفَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ أَنْ لَاقَيْنَا

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

وَأَلْـقِيَــنْ سَـكِيـنَـةً عَـلَيْـنَـا　　أَنَّ الْأُولٰـى قَـدْ بَغَـوْا عَـلَيْـنَـا

إِنَّـــا إِذَا صِيْـحَ بِـنَـــا أَتَيْـنَـا　　وَ بِــالـقِيَــاحِ عَـوَّلُـوْا عَـلَيْـنَـا

(ب) هـل يـجوز أن يقال لله سبحانه و تعالٰى "فديتك" ان كان جوابك بالنفي فما الجواب عن قول الشاعر "فدًالك"؟

(ج) اكتب اسم الشاعر للأشعار المذكورة؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ اشعار:

۱- اے اللہ! اگر تیری مدد نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے، ہم نہ زکوٰۃ ادا کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔

۲- ہماری طلب بس یہی ہے کہ تو ہمیں معاف کر دے، ہم تجھ پر فدا ہوں، دشمن سے مقابلہ کے وقت ہم کو ثابت قدم رکھ۔

۳- اور ہم پر تسلی نازل فرما بے شک دشمن ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں۔

۴- جب ہم کو بلایا جاتا ہے، تو ہم پہنچ جاتے ہیں اور ندا میں لوگ ہم پر اعتماد کرتے ہیں۔

(ب) اللہ تعالیٰ کے بارے میں "فدیتک" کہنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ کو فدیتک کہنے کے بارے میں علامہ مازری فرماتے ہیں: اس مصرعہ پر یہ اشکال ہے یہ نہیں کہا جاتا کہ میں اللہ پر فدا ہو جاؤں یا قربان ہو جاؤں، کیونکہ یہ اس موقع پر کہا جاتا ہے مصیبت اور تکلیف میں کسی شخص کے مبتلاء ہونے کا خدشہ ہو۔ تو دوسرا شخص کہے تم پر قربان ہوں اس مصیبت اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہوں۔

ظاہر ہے کہ اللہ اس سے پاک ہے کہ اس کو کسی مصیبت میں مبتلاء ہونے کا خدشہ ہو۔

شاعر کے قول "فدًالك" کا مطلب:

حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اس لفظ کے حقیقی معنی کا ارادہ نہیں کیا۔ ان کی مراد یہ تھی کہ میں ہر حال میں تیری رضا کے حصول کے لیے جدوجہد کروں گا۔

(ج) شاعر کا نام:

مذکورہ اشعار کے شاعر کا نام "حضرت عامر بن اکوع" ہے۔

سوال نمبر 4:—عن سالم بن عبدالله أن عبدالله بن عمر كان يكرى أرضيه حتى بلغه أن رافع ابن خديج الأنصارى كان ينهى عن كراء الأرض فلقيه عبدالله فقال يا ابن خديج ماذا تحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى كراء الأرض قال رافع بن

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

خديج لعبدالله سمعت عمي و كانا قد شهدا بدرا يحدثان أهل الدار أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن كراء الأرض .

(الف) ترجم الحديث الشريف وأيضاً اكتب اسمى عمى رافع بن خديج؟

(ب) هل يجوز كراء الأرض أم لا؟ بين مذهب الحنفية مع دلائلهم؟

(الف) حدیث کا ترجمہ: حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اپنی زمین کرائے پر دیتے تھے، حتیٰ کہ انہیں یہ حدیث پہنچی کہ حضرت رافع بن خدیج انصاری زمین کرائے پر دینے سے منع کرتے ہیں۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے ملاقات کی اور کہا: اے ابن خدیج زمین کو کرائے پر دینے کے سلسلے میں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سی حدیث بیان کرتے ہو؟ حضرت رافع بن خدیج نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: میں نے اپنے دو چچاؤں سے سنا ہے جو غزوہ بدر میں شریک ہو چکے ہیں وہ گھر والوں سے حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

حضرت رافع بن خدیج کے چچاؤں کے نام:

۱۔ ظہیر بن رافع ۲۔ مہیر

(ب) زمین کو کرائے پر دینے کا مسئلہ:

امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ زمین کو کرائے پر دینا منع ہے۔

دلیل: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے، اس سلسلہ میں "ولا تبیعوا" کے الفاظ بھی آئے ہیں، اس سے مراد بھی کرائے پر نہ دینا ہے۔ اس سلسلہ میں وارد تمام روایات سے دو امور سامنے آتے ہیں: (i) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی مسلمان بھائی کو بطور عطیہ یا ہبہ دینے کی ترغیب دی ہے۔ (ii) مالک زمین اپنے لیے نالیوں یا نہروں کے پاس والی جگہوں کی فصل خود رکھ لیتے تھے جبکہ باقی زمینوں کی فصل مزارع کو دے دیتے تھے اور اس طرح مزارع کا استحصال ہوتا تھا جس سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ یہ بات باہم نفرت کی صورت پیدا کرتی ہے۔

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ تعالیٰ مالک زمین اور مزارع کے مابین چار صورتیں کرتے ہیں:

(i) مالک زمین مزارع سے کہے کہ میں تمہیں اس شرط پر دیتا ہوں کہ تم زمین کے فلاں حصہ (نہر کے پاس والی) کی پیداوار مجھے دو گے، فلاں حصہ کی فصل تم رکھو گے، تو یہ بالا جماع باطل ہے کہ اس میں دھوکہ کی صورت موجود ہے، اس لیے کہ ممکن ہے کہ اس حصہ میں فصل ہو یا نہ ہو۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ii) مالک زمین مزارع سے کہے کہ میں یہ زمین اس شرط پر دیتا ہوں کہ تم زمین کی فصل میں سے مقرر مقدار مثلاً ایک سوکلو مجھے دو گے، یہ معاوضہ بالا جماع باطل ہے، کیونکہ اس میں دھوکہ ہے۔

(iii) مالک زمین مزارع کو زمین کرائے پر دے اور کرائے میں سونا، چاندی یا کوئی اور چیز غلہ وغیرہ رکھے اور متعین کرے اور زمین کی فصل اجرت میں نہ دی جائے' تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

(iv) مالک زمین مزارع کو زمین بٹائی پر دے اور اس کے عوض زمین کی فصل کا نصف یا تہائی وغیرہ بطور معاوضہ دیا جائے' تو اس میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں غلہ کے علاوہ سونا، چاندی اور دیگر اشیاء کے عوض زمین کرائے پر دی جاسکتی ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے ہاں سونا اور چاندی کی طرح اناج کے عوض میں بھی کرائے پر دی جاسکتی ہے۔

آئمہ ثلاثہ کے نزدیک زمین کرائے پر دینا جائز ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس کے جائز ہونے کے قائل ہیں۔ فتویٰ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر ہے اور تمام احناف اس پر متفق ہیں۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

عن دلائل المخالفین ۔ ۱۳

السؤال الرابع: عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سأل الناس ولہ ما یغنیہ جاء یوم القیمۃ ومسألتہ فی وجہہ خموش أو خدوش أو کدوح قیل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یغنیہ؟ قال خمسون درھما أو قیمتھا من الذھب ۔ 14

(الف) ترجم الحدیث الی الأردیۃ ثم اشرحہ مفصلاً؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) بین معنی الزکوٰۃ لغۃ وشرعاً وأیضاً بین أن ماھو سبب وجوبہ؟ ۸

(ج) ھل تنفع الصدقۃ المیت ان صدق عنہ أملا؟ بین مفصلاً بالدلائل؟ ۱۰

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2023ء

سوال نمبر ۱: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ۔

(الف) شکل الحدیث ثم ترجمہ الی الأردیۃ؟

(ب) لم منع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخول الید فی الماء المذکور مفصلاً؟

(ج) اکتب أقوال الفقہاء التی ذکرھا أبو عیسیٰ تحت الحدیث المذکور ۔

جوابات: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم سے کوئی ایک رات کو جاگے تو وہ اپنے ہاتھ برتن میں داخل نہ کرے جب تک کہ ان ہاتھوں پر پانی دو مرتبہ یا تین مرتبہ۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے۔ ابو عیسیٰ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔''

(ب) منع فرمانے کا سبب:

نبی علیہ السلام نے رات کو بیداری پر بغیر ہاتھ دھوئے پانی میں داخل کرنے سے اس لیے فرمایا، کیونکہ سوتا آدمی مردہ کے برابر ہوتا ہے۔ اسے نہیں معلوم ہوتا کہ حالت نیند میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں پہنچا ہے۔ تو ممکن ہے کہ نجاست کو بھی لگا ہو۔ اس لیے برتن میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے دھو لینے چاہئیں تاکہ پانی نجاست سے محفوظ رہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثالثة: لجامع الترمذی

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن ثلثة فقط.

السؤال الأول: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنَ اللَّیْلِ فَلَا یَدْخُلْ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی یُفْرِغَ عَلَیْهَا مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُهٗ قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

(الف) شكل الحديث ثم انقله الى الأردية؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) لم منع رسول الله صلى الله عليه وسلم دخول اليد فى الماء اذكر مفصلاً؟ ۱۰

(ج) اكتب أقوال الفقهاء التى ذكرها أبو عيسٰى تحت الحديث المذكور؟ ۹

السؤال الثانی: كَانَ مُؤَذِّنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْهَلُ فَلَا یُقِیْمُ حَتّٰی اِذَا رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ حِیْنَ یَرَاهُ. قَالَ اَبُوْ عِیْسٰی حَدِیْثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَ هٰكَذَا قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّ الْمُؤَذِّنَ اَمْلَكُ بِالْاَذَانِ وَالْاِمَامَ اَمْلَكُ بِالْاِقَامَةِ.

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الأردية؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) اشرح الحديث شرحاً مفصلاً والنص المخطوط عليه خاصة؟ ۱۰

(ج) اكتب مراد الامام الترمذى بقوله "هذا حديث حسن صحيح"؟ ۸

السؤال الثالث: عن على رضى الله عنه قال الوتر ليس بحتم كصلٰوتكم المكتوبة ولكن سن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله وتر يحب الوتر فأوتروا يا أهل القرآن.

(الف) ترجم الحديث والأثر الى الأردية؟ ۱۰

(ب) بين مسالك الائمة عليهم الرحمة فى وجوب الوتر وعدمه وترجيح مسلك الحنفية فى ضوء الأحاديث؟ ۱۰

(ج) اذكر اختلاف الائمة فى عدد ركعات الوتر وبين دلائل الحنفية والأجوبة

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

عن دلائل المخالفين . ۱۳

السؤال الرابع: عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من سأل الناس وله ما يغنيه جاء يوم القيمة ومسألته فى وجهه خموش 14
أوخدوش أو كدوح قيل يارسول الله صلى الله عليه وسلم وما يغنيه؟ قال خمسون
درهما أو قيمتها من الذهب .

(الف) ترجم الحديث الى الأردية ثم اشرحه مفصلاً؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) بين معنى الزكوة لغة وشرعاً وأيضاً بين أن ماهو سبب وجوبه؟ ۸

(ج) هل تنفع الصدقة الميت ان صدق عنه أملا؟ بين مفصلاً بالدلائل؟ ۱۰

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2023ء

سوال نمبر ۱: عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِّنَ اللَّيْلِ فَلَا يَدْخُلُ يَدَهٗ فِى الْاِنَاءِ حَتّٰى يَفْرُغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ .

(الف) شكل الحديث ثم انقله الى الأردية؟

(ب) لم منع رسول الله صلى الله عليه وسلم دخول اليد فى الماء اذكر مفصلاً؟

(ج) اكتب أقوال الفقهاء التى ذكرها أبو عيسى تحت الحديث المذكور .

جوابات: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم سے کوئی ایک رات کو جاگے تو وہ اپنے ہاتھ برتن میں داخل نہ کرے حتیٰ کہ ڈالے ان ہاتھوں پر پانی دو مرتبہ یا تین مرتبہ، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے۔ ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔“

(ب) منع فرمانے کا سبب:

نبی علیہ السلام نے رات کو بیداری پر بغیر ہاتھ دھوئے پانی میں داخل کرنے سے اس لیے فرمایا، کیونکہ سوتا آدمی مردہ کے برابر ہوتا ہے۔ اسے نہیں معلوم ہوتا کہ حالت نیند میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں پہنچا ہے۔ تو ممکن ہے کہ نجاست کو بھی لگا ہو۔ اس لیے برتن میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے دھو لینے چاہئیں تا کہ پانی نجاست سے محفوظ رہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ج) حدیث مذکورہ کے تحت ذکر کردہ اقوال:

ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو حدیث مذکورہ کے تحت فقہاء کے اقوال ذکر کیے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

پہلا قول: امام شافعی فرماتے ہیں: بیدار ہونے والا شخص خواہ دوپہر کی نیند سے بیدار ہو یا رات کی نیند سے بیدار ہو یا کسی اور وقت میں اپنی نیند سے بیدار ہو سب حالتوں میں میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے کہ ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں نہ ڈالے۔

دوسرا قول: دوسرا قول امام احمد بن حنبل کا ہے وہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص رات کو نیند سے بیدار ہو اور وہ ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے برتن میں ڈال دے تو مجھے یہ بات پسند ہے کہ اس پانی کو بہا دیا جائے استعمال نہ کیا جائے۔

تیسرا قول: تیسرا قول جو ابو عیسیٰ ترمذی نے ذکر کیا وہ امام اسحاق کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: سونے والا کسی بھی وقت نیند سے بیدار ہو خواہ دن کو یا رات کو تو وہ پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ضرور اپنے ہاتھ دھوئے۔

سوال نمبر 2:- كَانَ مُؤَذِّنُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْهَلُ فَلَا يُقِيمُ حَتَّى إِذَا رَأَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ أَقَامَ الصَّلٰوةَ حِيْنَ يَرَاهُ . قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى حَدِيْثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَهٰكَذَا قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّ الْمُؤَذِّنَ أَمْلَكُ بِالْأَذَانِ وَالْإِمَامَ أَمْلَكُ بِالْإِقَامَةِ .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الأردية؟

(ب) اشرح الحديث شرحاً مفصلاً والنص المخطوط عليه خاصة؟

(ج) اكتب مراد الامام الترمذى بقوله "هذا حديث حسن صحيح

جوابات: (الف) حدیث پر اعراب: اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

حدیث کا ترجمہ: "تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤذن تاخیر کرتا پس وہ اقامت نہ کہتا حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے سے پہلے اقامت نہ کہتا) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ مبارک سے) باہر تشریف لے آتے اور وہ آپ کو دیکھ لیتا تب وہ نماز کے لیے اقامت کہتا۔ حضرت ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں: حدیث جابر حدیث حسن ہے۔ ایسے ہی بعض اہل علم فرماتے ہیں: مؤذن اذان کا اور امام اقامت کا زیادہ حقدار ہے۔"

(ب) تشریح:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مؤذن اذان کا زیادہ اختیار رکھتا ہے، کیونکہ اذان کا وقت اس کے سپرد ہے، تو وہی اس کی حفاظت کرنے والا ہے اور وہ اس پر امین ہے اور امام اقامت کا زیادہ حقدار ہے۔ لہٰذا مؤذن اسی وقت اقامت کہے جب امام اشارہ کرے اور اقامت کہنے کو کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اقامت کہی جائے تو مجھے دیکھنے تک تم کھڑے نہ ہو۔"

مذکورہ حدیث میں یہی بات اور مسئلہ مذکور ہے کہ مؤذن رسول یعنی حضرت بلال آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے تو اقامت کہتے تو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا اجازت کی طرف اشارہ ہوتا۔

(ج) "هٰذا حسن صحيح" کی وضاحت:

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اور اس سے کچھ پہلے بعض محدثین نے حسن کا لفظ استعمال کرنا شروع کیا تھا مگر وہ "حسن" صحیح کے لیے استعمال کرتے تھے۔ جامع ترمذی میں کئی جگہ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی حدیث کے بارے میں پوچھا: یہ کیسی حدیث ہے؟ تو امام بخاری نے جواب دیا: حسن ہے۔ پھر امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر "حسن صحیح" کا حکم لگا دیا۔

بعض لوگوں کے نزدیک حدیث ایک سند کے اعتبار سے حسن ہے اور دوسری سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔ بایں اعتبار یہاں حرف عطف "واؤ" محذوف ہوگا۔

سوال نمبر 3:- عن علی رضی اللہ عنہ قال الوتر ليس بحتم كصلوتكم المكتوبة ولكن سن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله وتر يحب الوتر فأوتروا يا أهل القرآن۔

(الف) ترجم الحديث والأثر الى الأردية؟

(ب) بين مسالك الائمة عليهم الرحمة فى وجوب الوتر وعدمه وترجيح مسلك الحنفية فى ضوء الأحاديث؟

(ج) اذكر اختلاف الائمة فى عدد ركعات الوتر وبين دلائل الحنفية، الأجوبة عن دلائل المخالفين؟

جوابات: (الف) حدیث کا ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وتر تمہاری دوسری نمازوں کی طرح فرض نہیں ہیں بلکہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔ اللہ کے رسول نے فرمایا: بیشک اللہ طاق ہے اور طاق چیز کو پسند کرتا ہے۔ اے اہل قرآن! اس لیے تم بھی طاق ادا کیا کرو۔

(ب) وتر کا حکم:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

نماز وتر واجب ہے یا سنت؟ اس میں اختلاف آئمہ پایا جاتا ہے:

امام ابو حنیفہ کا موقف: امام صاحب کے نزدیک نماز وتر واجب ہے۔

صاحبین کا موقف: صاحبین کے نزدیک نماز وتر سنت مؤکدہ ہے۔

امام شافعی کا موقف: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: نماز وتر سنت ہے۔

امام مالک کا موقف: امام مالک روایت کرتے ہیں: کسی نے ابن عمر سے پوچھا: حضرت وتر کیا واجب ہیں؟ آپ نے فرمایا: وتر پڑھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے۔ سائل نے پھر وہی سوال کیا اور آپ نے وہی جواب دیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وتر واجب ہیں۔

(ج) وتر کی تعداد رکعات میں مذاہب آئمہ:

وجوب وعدم وجوب وتر کی طرح نماز وتر کی تعداد رکعات میں بھی آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام ابو حنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

(i) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر تین رکعات ادا فرماتے تھے اور ان کے آخر میں سلام پھیرتے تھے۔

(ii) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں: ثم اوتر بثلاث۔

۲- حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز وتر ایک رکعت سے لے کر نو رکعات تک جائز ہیں جبکہ تین رکعات دو سلاموں کے ساتھ افضل ہیں۔ ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

(i) اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ویوتر بواحدة۔

(ii) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

الوتر ركعة من اخر الليل (مشکوٰۃ، ص: ۱۰۵) رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت وتر ہے۔

آئمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

اوّل: یہ روایت ابتداء اسلام پر محمول ہے، جو بعد میں منسوخ ہو گئی۔

دوم: ہماری روایت قوی ہے، جو معمول بہ بنانے کے زیادہ لائق ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سوال نمبر 4:- عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من سأل الناس وله ما یغنیه جاء یوم القیمة ومسألته فی وجهه خموش أوخدوش أو كدوح قیل یارسول الله صلی الله علیه وسلم وما یغنیه؟ قال خمسون درهما أو قیمتها من الذهب ۔

(الف) ترجم الحدیث الی الأردیة ثم اشرحه مفصلاً؟

(ب) بین معنی الزكوة لغة وشرعاً وأیضاً بین أن ماهو سبب وجوبه؟

(ج) هل تنفع الصدقة المیت ان صدق عنه أملا؟ بین مفصلاً بالدلائل؟

جوابات: (الف) حدیث کا ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں سے مانگے اور اس کے پاس اتنے وسائل ہوں کہ جس کے سبب اسے مانگنے کی ضرورت نہ ہو، تو جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے مانگنے کے سبب اس کے چہرے پر نشان/ داغ ہوں گے۔ راوی کو شک ہے کہ خموش یا خدوش یا کدوح کا لفظ استعمال کیا گیا ہوگا۔ عرض کیا گیا: اسے ضرورت نہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ یارسول اللہ! فرمایا: پچاس درہم یا اس کی قیمت کے برابر سونا (یعنی جس کے پاس اتنا مال ہو اسے مانگنے کی ضرورت نہیں)

تشریح حدیث:

اس حدیث مبارکہ میں بے جا سوال کرنے کی مذمت کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ضرورت کے مطابق مال ہونے کے باوجود صرف اسے بڑھانے کی غرض سے دست سوال دراز کرتا ہے، تو آخرت میں اس کے چہرے پر ذلت ورسوائی کے نشانات ہوں گے، لیکن اگر کوئی شخص صحت مند ہو اور کام کرنے کے قابل ہونے کے باوجود دست سوال دراز کرے، تو اس کی مدد نہ کرو کیونکہ اس طرح اسے مفت خوری کی عادت پڑ جائے گی۔ اگر کوئی معذور ہو اور اہل وعیال والا ہو، تو اس کی مدد کرنے میں حرج نہیں۔

(ب) زکوٰۃ کا لغوی وشرعی معنی:

زکوٰۃ کا لغوی معنی ''پاک کرنا، نشوونما پانا'' ہے۔ اصطلاح میں زکوٰۃ سے مراد یہ ہے سال گزرنے کے بعد نصاب معین سے ایک حصہ اللہ کے لیے غیر ہاشمی فقیر کو نیت زکوٰۃ سے دینا۔

وجوب زکوٰۃ کا سبب: زکوٰۃ ہر مسلمان جو عاقل، مقیم، بالغ اور آزاد ہو پر واجب ہے بشرطیکہ وہ مالک نصاب ہو اور اس مال پر ایک سال گزر چکا ہو۔

(ج) میت کو ایصال ثواب کرنے کا بیان:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

وہ عطیہ جس کے ذریعے اللہ سے ثواب کی جستجو کی جاتی ہے۔ایصال ثواب شرعاً مندوب یعنی مستحب اور پسندیدہ ہے۔

حدیث کی روشنی میں دلائل:

۱۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: میرا باپ وصیت کیے بغیر فوت ہوگیا ہے، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے فائدہ دے گا؟ فرمایا: ہاں۔

۲۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اگر انہیں موقع ملتا تو صدقہ کرتیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو ان کو فائدہ دے گا؟ فرمایا: ہاں۔ انہوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کون سا صدقہ فائدہ دے گا؟ فرمایا: پانی۔ چنانچہ انہوں نے کنواں کھدوایا اور فرمایا: ھذہ لام سعد یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

۳۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یارسول اللہ! ہم اپنے مُردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں، تو انہیں یہ پہنچتا ہے؟ فرمایا: بے شک وہ ان کو پہنچتا ہے اور بے شک وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کسی کے پاس طبق ہدیہ کیا جاتا ہے، تو وہ خوش ہوتا ہے۔

۴۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں نفع ہوگا؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! اس نے عرض کیا: میرے پاس ایک باغ ہے، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی طرف سے صدقہ کیا۔

قرآن سے مؤقف:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ○

ترجمہ: اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کے بارے میں کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے پروردگار! بیشک تو نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الرابعة: سنن أبی داؤد، آثار السنن

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ١٠٠

نوٹ: أجب عن السؤلين من كل قسم .

القسم الأول...... سنن أبی داؤد

السؤال الأول: عن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتذبحوا الا مسنة الا أن يعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الضان .

(الف) بين معنى الأضحية لغة وشرعا وبين سبب وجوبه، وهل تجب الأضحية على الحاج المقيم فی مكة أم لا؟ ٥×٣=١٥

(ب) بين معنى المسنة والجذعة وأيضاً ما حكمهما فی الأضحية؟ ١٠

السؤال الثانی: عن ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان مما أدرك الناس من كلام النبوة الأولى اذا لم تستحی فاصنع ماشئت .

(الف) لم جعل الحياء من الايمان؟ وأيضًا بين معنى الحياء لغةً وشرعًا؟ ١٠

(ب) اذكر أقوال العلماء فی تأويل قوله صلى الله عليه وسلم "فاصنع ماشئت" ١٥

السؤال الثالث: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم خَيْرُ اُمَّتِی الْقَرْنَ الَّذِی بُعِثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ذَكَرَ الثَّالِثَ اَمْ لَا ثُمَّ يَظْهَرُ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يَتَشْهَدُوْنَ وَ يَنْذُرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ وَ يَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمِنُوْنَ وَيَفْشُوْ فِيهِمِ السِّمَنُ .

(الف) شكل الحديث وترجمه بالأردية؟ ٥+١٠=١٥

(ب) اشرح الحديث شرحاً مفصّلًا؟ ١٠

القسم الثانی...... آثار السنن

السؤال الرابع: اَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ فَاَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّمَا كَانَ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

یَجْزِیْكَ اِنْ رَاَیْتَهُ اَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَاِنْ لَّمْ تَرَهُ نَضَحْتَ حَوْلَهُ لَقَدْ رَاَیْتَنِیْ اَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرْكًا فَیُصَلِّیْ بِهٖ ۔

(الف) شکل الحدیث وترجمه الی الأردیة ۔ ۵+۱۰=۱۵

(ب) اشرح الحدیث شرحاً مفصلاً ۔ ۵

(ج) بین معنی المنی والمذی والودی ۔ ۵

السؤال الخامس: عن أبی هریرة رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلمنا یقول لاتبادروا الامام اذا کبر فکبروا واذا قال: ولا الضآلین فقولوا آمین واذا رکع فارکعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنالك الحمد ۔

(الف) ترجم الحدیث الی الأردیة؟ ۱۰

(ب) بین اختلاف الفقهاء فی التأمین سراً وجهراً مع دلائلهم؟ ۱۰

(ج) شرح کلمة "آمین" لغة وصیغة؟ ۵

السؤال سادس: کان أصحاب عبدالله وأصحاب علی لایرفعون أیدیهم الا فی افتتاح الصّلوٰة؟

(الف) ترجم العبارة الی الأردیة؟ ۵

(ب) اکتب اختلاف الفقهاء فی رفع الیدین عند الرکوع وعند الرفع عنه وعند النهوض الی القیام من القعود؟

(ج) رجح مذهب الحنفیة بالدلائل فی المسئلة المذکورة؟ ۱۰

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2023ء

چوتھا پرچہ: سنن أبی داؤد، آثار سنن

القسم الأول...... سنن أبی داؤد

سوال نمبر ۱:- عن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاتذبحوا الامسنة الا أن یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضان ۔

(الف) بین معنی الأضحیة لغة وشرعا وبین سبب وجوبه، وهل تجب الأضحیة

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

على الحاج المقيم فى مكة أم لا؟

(ب) بين معنى المسنة والجذعة وأيضاً ما حكمهما فى الأضحية؟

جوابات: (الف) اضحیہ کا لغوی معنی: اضحیہ اس جانور کو کہتے ہیں، جسے عید الاضحٰی کے دن ذبح کیا جاتا ہے۔

اضحیہ کا شرعی معنی: مخصوص جانور کا مخصوص وقت میں عبادت کی نیت سے ذبح کرنا، اضحیہ کہلاتا ہے۔

واجب ہونے کا سبب: قربانی واجب ہونے کا سبب وقت ہے، جب وہ وقت آیا اور شرائط وجوب پائی گئیں، قربانی واجب ہوگئی۔

مکہ میں مقیم حجاج سے متعلق قربانی کا حکم: حاجی اگر مکہ میں مقیم ہے اور وہ صاحب نصاب ہے، تو اس پر قربانی واجب ہے۔

(ب) مسنہ کا معنی:

گائے کا دو دانتا بچھڑا جو تیسرے سال میں داخل ہو، اس کی مؤنث "المسنة" آتی ہے۔ یا وہ جانور جس میں عمر کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ چنانچہ بھیڑ، بکری ایک سال کی، گائے اور بھینس دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔

حکم: اگر قربانی کے جانوروں کی عمر مسنہ سے کم ہو، تو اس کی قربانی جائز نہیں ہوگی۔

جزع کا معنی: جزع اس جانور کو کہتے ہیں جو ایسی عمر میں ہو جس کے دانت نکلے ہوں اور نہ ہی گرے ہوں یعنی جس جانور کی عمر چھ ماہ ہو اور وہ لگتا ایک سال کا ہو۔

حکم: اگر مسنہ میسر نہ ہو، تو جزعہ کی قربانی جائز ہے، ورنہ نہیں۔

سوال نمبر 2:-عن ابن مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان مما أدرك الناس من كلام النبوة الأولٰى اذالم تستحى فاصنع ماشئت.

(الف) لم جعل الحياء من الايمان؟ وأيضًا بين معنى الحياء لغةً وشرعًا؟

(ب) اذكر أقوال العلماء فى تأويل قوله صلى الله عليه وسلم "فاصنع ماشئت"؟

جوابات: (الف) حیاء کا ایمان سے ہونا:

حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے، یہ دونوں ساتھی ہیں۔ جب ان میں سے ایک اُٹھ جاتا ہے، تو دوسرا بھی اُٹھا لیا جاتا ہے، کیونکہ حیاء انسان کو برائی سے روکتی ہے۔

حیاء کا لغوی معنی: حیاء کا لغوی معنی "وقار، سنجیدگی اور متانت" ہے۔

حیاء کا شرعی معنی: کسی شیء سے نفس کا رک جانا اور ملامت کے ڈر سے اس کو چھوڑ دینا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) "فاصنع ما شئت" کی تاویل میں اقوال علماء:

۱- امر تہدید یعنی دھمکانے/ڈرانے کے لیے ہے یعنی جن کاموں سے تم کو حیاء نہیں آتی ان میں سے جو چاہو کرو۔ وہ کام نہ کرو جن سے تم کو حیاء آتی ہے۔

۲- یہ امر بمعنی خبر ہے یعنی جب تم میں حیاء نہیں ہوگی جو برے کاموں سے منع کرتی ہے، تو تم جو چاہو گے وہ کرو گے۔

سوال نمبر3:- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِي الْقَرْنَ الَّذِيْ بُعِثْتُ فِيْهِمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَاللهُ اَعْلَمُ ذَكَرَ الثَّالِثَ اَمْ لَا ثُمَّ يَظْهَرُ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَ يَنْذُرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ وَ يَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمِنُوْنَ وَيَفْشُوْ فِيْهِمُ السَّمَنُ .

(الف) شكل الحديث وترجمه بالأردية؟

(ب) اشرح الحديث شرحًا مفصلًا؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں بہترین زمانہ وہ ہے جب مجھے مبعوث کیا گیا، پھر اس کے بعد والوں کا، پھر اس کے بعد والوں کا زمانہ ہوگا۔ (راوی کہتے ہیں) اللہ جانتا ہے کہ آپ نے تیسری مرتبہ ذکر کیا تھا، یا نہیں کیا تھا۔ (پھر فرمایا:) اس کے بعد وہ لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی نہیں مانگی جائے گی۔ وہ نذر مانیں گے لیکن اسے پورا نہیں کریں گے۔ وہ لوگ خیانت کریں گے، انہیں امین نہیں بنایا جائے گا اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

(ب) حدیث مبارکہ کی تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں صحابہ کرام کی فضیلت تابعین پر اور تابعین کی تبع تابعین پر ظاہر/ثابت ہوتی ہے۔ اگر آپ نے یہ دو یا تین مرتبہ دہرایا ہے' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے خود اپنا زمانہ مراد لیا۔ پھر صحابہ کرام کا، پھر تابعین کا، پھر تبع تابعین کا۔ اگر صرف دو مرتبہ کہا، تو اس سے مراد آپ اور صحابہ کا دور اور پھر تابعین کا دور ہے، پھر وہ لوگ جواز خود شہادت دیں گے۔ یہ اس وجہ سے کہ جس سے جھوٹ ثابت کر سکیں اور لوگوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر اسے ہضم کر سکیں۔ یہ لوگ دھوکہ کرنے والے ہوں گے اور لوگ ان کو امین نہیں بنائیں گے۔ چونکہ یہ لوگ دین ایمان کی فکر سے خالی ہوں گے، کسی کے سامنے جواب دہی کا کوئی خوف ان کے دلوں میں باقی نہیں رہے گا اور عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہے ہوں گے۔ اس لیے موٹاپا ان میں عام ہوگا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

القسم الثاني...... آثار السنن

سوال نمبر 4:-اَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ فَاَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّمَا كَانَ يَجْزِيْكَ اِنْ رَاَيْتَهُ اَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَاِنْ لَّمْ تَرَهُ نَضَحْتَ حَوْلَهُ لَقَدْ رَاَيْتَنِيْ اَفْرَكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْكًا فَيُصَلِّيْ بِهِ .

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟

(ب) اشرح الحديث شرحاً مفصلاً؟

(ج) بين معنى المنى والمذى والودى؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

حدیث کا ترجمہ: ایک شخص حضرت عائشہ کے ہاں مہمان ہوا، تو وہ صبح کو اپنے کپڑے دھونے لگا۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تجھے یہی کافی تھا کہ اگر تو اسے دیکھتا، تو اس کی جگہ کو دھو لیتا اور اگر نہیں دیکھا تھا، تو اس کے اردگرد چھینٹے مار لیتا۔ پس میں اس وقت آپ کو دیکھ رہی تھی کہ میں منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے کھرچ رہی ہوں اور پھر آپ اپنے کپڑے میں نماز پڑھ لیتے۔

(ب) تشریح حدیث:

اس حدیث مبارکہ سے تطہیر منی میں اہتمام ثابت ہوتا ہے، نہ کہ تخفیف۔ علاوہ ازیں محارب بن وقار عن عائشہ کی سند منقطع ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں گاڑھی منی کو کھرچ کر صاف کرنا اس کو پاک کرنے کی غرض سے تھا نہ کہ اس کے پاک ہونے کی بناء پر، کیونکہ تطہیر منی کے دو طریقے ہیں: (۱) دھونا جب منی گیلی ہو۔ (۲) کھرچنا اور رگڑنا جب منی خشک ہو۔ تو اگر کچھ معمولی ذرات معفو عنہ مقدار میں ہوتے اور دوران نماز ان پر نظر پڑتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسے بھی صاف کر دیتی تھیں۔

(ج) اصطلاحات کی تعریفات:

منی کی تعریف: وہ سفید گاڑھا پانی جو جھٹکے سے نکلے، اس سے شہوت ختم ہو جاتی ہے اور اس کے نکلنے سے انتشار ٹوٹ جاتا ہے۔

مذی کی تعریف: وہ رقیق سفید پانی جو ذکر سے نکلتا ہے اس وقت جب مرد اپنی زوجہ سے دل بہلا رہا ہوتا ہے۔

ودی: وہ سفید گاڑھا مادہ جو پیشاب کے بعد بغیر شہوت کے ذکر سے نکلتا ہے۔

سوال نمبر 5:-عن أبي هريرة رضى الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

یعلمنا یقول لاتبادروا الامام اذا کبر فکبروا واذا قال: ولا الضآلین فقولوا آمین واذا رکع فارکعوا واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللھم ربنالك الحمد۔

(الف) ترجم الحدیث الی الأردیة؟

(ب) بین اختلاف الفقھاء فی التأمین سراً وجھراً مع دلائلھم؟

(ج) اشرح کلمة "آمین" لغة وصیغة؟

جوابات: (الف) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تعلیم دیتے ہوئے فرماتے کہ تم آگے نہ بڑھو امام سے، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ٥ کہے تو تم "آمین" کہو۔ جب وہ رکوع کرے پس تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم: "اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہو۔

(ب) آمین سراً یا جہراً پڑھنے میں مذاہب آئمہ:

کیا امام کی اقتداء میں پڑھی جانے والی نماز میں "آمین" سراً پڑھا جائے گا یا جہراً؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف اور اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی جہری نمازوں میں "آمین" جہراً پڑھیں اور سری نمازوں میں سراً پڑھیں۔

۲- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں امام اور مقتدی دونوں کا سورہ فاتحہ کے بعد "آمین" سراً کہنا مستحب ہے۔ تاہم مقتدی امام کے ساتھ "آمین" کہے اور اس سے پہلے کہنے کی کوشش نہ کرے۔

۳- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ امام، منفرد اور مقتدی سری نمازوں میں آہستہ "آمین" کہیں اور جہری نمازوں میں دو قول ہیں: (i) آمین سراً کہنا، (ii) آمین جہراً کہنا۔

۴- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ نماز جہری ہو یا سری ہو، امام اور مقتدی دونوں سراً "آمین" کہیں گے۔

امام شافعی و امام احمد کے دلائل:

آپ ان احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں:

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورۃ فاتحہ سے فارغ ہوتے، تو اپنی آواز کو بلند فرما کر آمین کہتے۔

۲- حضرت وائل بن حجر سے منقول ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وَلَا الضَّآلِّیْنَ ٥ پڑھتے، تو آمین کہتے اور اس کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے تھے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

امام اعظم اور امام مالک کے دلائل:

۱- آپ مذکورہ بالا حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

۲- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوتے جب آپ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ○ پڑھ کر فارغ ہوتے۔

(ج) آمین کا لغوی معنی: آمین کا لغوی معنی "قبول فرما" ہے۔

آمین کی صرفی تحقیق: اسم فعل بمعنی استجب۔

سوال نمبر 6:- كان أصحاب عبدالله وأصحاب علي لايرفعون أيديهم الا في افتتاح الصلوٰة ۔

(الف) ترجم العبارة الى الأردية؟

(ب) اكتب اختلاف الفقهاء في رفع اليدين عند الركوع وعند الرفع عنه وعند النهوض الى القيام من القعود؟

(ج) رجح مذهب الحنفية بالدلائل في المسئلة المذكورة؟

جوابات: (الف) ترجمہ: حضرت عبداللہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے شاگرد نماز شروع کرنے کے علاوہ اپنے ہاتھوں کو بلند نہ کرتے تھے۔

(ب) رفع یدین سے متعلق اختلاف ائمہ:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز میں رفع یدین افضل ہے۔ انہوں نے حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ جس میں صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کیا کرتے تھے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ترک رفع یدین افضل ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ ایک دفعہ انہوں نے کہا: میں تمہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں۔ پھر انہوں نے نماز پڑھ کر دکھائی، جس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں رفع یدین نہیں ہے، ہاں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جائے گا۔

(ج) مذہب احناف کی ترجیح بالدلائل:

فقہاء احناف کے نزدیک نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہیں ہے۔ مذہب احناف کو ترجیح یوں ہے: (۱) جب رفع یدین والی احادیث کا مقابلہ ترک رفع یدین والی احادیث سے کیا جائے تو

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ترک رفع یدین والی احادیث کثیر ہیں اور رفع یدین والی قلیل۔ تو کثرت کا اعتبار کیا جائے گا۔ (۲) رفع یدین والی احادیث منسوخ ہیں اور ترک رفع یدین والی ناسخ، کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد والے عمل سے تعلق رکھتی ہیں۔ (۳) اکثریت امام ابوحنیفہ کے مقلدین کی ہے باقی آئمہ اور غیر مقلدین سب عشر عشیر بھی نہیں۔ لہٰذا ترجیح اکثریت کو حاصل ہونی چاہیے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الخامسة: سنن النسائی، سنن ابن ماجه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن اثنين من كل قسم.

القسم الأول...... سنن النسائی

السؤال الأول: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَضْلِهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ.

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) ماهو المقصود الأهم من هذا الحديث وأيضا من استدل بقوله صلى الله عليه وسلم الماء طهور لاينجسه شيىء؟ وما الجواب عند الأحناف؟ ۱۰

السؤال الثانی: عَنِ ابْنِ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ تَمَارٰى رَجُلَانِ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ فَقَالَ رَجُلٌ هُوَ مَسْجِدُ قُبَا وَقَالَ الْآخَرُ هُوَ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ مَسْجِدِيْ هٰذَا.

(الف) شكل الحديث ثم انقله الى الأردية؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) اكتب فضل مسجد قباء والمسجد الحرام والمسجد النبوى فى ضوء الحديث؟ ۱۰

السؤال الثالث: عن البراء بن عازب قال قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة فصلى نحو بيت المقدس ستة عشر شهر اثم انه وجه الى الكعبة فمر رجل قد كان صلى مع النبى صلى الله عليه وسلم الى الكعبة فانحرفوا الى الكعبة.

(الف) ترجم الحديث وأيضا ماالتشديد فى المرورين يدى المصلى بين فى ضوء الحديث؟ ۵+۱۰=۱۵

Madaris News Official

H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

(ب) اكتب قصة تحويل القبلة وأيضا بين كيفية التحويل؟ ١٠

القسم الثانی...... سنن ابن ماجه

السؤال الرابع: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَّةَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الْبَعِيْرَ يَكُوْنُ بِهِ الْجَرَبُ فَيُجْرِبُ الْاِبِلَ كُلَّهَا قَالَ ذٰلِكُمُ الْقَدَرُ فَمَنْ اَجْرَبَ الْاَوَّلَ.

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟ ٥+١٠=١٥

(ب) بين معنى القدر لغة وشرعا و أيضا اشرح الكلمات المخطوط مع حكمها الشرعي؟ ١٠

السؤال الخامس: عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَءُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْاُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيْحُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَءُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَءُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ لَا يَقْرَءُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيْحَ لَهَا.

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الأردية؟ ٥+١٠=١٥

(ب) اكتب ثلثة أحاديث في فضل العلم والعالم؟ ١٠

السؤال السادس: عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل عمدا دفع الى أولياء المقتول فان شاء وقتلوا وان شاء وأخذوا الدية وذلك ثلثون حقة وثلثون جذعة وأربعون خلفة وذلك عقل العمد وما صالحوا عليه فهولهم وذلك تشديد العقل.

(الف) ترجم الحديث وبين معنى الدية لغة وشرعا؟ ٥+١٠=١٥

(ب) فصل أقسام القتل مع بيان أن في أي قسم تجب الدية؟ ١٠

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2023ء

15

پانچواں پرچہ: سنن نسائی وابن ماجہ

القسم الأول...... سنن النسائی

سوال نمبر 1:-عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَضْلِهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهٗ شَيْءٌ ۔

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟

(ب) ماهو المقصود الأهم من هذا الحديث وأيضا من استدل بقوله صلى الله عليه وسلم الماء طهور لاينجسه شيىء؟ وما الجواب عند الأحناف .

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے غسل جنابت کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بچائے ہوئے پانی سے وضو کرلیا۔اس خاتون نے اس کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا،تو آپ نے فرمایا: پاک پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی ہے۔

(ب) حدیث کا مقصود اہم:

حدیث کا مقصود اہم یہ ہے کہ اگر جنبی شخص نے غسل کیا تو اس کے بچے ہوئے پانی سے طہارت حاصل ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اس پانی سے طہارت حاصل کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ پانی مستعمل نہ ہوا ہو یعنی جنبی کے جسم سے قطرے ٹپک کر اس میں نہ گرے ہوں، تو ایسا پانی مطہر بھی ہے اور طاہر بھی۔

الماء طهور لاينجسه شيء کا مفہوم:

اس قول سے مراد یہ ہے کہ "پانی پاک ہے اور اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی یعنی جب تک صاف پانی میں نجاست کا غلبہ نہ ہو وہ پاک ہے، کیونکہ پانی اپنی اصل وضع کے اعتبار سے پاک ہوتا ہے۔"

احناف کی طرف سے جواب:

ا-زیر بحث حدیث سند میں اضطراب کی وجہ سے قابل استدلال نہیں، کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۲- وہ راکد کثیر ہو اور یہ اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک اوصافِ ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہ ہو۔

سوال نمبر2:- عَنِ ابْنِ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ تَمَارٰی رَجُلَانِ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ فَقَالَ رَجُلٌ ھُوَ مَسْجِدُ قُبَا وَقَالَ الْاٰخَرُ ھُوَ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ مَسْجِدِیْ ھٰذَا ۔

(الف) شكل الحديث ثم انقله الى الأردية؟

(ب) اكتب فضل مسجد قباء والمسجد الحرام والمسجد النبوى فى ضوء الحديث؟

جواب:(الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگادیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: دو آدمیوں کے درمیان اس مسجد کے بارے میں بحث ہوگئی، جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔ اس شخص نے کہا: یہ مسجد قبا ہے۔ دوسرے شخص نے کہا: اس سے مراد مسجد نبوی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد میری یہ مسجد ہے۔

(ب) مسجد قباء کی فضیلت:

۱- اس کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے "وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے" (سورۃ التوبہ:19)

۲- ہجرت نبوی کے بعد یہ وہ مسجد ہے جو سب سے پہلے تعمیر کی گئی۔

۳- مسجد قباء میں بطور خاص جا کر نماز ادا کرنے سے عمرے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

مسجد حرام کی فضیلت:

۱- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز ادا کرتا ہے، تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اس میں نماز ادا کرنا کسی بھی دوسری جگہ نماز ادا کرنے کے مقابلے میں ایک ہزار گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے سوائے مسجد حرام کے، اس کا حکم مختلف ہے۔

۲- اس میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب ایک لاکھ نماز ادا کرنے کے برابر ہے۔

مسجد نبوی کی فضیلت:

۱- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی میرے گھر

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2023ء

پانچواں پرچہ: سنن نسائی وابن ماجہ

القسم الأول...... سنن النسائی

سوال نمبر ۱:- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَضْلِهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهٗ شَيْءٌ .

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟

(ب) ماهو المقصود الأهم من هذا الحديث وأيضا من استدل بقوله صلى الله عليه وسلم الماء طهور لاينجسه شيء؟ وما الجواب عند الأحناف .

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصے میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے غسل جنابت کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بچائے ہوئے پانی سے وضو کرلیا۔ اس خاتون نے اس کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: پاک پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی ہے۔

(ب) حدیث کا مقصود اہم:

حدیث کا مقصود اہم یہ ہے کہ اگر جنبی شخص نے غسل کیا تو اس کے بچے ہوئے پانی سے طہارت حاصل ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اس پانی سے طہارت حاصل کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ پانی مستعمل نہ ہوا ہو یعنی جنبی کے جسم سے قطرے ٹپک کر اس میں نہ گرے ہوں، تو ایسا پانی مطہر بھی ہے اور طاہر بھی۔

الماء طهور لاينجسه شيء کا مفہوم:

اس قول سے مراد یہ ہے کہ "پانی پاک ہے اور اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی یعنی جب تک صاف پانی میں نجاست کا غلبہ نہ ہو وہ پاک ہے، کیونکہ پانی اپنی اصل وضع کے اعتبار سے پاک ہوتا ہے۔"

احناف کی طرف سے جواب:

۱- زیر بحث حدیث سند میں اضطراب کی وجہ سے قابل استدلال نہیں، کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۲- وہ راکد کثیر ہو اور یہ اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک اوصافِ ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل نہ ہو۔

سوال نمبر 2: عَنِ ابْنِ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ تَمَارٰی رَجُلَانِ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ فَقَالَ رَجُلٌ ھُوَ مَسْجِدُ قُبَا وَقَالَ الْاٰخَرُ ھُوَ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ مَسْجِدِیْ ھٰذَا۔

(الف) شكل الحديث ثم انقله الى الأردية؟

(ب) اكتب فضل مسجد قباء والمسجد الحرام والمسجد النبوى فى ضوء الحديث؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں دو آدمیوں کے درمیان اس مسجد کے بارے میں بحث ہوگئی، جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔ ایک شخص نے کہا: یہ مسجد قبا ہے۔ دوسرے شخص نے کہا: اس سے مراد مسجد نبوی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد میری یہ مسجد ہے۔

(ب) مسجد قباء کی فضیلت:

۱- اس کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے "وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔" (سورۃ التوبہ:19)

۲- ہجرت نبوی کے بعد یہ وہ مسجد ہے جو سب سے پہلے تعمیر کی گئی۔

۳- مسجد قباء میں بطور خاص جا کر نماز ادا کرنے سے عمرے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

مسجد حرام کی فضیلت:

۱- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز ادا کرتا ہے، تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اس میں نماز ادا کرنا کسی بھی دوسری جگہ نماز ادا کرنے کے مقابلے میں ایک ہزار گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے سوائے مسجد حرام کے، اس کا حکم مختلف ہے۔

۲- اس میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب ایک لاکھ نماز ادا کرنے کے برابر ہے۔

مسجد نبوی کی فضیلت:

۱- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی میرے گھر

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سے لے کر میرے منبر تک زمین جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے۔یعنی مسجد نبوی شریف کا یہ ٹکڑا درحقیقت جنت کا ٹکڑا ہے، یا قیامت کے دن اس ٹکڑے کو جنت میں ملا دیا جائے گا، یا اس مقام پر نماز ادا کرنا ایسا ہے جیسے کوئی جنت میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہا ہو۔

۲-ایک روایت میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مسجد میں ایک نماز ادا کرنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

۳-آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر اسی مسجد کے دامن میں ہے، جس کی عظمت وشان بیت المعمور اور کعبہ سے بھی افضل واعلیٰ ہے۔

سوال نمبر3:-عن البراء بن عازب قال قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة فصلى نحو بيت المقدس ستة عشر شهر اثم انه وجه الى الكعبة فمر رجل قد كان صلى مع النبي صلى الله عليه وسلم الى الكعبة فانحرفوا الى الكعبة ۔

الف) ترجم الحديث وأيضا ماالتشديد فى المرور بين يدى المصلى بين فى ضوء الحديث؟

(ب) اكتب قصة تحويل القبلة وأيضا بين كيفية التحويل؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور سولہ ماہ تک آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ پھر اس کا رخ کعبہ کی طرف کر دیا گیا۔ایک شخص جس نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی تھی، کعبہ کی طرف منہ کر کے، تو وہ لوگ خانہ کعبہ کی طرف مڑ گئے۔

حدیث کی روشنی میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی مذمت:

نمازی کے آگے سے گزرنے کی مذمت بہت سی احادیث میں وارد ہے، کیونکہ یہ نماز کی توہین کرنے کے برابر ہے اور نماز کے ادب کے خلاف ہے۔نمازی کے آگے سے گزرنے کی مذمت میں ایک حدیث مبارکہ درج ذیل ہے:

بشر بن سعید بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت ابوجہیم کے پاس بھیجا تاکہ ان سے اس بارے میں دریافت کرے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے؟ تو حضرت ابوجہیم نے بتایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے شخص کو پتہ چل جائے کہ اس کو کتنا گناہ ہوگا، تو اس کا چالیس دن یا مہینے یا سال ٹھہرے رہنا اس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہوگا کہ وہ نمازی کے آگے سے گزر جائے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) تحویل قبلہ کا واقعہ و کیفیت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے لیکن آپ کی دلی خواہش تھی کہ مسلمانوں کا قبلہ خانہ کعبہ ہو جائے، کیونکہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے پر یہودی مسلمانوں پر طعن کرتے تھے کہ ماہ رجب ۲ ہجری میں آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز عصر ادا کر رہے تھے اور معمول کے مطابق مرد و عورتیں آپ کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے تھے۔ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد جبرائیل وحی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے، انہوں نے کہا: آپ اپنا منہ بیت المقدس سے مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔ اس کا ذکر سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 144 میں کیا گیا ہے۔ بعض کے نزدیک تحویل قبلہ کے وقت نماز ظہر ادا کر رہے تھے اور بعض کے نزدیک وہ صبح کی نماز کا وقت تھا۔

القسم الثانی...... سنن ابن ماجه

سوال نمبر 4: عَنِ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ وَلَا ہَامَّۃَ فَقَامَ اِلَیْہِ رَجُلٌ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ الْبَعِیْرَ یَکُوْنُ بِہِ الْجَرَبُ فَیُجْرِبُ الْاِبِلُ کُلُّہَا قَالَ ذٰلِکُمُ الْقَدْرُ فَمَنْ اَجْرَبَ الْاَوَّلَ۔

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الأردية؟

(ب) بين معنى القدر لغة وشرعا وايضا اشرح الكلمات المخطوط مع حكمها الشرعی؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اسلام میں) چھوا چھوت کی بیماری، بدفالی اور الو سے بدشگونی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ایک دیہاتی شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اونٹ کو خارش کیسے لگی اور پھر اس سے تمام اونٹوں کو خارش لگ گئی؟ آپ نے فرمایا: یہی تقدیر ہے، اگر ایسا ہے تو پہلے اونٹ کو کس نے خارش زدہ کیا؟

(ب) ''قدر'' کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

لفظ ''قدر'' کا لغوی معنیٰ ہے: اندازہ، مقدار۔ اس کا شرعی و اصطلاحی معنیٰ ہے: عالم میں جو کچھ برا یا بھلا ہوتا ہے اور بندے جو کچھ نیکی یا بدی کے کام کرتے ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کے مطابق ہوتا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سے لے کر میرے منبر تک زمین جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے۔یعنی مسجد نبوی شریف کا یہ ٹکڑا درحقیقت جنت کا ٹکڑا ہے، یا قیامت کے دن اس ٹکڑے کو جنت میں ملا دیا جائے گا، یا اس مقام پر نماز ادا کرنا ایسا ہے جیسے کوئی جنت میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہا ہو۔

۲-ایک روایت میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مسجد میں ایک نماز ادا کرنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

۳-آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر اسی مسجد کے دامن میں ہے، جس کی عظمت وشان بیت المعمور اور کعبہ سے بھی افضل واعلیٰ ہے۔

سوال نمبر3:-عن البراء بن عازب قال قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة فصلى نحو بيت المقدس ستة عشر شهر اثم انه وجه الى الكعبة فمر رجل قد كان صلى مع النبى صلى الله عليه وسلم الى الكعبة فانحرفوا الى الكعبة .

(الف) ترجم الحديث وأيضا ماالتشديد فى المروربين يدى المصلى بين فى ضوء الحديث؟

(ب) اكتب قصة تحويل القبلة وأيضا بين كيفية التحويل؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور سولہ ماہ تک آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ پھر اس کا رخ کعبہ کی طرف کر دیا گیا۔ایک شخص جس نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی تھی، کعبہ کی طرف منہ کر کے، تو وہ لوگ خانہ کعبہ کی طرف مڑ گئے۔

حدیث کی روشنی میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی مذمت

نمازی کے آگے سے گزرنے کی مذمت بہت سی احادیث میں وارد ہے، کیونکہ یہ نماز کی توہین کرنے کے برابر ہے اور نماز کے ادب کے خلاف ہے۔نمازی کے آگے سے گزرنے کی مذمت میں ایک حدیث مبارکہ درج ذیل ہے:

بشر بن سعید بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت ابوجہیم کے پاس بھیجا تا کہ ان سے اس بارے میں دریافت کرے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے؟ تو حضرت ابوجہیم نے بتایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے شخص کو پتہ چل جائے کہ اس کو کتنا گناہ ہوگا، تو اس کا چالیس دن یا مہینے یا سال ٹھہرے رہنا اس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہوگا کہ وہ نمازی کے آگے سے گزر جائے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) تحویل قبلہ کا واقعہ و کیفیت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے لیکن آپ کی دلی خواہش تھی کہ مسلمانوں کا قبلہ خانہ کعبہ ہو جائے، کیونکہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے پر یہودی مسلمانوں پر طعن کرتے تھے کہ ماہ رجب ۲ ہجری میں آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز عصر ادا کر رہے تھے اور معمول کے مطابق مرد و عورتیں آپ کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے تھے۔ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد جبرائیل وحی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے، انہوں نے کہا: آپ اپنا منہ بیت المقدس سے مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔ اس کا ذکر سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 144 میں کیا گیا ہے۔ بعض کے نزدیک تحویل قبلہ کے وقت نماز ظہر ادا کر رہے تھے اور بعض کے نزدیک وہ صبح کی نماز کا وقت تھا۔

القسم الثانی...... سنن ابن ماجه

سوال نمبر 4: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عُدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَّةَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ الْبَعِيْرَ يَكُوْنُ بِهِ الْجَرَبُ فَيَجْرِبُ الْاِبِلُ كُلُّهَا قَالَ ذٰلِكُمُ الْقَدْرُ فَمَنْ اَجْرَبَ الْاَوَّلَ ۔

(الف) شكل الحديث وترجمه الى الاردية؟

(ب) بين معنى القدر لغة وشرعا و أيضا اشرح الكلمات المخطوط مع حكمها الشرعي؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اسلام میں) چھوا چھوت کی بیماری، بدفالی اور الو سے بدشگونی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ایک دیہاتی شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اونٹ کو خارش کیسے لگی اور پھر اس سے تمام اونٹوں کو خارش لگ گئی؟ آپ نے فرمایا: یہی تقدیر ہے، اگر ایسا ہے تو پہلے اونٹ کو کس نے خارش زدہ کیا؟

(ب) ''قدر'' کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

لفظ ''قدر'' کا لغوی معنیٰ ہے: اندازہ، مقدار۔ اس کا شرعی و اصطلاحی معنیٰ ہے: عالم میں جو کچھ برا یا بھلا ہوتا ہے اور بندے جو کچھ نیکی یا بدی کے کام کرتے ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کے مطابق ہوتا

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہے، ہر بھلائی برائی اس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرما دی ہے یعنی جیسا ہونے والا تھا اور جیسا کوئی کرنے والا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ دیا تو وہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے اور اس کے پاس لکھا ہوا ہے۔ اسی کا نام تقدیر ہے۔ تقدیر کے بارے میں بحث کرنا، اس بارے میں اعتراضات کا سلسلہ شروع کرنا منع ہے۔

خط کشیدہ الفاظ کی تشریح:

۱-لا عدویٰ: اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں چھوت اور متعدی بیماری کا تصور نہیں ہے، متعدی مرض کا اعتقاد رکھنا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔

۲-ولا طیرۃ: اسلام میں بدفالی کا بھی تصور نہیں ہے، اپنے خیالات وتصورات کے مطابق کسی معاملہ میں بدفالی لینا درست نہیں ہے۔

۳-ولا ھامۃ: الو سے بدشگونی لینا بھی اسلامی تعلیمات کے منافی ہے کیونکہ یہ غیر اسلامی تصورات ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

سوال نمبر 5:- عَنْ اَبِی مُوْسَی الْاَشْعَرِیّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْاُتْرُجَّۃِ طَعْمُھَا طَیِّبٌ وَرِیْحُھَا طَیِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا یَقْرَءُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ التَّمْرَۃِ طَعْمُھَا طَیِّبٌ وَلَا رِیْحَ لَھَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الرَّیْحَانَۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ لَا یَقْرَءُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ طَعْمُھَا مُرٌّ وَلَا رِیْحَ لَھَا ۔

(الف) شکل الحدیث ثم ترجمہ الی الأردیۃ؟

(ب) اکتب ثلثۃ أحادیث فی فضل العلم والعلم؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مومن قرآن کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال ناشپاتی کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے اور خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا ذائقہ تو اچھا ہوتا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں ہوتی۔ جو منافق قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ریحانہ کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ جو شخص منافق ہو اور قرآن کی تلاوت نہ کرتا ہو اس کی مثال حنظلہ کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور خوشبو بھی نہیں ہوتی۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) ''فضائل علماء'' دلائل کی روشنی میں:

علماء کے فضائل حدیث کی اور قرآن کی روشنی میں درج ذیل ہیں:

ارشاد ربانی ہے: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط (اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں) دوسرا ارشاد ہے: هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط یعنی کیا اہل علم اور جاہل لوگ برابر ہو سکتے ہیں۔

(۱) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من طلب العلم لیماری بہ السفھاء او لیباھی بہ العلماء او لیصرف وجوہ الناس الیہ فھو فی النار۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس نے اس قصد سے علم حاصل کیا کہ وہ بیوقوفوں سے تکرار کرے گا، یا اہل علم کے سامنے اپنی بڑائی بیان کرے گا اور یا عوام کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرے گا، تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

(۲) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا أباذر لان تغدو فتعلم آیۃ من کتاب اللہ خیر لك من أن یصلی مائۃ رکعۃ ولان تغدو فتعلم باباً من العلم عمل بہ أو لم یعمل خیر من أن تصلی ألف رکعۃ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''اے ابوذر! اگر تم صبح کے وقت قرآن کریم کی ایک آیت سیکھ لو یہ تمہارے لیے ایک سو رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے، اور اگر تم صبح کے وقت کوئی مسئلہ سیکھ لو، خواہ اس پر عمل کرو یا نہ کرو، تو یہ تمہارے لیے ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔''

فضائل ''علم'' دلائل کی روشنی میں:

احادیث میں علم حاصل کرنے کی فضیلت بیان کی جاتی ہے جس سے علم کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ کچھ احادیث درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تمہارے پاس علم کے طالب لوگ آئیں گے، جب تم انہیں دیکھو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق انہیں مرحباً مرحباً کہنا اور انہیں اچھی طرح سے علم سکھانا۔ راوی کا بیان ہے: میں نے حکم سے دریافت کیا: ''اقنوھم'' سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا: علم سکھانا۔

۲۔ حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گئے، تو ان کا گھر عیادت کرنے والوں سے بھر گیا، اس پر انہوں نے اپنا پاؤں سمیٹ لیا اور فرمایا: ہم رسول کریم

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہے، ہر بھلائی برائی اس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی ہے یعنی جیسا ہونے والا تھا اور جیسا کوئی کرنے والا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ دیا تو وہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے اور اس کے پاس لکھا ہوا ہے۔ اسی کا نام تقدیر ہے۔ تقدیر کے بارے میں بحث کرنا، اس بارے میں اعتراضات کا سلسلہ شروع کرنا منع ہے۔

خط کشیدہ الفاظ کی تشریح:

۱-لا عدوٰی: اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں چھوت اور متعدی بیماری کا تصور نہیں ہے، متعدی مرض کا اعتقاد رکھنا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔

۲-ولا طیـــرۃ: اسلام میں بدفالی کا بھی تصور نہیں ہے، اپنے خیالات وتصورات کے مطابق کسی معاملہ میں بدفالی لینا درست نہیں ہے۔

۳-ولا ھـــامۃ: الو سے بدشگونی لینا بھی اسلامی تعلیمات کے منافی ہے، کیونکہ یہ غیر اسلامی تصورات ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

سوال نمبر 5:-عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْاُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيْحُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا يَقْرَءُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ يَقْرَءُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ لَا يَقْرَءُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيْحَ لَهَا .

(الف) شکل الحدیث ثم ترجمه الی الاردیة؟

(ب) اكتب ثلثة أحاديث فى فضل العلم والعلماء؟

جوابات: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگادیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مومن قرآن کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال ناشپاتی کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے اور خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا ذائقہ تو اچھا ہوتا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں ہوتی۔ جو منافق قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ریحانہ کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ جو شخص منافق ہو اور قرآن کی تلاوت نہ کرتا ہو اس کی مثال حنظلہ کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور خوشبو بھی نہیں ہوتی۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) ''فضائل علماء'' دلائل کی روشنی میں:

علماء کے فضائل حدیث کی اور قرآن کی روشنی میں درج ذیل ہیں:

ارشاد ربانی ہے: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُاط (اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں) دوسرا ارشاد ہے: هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط یعنی کیا اہل علم اور جاہل لوگ برابر ہو سکتے ہیں۔

(۱) عن النبی صلی الله علیه وسلم من طلب العلم لیماری به السفهاء او لیباهی به العلماء او لیصرف وجوه الناس الیه فهو فی النار ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس نے اس قصد سے علم حاصل کیا کہ وہ بیوقوفوں سے تکرار کرے گا، یا اہل علم کے سامنے اپنی بڑائی بیان کرے گا اور یا عوام کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرے گا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

(۲) عن ابی ذر رضی الله عنه قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یا أباذر لان تغدو فتعلم آیة من کتاب الله خیرلك من أن یصلی مائة رکعة ولان تغدو فتعلم باباً من العلم عمل به أولم یعمل خیر من أن تصلی ألف رکعة ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''اے ابوذر! اگر تم صبح کے وقت قرآن کریم کی ایک آیت سیکھ لو یہ تمہارے لیے ایک سو رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے، اور اگر تم صبح کے وقت کوئی مسئلہ سیکھ لو، خواہ تم اس پر عمل کرو یا نہ کرو، تو یہ تمہارے لیے ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔''

فضائل ''علم'' دلائل کی روشنی میں:

احادیث میں علم حاصل کرنے کی فضیلت بیان کی جاتی ہے جس سے علم کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ کچھ احادیث درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تمہارے پاس علم کے طالب لوگ آئیں گے، جب تم انہیں دیکھو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق انہیں مرحباً مرحباً کہنا اور انہیں اچھی طرح سے علم سکھانا۔ راوی کا بیان ہے: میں نے حکم سے دریافت کیا: ''اقنوهم'' سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا: علم سکھانا۔

۲۔ حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گئے، تو ان کا گھر عیادت کرنے والوں سے بھر گیا، اس پر انہوں نے اپنا پاؤں سمیٹ لیا اور فرمایا: ہم رسول کریم

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حتیٰ کہ آپ کا گھر بھر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کروٹ کے بل استراحت فرما تھے، جب آپ نے ہمیں ملاحظہ کیا، تو اپنے قدمین شریفین کو سمیٹ لیا اور فرمایا: میرے بعد تمہارے پاس لوگ حصول علم کے لیے آئیں گے، تو تم انہیں مبارک باد دینا اور انہیں علم سکھانا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا، جو نہ تو ہمیں مرحبا کہتے ہیں اور نہ ہی مبارک دیتے ہیں، ماسوا اس کے کہ ہم ان کے پاس چلے جائیں، تو وہ لاپرواہی اختیار کرتے ہیں۔

۳-اطلبوا العلم ولو بالصين یعنی تم علم دین حاصل کرو، خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔

سوال نمبر 6:-عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل عمدا دفع الى أولياء المقتول فان شاء واقتلوا وان شاء وأخذوا الدية وذلك ثلثون حقة وثلثون جذعة وأربعون خلفة وذلك عقل العمد وما صالحوا عليه فهولهم وذلك تشديد العقل .

(الف) ترجم الحديث وبين معنى الدية لغة وشرعا؟

(ب) فصل أقسام القتل مع بيان أن في أى قسم تجب الدية .

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر کسی کو قتل کر دے، تو اسے مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اگر وہ چاہیں تو اسے قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو اس سے دیت وصول کر لیں۔ یہ تیس حقہ، تیس جذعہ، چالیس خلفہ اونٹ ہوگی۔ یہ قتل عمد کی دیت ہے۔ جب اس شخص پر مصالحت ہو جائے، تو یہ ان کو مل جائے گی اور یہ شدید ترین دیت ہے۔

دیت کا لغوی و شرعی معنی:

لفظ "دیت" کا لغوی معنی ہے: مقتول کا حق و معاوضہ۔ اس کا اصطلاحی و شرعی معنی ہے: کسی مسلمان یا ذمی کو ناحق قتل کرنے یا اس کے کسی عضو کو تلف کرنے کی وجہ سے جو شرعی تاوان واجب ہوتا ہے۔ بعض اوقات جان کے ضائع کرنے کے تاوان کو "دیت" اور عضو کے تلف کرنے کے تاوان کو "ارش" کہا جاتا ہے۔

(ب) اقسام قتل:

قتل کی پانچ اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) قتل عمد، (۲) قتل شبہ عمد، (۳) قتل خطاء، (۴) قتل قائم مقام خطاء، (۵) قتل بالسبب۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۱۔قتل عمد: ایسا قتل جس میں روح نکالنے کے لیے کسی ایسے ہتھیار سے مارنا کہ وہ زخم لگانے اور کاٹنے والا ہو۔اس کی دیت تیس حقہ، تیس جذعہ اور چالیس خلفہ واجب ہے۔اگر ورثاء راضی ہو جائیں، ورنہ اس کی سزا دنیا میں قصاص اور آخرت میں عذاب ہے۔

۲۔قتل شبہ عمد: کسی کو جان بوجھ کر اسلحہ یا اس کے قائم مقام چیز کے علاوہ سے قتل کرنا جیسے لاٹھی مار کر مارنا۔اس کا کفارہ ہے، قصاص نہیں۔ایک غلام آزاد کرنا، یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا۔اس کے ورثاء پر سو اونٹ دیت کی صورت میں واجب ہیں۔دیت میں پچیس بنت مخاض، پچیس بنت لبون، پچیس حقہ اور پچیس جذعہ داخل ہیں۔

۳۔قتل خطاء: جس قتل میں قتل کرنے والے کو گمان میں غلطی ہو یا فعل میں غلطی ہو، اس میں صرف دیت واجب ہے۔اس کی دیت میں پچیس بنت مخاض، پچیس بنت لبون، پچیس حقہ اور پچیس جذعہ شامل ہیں۔

۴۔قتل قائم مقام خطاء: اگر کوئی نیند میں کسی پر گر جائے اور اس گرنے سے نیچے آنے والا شخص مر جائے، تو فاعل کے عصبات پر دیت اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے لیکن قصاص نہیں۔

۵۔قتل بالسبب: اگر کسی نے راستے میں کنواں کھدوایا یا راستہ میں پتھر رکھ دیے اور کوئی شخص اس کنوئیں میں گر کر مر جائے یا پتھر سے ٹھوکر لگنے کے سبب مر جائے۔اس قتل میں فقط دیت واجب ہوگی کفارہ نہیں۔

☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حتیٰ کہ آپ کا گھر بھر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کروٹ کے بل استراحت فرما تھے، جب آپ نے ہمیں ملاحظہ کیا، تو اپنے قدمین شریفین کو سمیٹ لیا اور فرمایا: میرے بعد تمہارے پاس لوگ حصول علم کے لیے آئیں گے، تو تم انہیں مبارک باد دینا اور انہیں علم سکھانا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا، جو نہ تو ہمیں مرحبا کہتے ہیں اور نہ ہی مبارک دیتے ہیں، ماسوا اس کے کہ ہم ان کے پاس چلے جائیں، تو وہ لاپرواہی اختیار کرتے ہیں۔

۳-اطلبوا العلم ولو بالصين یعنی تم علم دین حاصل کرو، خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔

سوال نمبر 6:-عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل عمدا دفع الى أولياء المقتول فان شاء واقتلوا وان شاء وأخذوا الدية وذلك ثلثون حقة وثلثون جذعة وأربعون خلفة وذلك عقل العمد وما صالحوا عليه فهولهم وذلك تشديد العقل .

(الف) ترجم الحديث وبين معنى الدية لغة وشرعا؟

(ب) فصل أقسام القتل مبينا أن في أى قسم تجب الدية .

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر کسی کو قتل کر دے، تو اسے مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اگر وہ چاہیں تو اسے قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو اس سے دیت وصول کر لیں۔ یہ تیس حقہ، تیس جذعہ، چالیس خلفہ اونٹ ہوں گی۔ یہ قتل عمد کی دیت ہے۔ جب اس شخص سے مصالحت ہو جائے، تو یہ ان کو مل جائے گی اور یہ شدید ترین دیت ہے۔

دیت کا لغوی وشرعی معنی:

لفظ ''دیت'' کا لغوی معنی ہے: مقتول کا حق ومعاوضہ۔ اس کا اصطلاحی وشرعی معنی ہے: کسی مسلمان یا ذمی کو ناحق قتل کرنے یا اس کے کسی عضو کو تلف کرنے کی وجہ سے جو شرعی تاوان واجب ہوتا ہے۔ بعض اوقات جان کے ضائع کرنے کے تاوان کو ''دیت'' اور عضو کے تلف کرنے کے تاوان کو ''ارش'' کہا جاتا ہے۔

(ب) اقسام قتل:

قتل کی پانچ اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) قتل عمد، (۲) قتل شبہ عمد، (۳) قتل خطاء، (۴) قتل قائم مقام خطا، (۵) قتل بالسبب۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۱-قتل عمد: ایسا قتل جس میں روح نکالنے کے لیے کسی ایسے ہتھیار سے مارنا کہ وہ زخم لگانے اور کاٹنے والا ہو۔اس کی دیت تیس حقہ، تیس جذعہ اور چالیس خلفہ واجب ہے۔اگر ورثاء راضی ہو جائیں، ورنہ اس کی سزا دنیا میں قصاص اور آخرت میں عذاب ہے۔

۲-قتل شبہ عمد: کسی کو جان بوجھ کر اسلحہ یا اس کے قائم مقام چیز کے علاوہ سے قتل کرنا جیسے لاٹھی مار کر مارنا۔اس کا کفارہ ہے، قصاص نہیں۔ایک غلام آزاد کرنا، یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا۔اس کے ورثاء پر سو اونٹ دیت کی صورت میں واجب ہیں۔دیت میں پچیس بنت مخاض، پچیس بنت لبون، پچیس حقہ اور پچیس جذعہ داخل ہیں۔

۳-قتل خطاء: جس قتل میں قتل کرنے والے کو گمان میں غلطی ہو یا فعل میں غلطی ہو، اس میں صرف دیت واجب ہے۔اس کی دیت میں پچیس بنت مخاض، پچیس بنت لبون، پچیس حقہ اور پچیس جذعہ شامل ہیں۔

۴-قتل قائم مقام خطاء: اگر کوئی نیند میں کسی پر گر جائے اور اس گرنے سے نیچے آنے والا شخص مر جائے، تو قاتل کے عصبات پر دیت اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے لیکن قصاص نہیں۔

۵-قتل بالسبب: اگر کسی نے راستے میں کنواں کھدوایا یا راستہ میں پتھر رکھ دیے اور کوئی شخص اس کنوئیں میں گر کر مر جائے یا پتھر سے ٹھوکر لگنے کے سبب مر جائے۔اس قتل میں فقط دیت واجب ہوگی کفارہ نہیں۔

☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official